مجموعہ رسائل

اعلیٰحضرت احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی رح

حصہ دوم

مرتبہ:- مفتی سید شجاعت علی قادری

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ، کراچی

Marfat.com

مجموعہ

رسائل اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

حصّہ دوم

اعلیحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

ابن مسعود، مفتی سیّد شجاعت علی قادری

ایم۔ اے

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی

[redacted]

PUBLISHING CO. - KARACHI - M.A. JINNAH ROAD
6/-

Marfat.com

مجموعہ رسائل اعلیٰحضرت

(حصّہ دوم)

مرتبہ ———— مفتی سیّد شجاعت علی قادری

بار اوّل ———— جنوری ۱۹۷۳ء

تعداد اشاعت ———— ایک ہزار

قیمت فی جلد ———— پانچ روپے پچیس پیسے

مطبع ———— مشہور آفسٹ پریس کراچی

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی

ایم اے جناح روڈ کراچی

[redacted]

Marfat.com

فہرست مضامین

مجموعۂ رسائل اعلیٰ حضرتؒ (حصّہ دوم)

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
عرض مرتب	۵	روح انسان کی دنیا میں آمد	۶۲
تقدیم	۸	تقدیم	۷۷
مسئلہ تبرک	۱۱	غیر حق سے استعانت کا مطلب	۷۸
برکت بزرگاں	۲۳	اقوالِ علماء	۱۰۴
تبرک سے توسل حاصل کرنا	۳۷	فائدہ مہمہ	۱۱۷
تبرکات بلاسند کا بیان	۴۲	فائدہ ضروریہ	۱۱۹
نقل روضۂ انور اور تعزیہ میں فرق	۵۲	تقدیم	۱۳۵
تقدیم	۶۱	غلاف کعبہ کے ٹکڑے کو بوسہ دینا	۱۳۷

Marfat.com

انگوٹھا چومنا بوقت اذان	۱۵۵	یں مدرسہ وغیرہ بنانا	۲۸۴
مزار کی چوکھٹ چومنا	۱۵۹	فتوائے ثانیہ	۲۸۸
تقدیم	۱۷۹	جواب اہالی مدرسہ	
تیجہ، دسواں، چالیسواں		جامع العلوم	۲۹۰
کا بیان	۱۸۲	جواب مولوی رشید احمد	
ایصال ثواب، قرآن خوانی	۲۳۱	گنگوہی	۲۹۵
تقدیم	۲۳۴	گنگوہی صاحب کی	
قبرستانوں کو مکانوں یں		سفاہت	۳۰۰
تبدیل کرنا	۲۳۵	وقف کرنے کے لئے	
اہلسنت کے نزدیک انبیاء		مالک ہونا شرط ہے	۳۰۲
شہداء اور اولیاء اپنے		وقف زمین یں دوسری	
ابدان مع اکفان کے		غرض کے لئے کوئی عمارت	
زندہ ہیں	۲۳۹	تعمیر نہیں ہوسکتی	۳۰۴
نامناسب افعال سے مردوں		گنگوہی صاحب پر	
کو تکلیف ہوتی ہے	۲۴۵	گرفت	۳۰۸
مسلمان کی عزت مردہ و زندہ		تصدیق وتائید	۳۲۲
برابر ہے	۲۵۷		
قبرستان سے ملحقہ میدان			

Marfat.com

عرضِ مرتب

اعلیٰ حضرت کے رسائل کو یکجا کرنے کا جو سلسلہ جاری کیا گیا ہے، اس میں یہ بات خاص طور پر مدنظر رکھی جاتی ہے کہ مجموعے کے تمام رسائل ایک ہی موضوع کی مختلف حیثیات سے متعلق ہوں، کیونکہ مجموعے کا مقصد چند رسائل کو یکجا کر کے جلد باندھ دینا نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ پڑھنے والا ایک ہی موضوع سے متعلق تمام مواد یکجا پڑھ لے، اور اس کو سلسلہ کی کڑیاں ملانے میں دقت محسوس نہ ہو، اس کا یہ مقصد بھی نہیں ہے کہ اس موضوع پر اعلیٰ حضرت کے کل رشحات قلم یہی ہیں۔ مجموعے کی ضخامت میں اعتدال کی وجہ سے زیر نظر رسائل پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اس مجموعے کا موضوع "بزرگانِ دین کی ذوات قدسیہ" ہیں۔ عرس، فاتحہ، استمداد، تبرکات وغیرہ۔ تمام امور کا تعلق، حضرات اولیاء کرام قدس سرہم سے ظاہر ہے

Marfat.com

نوٹ = جہاں میں نے از خود تراجم کئے ہیں ، وہاں "م" لکھ دیا ہے، جو مرتب کی طرف اشارہ ہے۔

Marfat.com

رسالہ ؀۱

بدر الانوار

بزرگانِ دین کے تبرّکات کا اسلام میں کیا مقام ہے۔

Marfat.com

تقدیم

انبیائے کرام علیہم السلام واولیائے عظام رضی اللہ عنہم کے جسم اقدس سے تعلق رکھنے والی ہر چیز متبرک ہے، بنیادی طور پر اسلام میں بزرگان دین کے آثار وتبرکات کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے اور مسلمانوں کو ان کی تعظیم وتکریم اس لئے کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ یہ تمام چیزیں بالآخر خدا کی یاد اور اس کے قرب کا ذریعہ ہیں۔ قرآن نے ان تبرکات کو "شعائر اللہ" اور "آیات اللہ" سے تعبیر کیا ہے، صفا اور مروہ دو مشہور پہاڑ ہیں، جن پر حاجی صاحبان دورانِ حج چڑھتے ہیں اور ان کے درمیان سعی کرتے ہیں۔ اس تمام تگ و دو کی حقیقت تاریخی طور پر صرف اتنی ہے کہ اللہ کی ایک نیک بندی ہاجرہ علیہا السلام اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے لئے پانی کی طلب میں اس مقام پر دوڑتی تھیں اور ان پہاڑیوں پر چڑھتی تھیں اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا پسند آئی کیونکہ اس میں تلاش مقصود کے لئے جس لگن کا اظہار تھا اور اس کے لئے جو عملی کاوش تھی وہی عبد مومن میں پیدا ہونی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دو پہاڑیوں کو جنھیں

Marfat.com

اللہ کی نیک بندی سے ایک گونہ تعلق ہو گیا تھا، "شعآئر اللّٰه" سے تعبیر فرمایا ارشاد ہوا،

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ

یقیناً صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔

پھر فرمایا:

وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ○

اور جو بھی اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے گا تو یہ (تعظیم) دلوں کی پرہیزگاری کی وجہ سے ہے۔

قرآن کریم نے بیت اللہ اور اس کے چپہ چپہ کو اپنی کھلی ہوئی نشانیوں کا مرکز قرار دیا ہے، جب ہم تاریخ کے آئینے میں ان تمام نشانیوں کو دیکھتے ہیں، جنھیں اللہ کی نشانیاں قرار دیا گیا ہے، تو یہ سب کی سب اللہ کے نیک بندوں سے کوئی نہ کوئی نسبت رکھتی ہیں۔

قرآنِ کریم میں ہے:

فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ

اس میں (نشانیاں) واضح ہیں (مثلاً) مقامِ ابراہیم ہے۔

اس آیت میں پوری وضاحت سے بتا دیا گیا کہ وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی، وہ بھی "آیۂ بیّنہ" ہے۔

Marfat.com

خلاصہ یہ ہے کہ بزرگانِ دین کے تبرکات اسلام میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں، اور ان کی تعظیم و تکریم کسی طرح بھی شرک نہیں بلکہ عین توحید ہے، اور خدا کی عظمتِ شان کی معرفت کا زینہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اس امت کے بزرگانِ دین کے تبرکات بھی اب تک موجود ہیں، اور انکار کرنا ایسا ہے جیسا کہ بعض لوگ احادیث کا انکار کرتے ہیں، اگر کچھ ضعیف حدیثیں ہیں تو اس کا مطلب یہ کب ہوا کہ تمام احادیث پر ضعف کا حکم یہ یک مشت تھوپ دیا جائے، اور اگر کہیں کچھ جعلی تبرکات ہیں، تو حقیقی آثار و تبرکات کے انکار کی کیا وجہ ہے؟ اس اجمال کی تفصیل اعلیحضرت رحمتہ اللہ علیہ کے رسالہ بدر الانوار فی آداب الآثار، ۱۳۲۶ھ میں ملاحظہ ہو،

رسالے کے نام کا ترجمہ یہ ہے:
آثار (نشانات) کے آداب میں انوار کا چاند۔

مرتب

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

فصل اوّل

مسئلہ: از اجمیر شریف درگاہ معلّٰی، مرسلہ حضرت سید حبیب اللہ قادری، دمشقی، طرابلسی، شامی، ۲۸ رجادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ

ماقولکم، دام فضلکم۔

ایک شخص اپنے وعظ میں صاف انکار کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی تبرک اور حضور کے آثار شریفہ سے کوئی چیز اصلًا[1] باقی نہیں، نہ صحابہ کے پاس تبرکات شریفہ سے کچھ تھا نہ کبھی کسی نبی کے آثار سے کچھ تھا۔ امید کہ اس کا جواب بحوالہ احادیث وکتاب ارشاد ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ حمدًا یکافئی فضلہ وانعامہ و

---

[1] بالکل ۱۲

Marfat.com

یحلنا برضاہ دارالمقامۃ دارا ذات برکۃ وسلامۃ لا مخافۃ فیہا ولا سامۃ والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبی التہامۃ خیر من لبس الجبۃ والنعل والعمامۃ وعلیٰ الہٖ وصحبہ ذوی الکرامۃ الناصحین لامتہ المبلغین احکامہ المعظمین اثارہ بعدہ وامامہ صلوٰۃ تنمی وتنمی الیٰ یوم القیٰمۃ ۔ امابعد۔ یہ فتاویٰ ہیں متعلق تبرکات شریفہ وآثار لطیفہ کہ ان کا ادب کیسا ہے اور ان کے ثبوت میں کیا دیکھا ہے، اور بے سند ہوں تو کیا کرنا چاہیئے۔ اور زیارت پر نذرانہ لینے دینے، مانگنے کے مسئلے جن کا فقیر سے سوال ہوا، اور مجموع کا بدر الانوار فی آداب الآثار نام ٹھہرا والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی المولیٰ والہٖ اجمعین۔

ایسا شخص آیات واحادیث کا منکر اور سخت جاہل خاسر یا کمال گم راہ فاجر ہے، اس پر توبہ فرض ہے اور بعد اطلاع، ابھی تائب نہ ہو تو ضرور گم راہ بد دین ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

دلیل (۱)

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ	بے شک سب میں پہلا گھر کہ لوگوں کے لئے مقرر فرمایا گیا وہ ہے جو مکّہ میں ہے

Marfat.com

برکت والا اور سارے جہان کو راہ دکھاتا ہے

اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ۔

جس پر کھڑے ہوکر انھوں نے کعبۂ معظمہ بنایا اور ان کے قدم پاک کا نشان اس میں بن گیا۔ اجلۂ محدثین عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر و ابن ابی حاتم و ازرقی نے امام اجل مجاہد تلمیذ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آیۂ کریمہ کی تفسیر میں روایت کی۔

قال اثر قدمیہ فی المقام ایۃ بینۃ۔

فرمایا۔ کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدم پاک کا اس پتھر میں نشان ہوجانا یہ کھلی نشانی ہے۔

جسے اللہ عزوجل آیت بینٰت، فرمارہا ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے:

الفضیلۃ الثانیۃ لھذا البیت مقام ابراھیم وھوالحجر الذی وضع ابراھیم قدمہ علیہ فجعل اللہ ماتحت قدم ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

یعنی، کعبۂ معظمہ کی دوسری فضیلت مقام ابراہیم ہے۔ یہ وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک رکھا تو جتنا ٹکڑا ان کے زیر قدم آیا، تر مٹی کی طرح نرم

Marfat.com

من ذلك الحجر دون سائر اجزائه كالطين حتى غاص فيه قدم ابراهيم عليه الصلوٰة والسلام وهذا مما لا يقدر عليه الا الله تعالىٰ ولا يظهره الا على انبيائه ثم لما رفع ابراهيم عليه الصلوٰة والسلام قدمه عنه خلق فيه الصلابة الحجرية مرة اخرى ثم انه تعالىٰ ابقى ذلك الحجر على سبيل الاستمرار والدوام فهذه انواع من الآيات العجيبة والمعجزات الباهرة اظهرها الله تعالىٰ فى ذالك الحجر۔

ہوگیا۔ یہاں تک کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم مبارک اس میں پیر[1] گیا اور یہ خاص قدرت الٰہیہ و معجزۂ انبیا ہے پھر جب ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے قدم اٹھایا، اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس ٹکڑے میں پتھر کی سختی پیدا کر دی کہ وہ نشان قدم محفوظ رہ گیا پھر اسے حق سبحانہ نے مدت ہا مدت باقی رکھا تو یہ اقسام اقسام کے عجیب و غریب معجزے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر میں ظاہر فرمائے۔

ارشاد العقل السلیم میں ہے :-

---

[1] دھنس گیا ۱۲

Marfat.com

ان واحداً منها اثر قدميه في صخرة صماء وغوصه فيها الى الكعبين والانته بعض دون بعض وابقائه دون سائر ايات الانبياء عليه الصلوٰة والسلام وحفظه مع كثرة الاعداء الوف سنة اية مستقلة ۔

یعنی، اسی ایک پتھر کو مولیٰ تعالیٰ نے متعدد آیات فرمایا. اس لئے کہ اس میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشان قدم ہو جانا ایک۔ اور ان کے قدموں کا گٹّوں تک اس میں پیر جانا، دو اور پتھر کا ایک ٹکڑا نرم ہو جانا باقی کا اپنے حال پر رہنا تین۔ اور معجزات انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں اس معجزے کا باقی رکھنا چار۔ اور باوصف کثرت اعداء ہزاروں برس اس کا محفوظ رہنا پانچ۔ یہ ہر ایک بجائے خود ایک آیت اور ایک معجزہ ہے۔

دلیل (۲)

مولیٰ سبحانہٗ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ

بنی اسرائیل کے نبی شمویل

Marfat.com

اٰیَۃَ مُلْکِہٖۤ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ التَّابُوْتُ فِیْہِ سَکِیْنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَبَقِیَّۃٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ ھٰرُوْنَ تَحْمِلُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝

علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ان سے فرمایا کہ سلطنت طالوت کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکینہ ہے اور موسیٰ وہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں فرشتے اسے اٹھا کر لائیں۔ بے شک اس میں تمہارے لئے عظیم نشانی ہے، اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

○

وہ تبرکات کیا تھے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ مقدسہ وغیرہ ان کی برکات تھیں کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جس لڑائی میں آگے کرتے فتح پاتے اور جس مرادمیں اس سے توسّل کرتے اجابت دیکھتے۔

ابن جریر وابن ابی حاتم حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں۔

وبقیۃ مما ترک اٰل موسیٰ تابوت سکینہ میں تبرکات موسویہ

عصاه ورضاض الالواح ؁ — سے ان کا عصا تھا، اور تختیوں کی کرچیں۔

وکیع بن الجراح وسعید بن منصور وعبد بن حمید وابن ابی حاتم وابوصالح تلمیذ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال کان فی التابوت عصا موسیٰ وعصا هٰرون وثیاب موسیٰ وثیاب هٰرون و لوحان من التوراة والمن وکلمة الفرج لا الٰه الا اللہ الحلیم الکریم وسبحٰن اللہ رب السمٰوٰت السبع ورب العرش العظیم والحمد للہ رب العٰلمین؁

تابوت میں سے موسیٰ وہارون علیہما الصلوٰة والسلام کے عصا اور دونوں حضرات کے ملبوس اور توریت کی دو تختیاں اور قدرے مَنّ[1] کہ بنی اسرائیل پر اترا۔ اور یہ دعائے کشائش لا الٰه الا اللہ الحلیم الکریم الخ

معالم التنزیل میں ہے:

کان فیه عصا موسیٰ ونعلاه — تابوت میں موسیٰ علیہ الصلوٰة

---

[1] من ایک سپید اور میٹھی چیز تھی، جو بنی اسرائیل پر نازل ہوئی۔ صبح کے وقت کُہر کے مانند گرتی تھی اور پتوں پر آئس کریم کی طرح جم جاتی تھی ۱۲ مرتب

Marfat.com

وعمامة هٰرون وعصاه

والسلام کا عصا اور ان ، کی نعلین اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ و عصا۔

دلیل (۳)۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

ان النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم دعا بالحلاق وناول الحالق شقه الایمن فحلقه ثم دعا اباطلحة الانصاری فاعطاه ایاه ثم ناول الشق الایسر فقال احلق فحلقه فاعطاه اباطلحة فقال اقسمه بین الناس ۔

یعنی ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجام کو بلاکر سر مبارک کے داہنی جانب کے بال مونڈنے کا حکم فرمایا پھر ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلاکر وہ سب بال انھیں عطا فرمادیئے ، پھر بائیں جانب کے بالوں کو حکم فرمایا اور وہ ابوطلحہ کو دیئے کہ انھیں لوگوں میں تقسیم کردو۔

دلیل (۴)

صحیح بخاری شریف کتاب اللباس میں عیسیٰ بن طہمان سے ہے :۔

قال اخرج الینا انس بن مالك رضی اللّٰه تعالےٰ

انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ دو نعل مبارک

Marfat.com

عنہ نعلین لہما قبالان فقال ثابت البنانی ھذا نعل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ؕ

ہمارے پاس لائے کہ ہر ایک میں بندش کے دو تسمے تھے۔ ان کے شاگرد رشید ثابت بنانی نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مقدس ہے

دلیل (۵)

صحیحین میں ابو بردہ سے ہے:

اخرجت الینا عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کساء ملبدا وازارا غلیظا فقالت قبض روح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی ھذین ؕ

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک رضائی یا کمبل اور ایک موٹا تہبند ہمیں نکال کر دکھایا اور فرمایا کہ وقت وصال اقدس، حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ دو کپڑے تھے۔

صحیح مسلم میں حضرت اسما بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہے:

دلیل (۶)

انھا اخرجت جبۃ طیالسیۃ کسروانیۃ لھا

یعنی، انھوں نے ایک اونی جبہ کسروانی ساخت نکالا

Marfat.com

لبنة دیباج وفرجیها مکفوفین بالدیباج وقالت هذه جبة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کانت عند عائشة فلما قبضت قبضتها وکان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یلبسها فنحن نغسلها للمرضی نستشفی بها۔

اس کی پلیٹ ریشمین تھی اور دونوں چاکوں پر ریشم کا کام تھا، اور کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ ام المومنین صدیقہ کے پاس تھا۔ ان کے انتقال کے بعد میں نے لے لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے تو ہم اسے دھو دھو کر مریضوں کو پلاتے اور اس سے شفا چاہتے ہیں۔

دلیل (۷)

صحیح بخاری میں عثمان بن عبداللہ بن مواہب سے ہے:

قال دخلت علی ام سلمة فاخرجت الینا شعرا من شعر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مخضوبا۔

میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی ہمیں زیارت کرائی۔ اس پر خضاب کا اثر تھا۔

Marfat.com

یہ چند احادیث خاص صحیحین سے لکھ دیں اور یہاں احادیث میں کثرت اور اقوال آئمہ کا تواتر بشدت اور مسئلہ خود واضح اور اس کا انکار جہل فاضح ہے، لہٰذا صرف ایک عبارت شفا شریف پر اقتصار کریں فرماتے ہیں:

ومن اعظامه واكباره صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اعظام جميع اسبابه واكرام مشاهده وامكنته من مكة والمدينة ومعاهده وما لمسه اوعرف به وكانت فی قلنسوة خالد بن الوليد رضی اللہ تعالیٰ عنه شعرات من شعره صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فسقطت قلنسوته فی بعض حروبه فشد علیها شدة انكر علیه اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم كثرة من

یعنی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا ایک جزیہ بھی ہے، کہ جس چیز کو حضور سے کچھ علاقہ ہو، اور مقامات مکہ و مدینہ۔ حضور نے اسے چھوا ہو یا حضور کے نام پاک سے پہچانی جاتی ہو، اس سب کی تعظیم کی جائے۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں چند موئے مبارک تھے۔ کسی لڑائی میں وہ ٹوپی گر گئی، خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لئے ایسا شدید حملہ فرمایا جس پر اور صحابہ کرام نے انکار کیا اس لئے کہ

Marfat.com

قتل فیها فقال لم افعلها بسبب القلنسوۃ بل لما تضمنتہ من شعرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لئلا تسلب برکتها وتقع فی ایدی المشرکین وروی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما واضعا یدہ علی مقعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من المنبر ثم وضعها علی وجهه ؏

اس شدید وسخت حملے میں بہت سے مسلمان کام آئے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میرا یہ حملہ ٹوپی کے لئے نہ تھا بلکہ موئے مبارک کے لئے تھا کہ مبادا اس کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ نہ لگیں. اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا گیا کہ منبر اطہر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جو جگہ جلوس اقدس کی تھی اسے ہاتھ سے مس کرکے وہ ہاتھ اپنے منہ پر پھیرلیا.

اللهم ارزقنا حب حبیبک وحسن الادب معه ومع اولیائك امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارك وسلم وعلیهم اجمعین.

خالد بن ولید کی حدیث ابو یعلے اور عبداللہ بن عمر کی حدیث ابن سعد نے طبقات میں روایت کی. واللہ تعالیٰ اعلم.

Marfat.com

فصلِ دُوم

مسئلہ: از بستی مرسلہ مولوی مفتی غزیزالحسن صاحب ۹ رشوال ۱۳۱۰ھ۔

جناب مولانا سراپا فیض، مجسم علم و حلم معظم و مکرم دام مجدہم۔
پس از سلام مسنون باعث تکلیف آں جناب یہ ہے کہ ایک شخص برکت آثار بزرگان سے منکر ہے اور کہتے ہیں کہ بزرگوں کے خرقہ وجبہ وغیرہ سے کوئی برکت حاصل نہیں ہوتی، چونکہ وہ پڑھے لکھے ہیں، یہ امر قرار پایا ہے کہ اگر سو برس سے قبل کے کسی عالم نے اپنی کتاب میں اس برکت کو تحریر کیا ہو، تو میں مان لوں گا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے جبّہ وغیرہ میں گفتگو نہیں ہے۔ والسلام۔

الجواب: برکت آثار بزرگان سے انکار آفتاب روشن کا انکار ہے۔ معہذا جب برکت آثار شریفہ حضور پرنور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلم اور یہ ظاہر کہ اولیاء وعلماء حضور کے ورثا ہیں تو ان کے آثار میں برکت کیوں نہ ہوگی۔ کہ آخر وارث برکات و وارث ایراث برکات ہیں۔ فقیر غفرلہ تعالیٰ کہ اتمام حجت کے لئے چند عبارات ائمہ وعلماء کہ وہ سب آج سے سو برس پہلے اور بعض

Marfat.com

پانسو چھ سو برس پہلے کے تھے، حاضر کرتا ہے۔ کتب مطبوعہ کا نشان جلد و صفحہ بھی ظاہر کر دیا جائے گا، کہ مراجعت میں آسانی ہو:۔

۱۔ امام اجل ابوزکریا نووی جن کی ولادت باسعادت ۶۳۱ھ اور وفات شریف ۶۷۶ھ میں ہوئی، شرح صحیح مسلم شریف میں زیر حدیث عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، انی احب ان تاتینی وتصلی فی منزل فاتخذہ مصلی، فرماتے ہیں:

فی ھذا الحدیث انواع من العلم وفیہ التبرک بآثار الصالحین وفیہ زیارۃ العلماء والصلحاء الکبار واتباعھم و تبریکھم ایاھم: ج ۱ صفحہ ۲۴۷ نیز:

اس حدیث میں علم کی کئی اقسام ہیں، اس سے صالحین کے آثار سے تبرک حاصل کرنا، علماء و صلحاء کی زیارت کرنا، ان کی اتباع کرنا اور ان سے تبرک حاصل کرنا = م

۲۔ اسی حدیث کے نیچے لکھتے ہیں:

فی حدیث عتبان ھذا فوائد کثیرۃ منھا التبرک بالصالحین وآثارھم والصلوٰۃ فی المواضع التی صلوا بھا وطلب التبریک

عتبان کی اس حدیث میں بہت سے فوائد ہیں، منجملہ ان کے صالحین اور ان کے آثار سے تبرک حاصل کرنا، ان مقامات میں نماز پڑھنا جن

Marfat.com

منہم ؛ ج ا صفحہ ۲۳۲

میں انھوں نے نماز پڑھی ہو اور ان سے طلب تبرک کرنا ، م

۳. اسی میں زیر حدیث ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فخرج بلال بوضوئه فمن نائل وناضح فرمایا فیه التبرك بآثار الصالحين واستعمال فضل طهورهم وطعامهم وشرابهم ولباسهم ؛ ج ا صفحہ ۱۹۶

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے وضو کا پانی لے کر نکلے تو کوئی اسے لیتا تھا اور کوئی ملتا تھا ، اس کی شرح میں ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نیکوں کے آثار سے تبرک حاصل کرنا، ان کے بچے ہوئے پانی، کھانے پینے کی چیز اور لباس سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے ؛ م ۔

۴. اسی میں زیر حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ :

ما یوتی باناء الا غمس یده فیه فرمایا، فیه التبرك بآثار الصالحين ؛

جو برتن بھی آپ کے پاس لایا جاتا تھا آپ اس میں ہاتھ ڈبوتے تھے . فرمایا، اس

Marfat.com

ج ۲ صفحہ ۲۵۶ سے نیکوں کے آثار سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے : م

۵۔ اسی میں زیر حدیث ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ :

اکل منہ وبعث بفضلہ الیہ ...... قال العلماء فی ھذہ انہ یستحب للاکل والشارب ان یفضل مما یاکل ویشرب فضلۃ لیواسی بھا من بعدہ لا سیما ان کان ممن یتبرک بفضلہ : ج ۲ صفحہ ۱۸۳

اس میں سے کھایا اور پس خوردہ بھیج دیا، فرمایا، علماء کا کہنا ہے، کہ اس سے معلوم ہوا کھانے پینے والے کیلئے مستحب ہے، کہ کھانے پینے کی چیز میں سے کچھ بچا دے تاکہ بعد والوں کو بھی کچھ مل جائے، بالخصوص اگر یہ شخص ایسا ہو کہ اس کے پس خوردہ کو تبرک سمجھا جاتا ہو۔

(م)

۶۔ اسی میں زیر حدیث :

سأل عن موضع اصابعہ فتتبع موضع اصابعہ ، فیہ التبرک باثار الخیر فی الطعام وغیرہ : ج ا صفحہ ۔

آپ کی انگلیوں کی جگہ کے بارے میں دریافت کیا اور آپ کی انگلیوں کی جگہ کو تلاش کیا، فرمایا، اس سے ثابت ہوا کہ کھانے وغیرہ میں آثار خیر سے

Marfat.com

تبرک حاصل کرنا چاہیئے۔ م

۷۔ ایضاً، امام احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں زیر حدیث ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

فجعل الناس یتمسحون بوضوئہ، فرماتے ہیں، استنبط منہ التبرک لما یلامس اجساد الصالحین؛ ج ۱ صفحہ ۳۸۱۔

تو لوگ آپ کے وضو کے پانی کو ملنے لگے، فرمایا، اس سے ثابت ہوا کہ جو چیز بھی نیکوں کے اجسام سے مس کرے اس سے تبرک حاصل کرنا چاہیئے۔ م

۸۔ اسی میں زیر حدیث:

انی واللہ ما سالتہ لالبسہا انما سألتہ لتکون کفنی فرمایا، فیہ التبرک باثار الصالحین قال اصحابنا لا یندب ان یعد لنفسہ کفنا الا ان یکون من اثر ذی صلاح فحسن اعدادہ کما ھنا انتہی ملخصاً ج ۲ صفحہ ۳۲۴

بیشک، بخدا، میں نے اسے پہننے کے لئے طلب نہیں کیا تھا بلکہ میں نے اسے اپنا کفن بنانے کے لئے طلب کیا تھا، فرمایا، اس سے نیکوں کے آثار سے تبرک ثابت ہوتا ہے، ہمارے اصحاب نے فرمایا، کسی شخص کے لئے اپنے لئے کفن تیار کر رکھنا جائز نہیں ہاں اگر وہ نیکوں

Marfat.com

کے آثار والا کفن ہو تو اس کا
تیار کر لینا جائز ہے جیسا کہ
یہاں ہے = م

۹۔ مولانا علی قاری مکی متوفی سنہ ۱۰۱۴ھ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث سنن نسائی کے نیچے لکھا کہ طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقیہ آب وضوئے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور سے مانگ کر اپنے ملک کو لے گئے، یہ فائدہ لکھ کر کہ:

فیہ التبرک بفضلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ونقلہ الی البلاد نظیر ماء زمزم، فرمایا، ویوخذ من ذلک ان فضلۃ وارثیہ من العلماء والصلحاً کذالک:

اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے بچے ہوئے پانی سے تبرک حاصل کرنا اور اس کو دوسرے ملکوں میں پہنچانا آب زمزم کی طرح جائز ہے، فرمایا، اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے وارثین علماء و صلحاء کے بچے ہوئے پانی سے بھی یہی، برتاؤ جائز ہے۔

مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی سنہ ۱۰۲۵ھ نے اشعۃ اللمعات میں فرمایا۔

" دریں حدیث استحباب تبرک است بہ بقیہ آب وضوئے

Marfat.com

ولیس ماندہ آں حضرت ونقل آں ببلاد ومواضع بعیدہ
مانند آب زمزم، وآنحضرت چوں در مدینہ می بود
آب زمزم را از حاکم مکہ می طلبید وتبرک می ساخت
وفضلہ وارثان او کہ علماء وصلحا اند وتبرک بآثار وانوار
ایشاں ہم بریں قیاس است"۔ ج ۱ صفحہ ۱۷۱۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کے وضو سے
بچے ہوئے پانی ولیس خوردہ سے تبرک حاصل کرنا اور
اس کو دور دراز ممالک میں منتقل آب زمزم کی طرح کرنا
جائز ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینے میں تھے تو
مکہ کے حاکم سے آب زمزم مانگا اور اس سے تبرک
حاصل کیا، آپ کے وارثین علماء وصلحا کے آثار وتبرکات
وانوار کو اسی پر قیاس کرنا چاہیئے۔ م۔

۱۱۔ امام علامہ احمد بن محمد مصری مالکی معاصر شیخ محقق دہلوی، نے
کتاب مستطاب فتح المتعال فی مدح خیر النعال میں امام اجل خاتمۃ المجتہدین
ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی شافعی متوفی ۷۵۶ھ کا ایک کلام نفیس
تبرک بہ آثار امام شیخ الاسلام ابوذکریا نووی قدست اسرارہم میں نقل فرمایا:

وھذا لفظہ حکی جماعۃ	اور یہ ہے ان کا ارشاد
من الشافعیہ اِن الشیخ	شافعیہ کی ایک جماعت
العلامۃ تقی الدین ابا الحسن	نے بیان کیا کہ تقی الدین

Marfat.com

علیا السبکی الشافعی لما تولی
تدریس دار الحدیث
بالاشرفیۃ بالشام بعد
وفات الامام النواوی
احدی من یفتخر بہ
المسلمون خصوصاً الشافعیۃ
أنشد لنفسہ :
وفی دار الحدیث لطیف معنی
الی بسط لہا اصبو و اوی
لعلی ان امس بحر وجہی
مکانا مسہ قدم النواوی
واذا کان ھذا فی آثار
من ذکر فما بالك بآثار
من شرف الجمیع بہ :

سبکی[؟] امام نواوی کی وفات
کے بعد شام کے دار الحدیث
میں درس حدیث کے لئے
مقرر کئے گئے (مسلمان بالخصوص
شافعیہ یہاں تدریس کو ایک
عظیم اعزاز سمجھتے تھے) تو یہ
اشعار کہے۔
دار الحدیث میں ایک لطیف
خصوصیت ہے اس کے بچھونوں
کی طرف مائل ہوں۔ شاید
میری جبین ناز کو اس مقام پر
لگنا نصیب ہو جہاں نووی کے
قدم لگے ہوں :
تو جب علماء کے آثار کا یہ حال
ہے تو اس ذات کے آثار کا
کیا حال ہوگا جن سے تمام کو
شرف حاصل ہوا۔

۱۲۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، متوفی ۱۱۷۶ھ فیوض الحرمین صفحہ ۲۰
میں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

من اراد ان یحصل له ما للملاء السافل من الملئکة فلا سبیل الی ذالک الا الاعتصام بالطہارات والحلول بالمساجد القدیمة التی صلی فیہا جماعات من الاولیاء الخ

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اسے وہ مقام حاصل ہو جائے جو فرشتوں کے نچلے طبقہ کا ہے تو اس کے لئے اس کے سوا کچھ چارہ نہیں، کہ پاکیزگی کو لازم پکڑے اور پرانی مساجد میں جائے جہاں بزرگان دین نے، نمازیں ادا کی ہیں ء م

۱۳۔ اسی میں ہے، صفحہ ۴۹۔

ان الانسان اذا صار محبوباً فکان منظوراً للحق وللملاء الاعلیٰ عروسا جمیلا فکل مکان حل فیه انعقدت وتعلقت به همم الملاء الاعلیٰ وانساق الیه افواج الملئکة وامواج النور لاسیما اذا کانت همته

انسان جب مقام محبوبیت پر پہنچ جائے تو وہ حضرت حق میں منظور ہوتا ہے اور ملاء اعلیٰ کے لئے دلہن کی مانند ہوتا ہے پھر ہر وہ جگہ جس میں وہ اترے گا، اس کے ساتھ ملاء اعلیٰ کی ہمتیں وابستہ ہوں گی، فرشتوں کی فوجیں اور نور کی موجیں اس کی

Marfat.com

تعلقت بهذا المكان
والعارف الكامل معرفة
وحالا له همة يحل فيها
نظر الحق يتعلق باهله
وماله وبيته ونسله و
نسبه وقرابته واصحابه
يشمل المال والجاه وغيره
ويصلحها فمن ذالك
تميزت ماثر الكمل من
ماثر غيرهم؛

طرف متوجہ ہوں گی، بالخصوص
جب اس کی ہمت اس مکان
سے متعلق ہوگی، اور وہ عارف
جو معرفت اور حال میں کامل
ہوتا ہے اس کی ہمت میں حق
تعالیٰ کی ایسی نظر ہوتی ہے جو
اس کے، اس کے اہل، مال گھر
نسل، نسب، قرابت، دوست،
مال وجاہ وغیرہ سب ہی کا احاطہ
کرلیتی ہے اور ان تمام چیزوں
کی اصلاح کرتی ہے۔ اس لئے
کاملین کے آثار دوسروں کے
آثار سے ممتاز ہوئے۔

۱۴- اسی میں ہے، صفحہ ۵۷:
ان قام المعرفة لروحه
تحديق وعناية بكل شئ
من طريقة ومذهبه
وسلسلة ونسبه وقرابته
واكل ماليه وينسب اليه

جب وہ مقام معرفت پر فائز
ہوتا ہے تو اس کی روحانی
عنایت اس کی ہر چیز کی طرف
متوجہ ہوتی ہے، اس کے طریقے
اس کے مذہب، سلسلے، نسب

Marfat.com

وعنایتہ ھذہ یختلط بھا عنایۃ الحق ؛ قرابت، غرضکہ ہر اس چیز کی طرف ہو جاتی ہے جسے اس سے تعلق ہوتا ہے، اور اس کی عنایت کے ساتھ عنایت الٰہیہ بھی مل جاتی ہے ؛ م۔

۱۵۔ یہی شاہ صاحب ہمعات میں لکھتے ہیں۔

ازیں جاست حفظ اعراس مشائخ ومواظبت زیارت قبور ایشاں والتزام فاتحہ خواندن وصدقہ دادن برائے ایشاں و اعتنائے تمام کردن بہ تعظیم آثار و اولاد ومنتسیان ایشاں ؛

اس سے معلوم ہوا کہ پابندی سے مشائخ کا عرس منانا، ان کی قبروں کی پابندی سے زیارت کرنا، فاتحہ، صدقہ، اور ان کے آثار، اولاد اور نسبت رکھنے والوں سے مکمل توجہ کا برتاؤ کرنا ؛ م۔

۱۶۔ انھیں شاہ صاحب کی انفاس العارفین میں ہے :

در حرمین، شخصے از بزرگان خود کلاہ حضرت غوث الثقلین تبرک یافتہ بود۔ شبے در واقعہ حضرت غوث الاعظم را دید کہ می فرمایند کہ ایں کلاہ بہ ابوالقاسم اکبر آبادی برساں۔ آں شخص برائے امتحاں یک جبہ قیمتی ہمراہ

Marfat.com

آں کلاہ کردہ گفت کہ ایں ہر دو تبرک حضرت غوث الاعظم ہستند، حکم شد کہ بہ شما رسانم۔ حضرت شاں بسیار خوش شدہ گرفتند، آں شخص گفت کہ برائے شکر حصول ایں تبرک اہل شہر را دعوت کنید، فرمودند کہ وقت صبح بیائید، مردمان بسیار بوقت صبح آمدند و طعام ہائے خوب خوردند و فاتحہ خواندند بعد ازاں پرسیدند کہ شما مرد فقیر ہستید ایں قدر طعام از کجا آمد، فرمود کہ جبہ را فروختم و تبرک را نگاہ داشتم، ہمہ گفت کہ للہ الحمد کہ تبرک بہ مستحق رسید۔

حرمین میں ایک شخص (جو اپنے ہی بزرگوں میں سے تھا) کے پاس غوث الثقلین کی ٹوپی تھی۔ ایک رات اس نے خواب میں غوث الاعظم کو دیکھا، فرما رہے تھے، یہ ٹوپی ابوالقاسم اکبرآبادی کو پہنچادو، اس شخص نے لطور آزمائش ایک قیمتی جبہ بھی اس ٹوپی کے ہمراہ کر دیا، اور کہا یہ دونوں تبرکات آپ کو غوث اعظم نے بھجوائے ہیں۔ آپ بہت خوش ہوئے اس شخص نے کہا، ان تبرکات کے ملنے کی خوشی میں اہل شہر کی دعوت کیجیے۔ فرمایا، صبح آنا، صبح بہت لوگ آئے اور خوب کھانے کھائے، اور فاتحہ

Marfat.com

پڑھی، اس کے بعد دریافت کیا، آپ تو فقیر منش لوگ ہیں، اتنا کھانا کہاں سے آیا؟ فرمایا، تبرک تو میں نے حفاظت سے رکھا اور جبّہ فروخت کرکے دعوت کی وہ شخص بولے، خدا کا شکر ہے، تبرک مستحق کو پہنچا۔ م۔

اسی طرح صدہا عبارات ہیں، جن کے حصر و استقصا[1] میں محل طمع نہیں، یہ سب ایک طرف، فقیر غفر اللہ تعالیٰ کہ حدیث سے ثابت کرے کہ خود حضور پر نور سید یوم النشور افضل صلوات اللہ تعالیٰ و اجل تسلیماتًا علیہ و علیٰ آلہ و ذریاتہ آثار مسلمین سے تبرک فرماتے وللہ الحجۃ البالغہ۔ طبرانی معجم اوسط اور ابو نعیم حلیہ میں حضرت سیدنا و ابن سیدنا عبد اللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال کان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یبعث الی المطاھر فیوتی بالماء فیشربہ یرجوبہ برکۃ ایدی المسلمین۔

یعنی، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کی طہارت گاہوں، مثل حوض وغیرہ سے جہاں اہل اسلام وضو کیا کرتے پانی منگا کر نوش فرماتے اور

---

[1] مکمل طور پر بیان کرنا = م

Marfat.com

اس سے مسلمانوں کے ہاتھوں

کی برکت لینا چاہتے ۔صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ الہ وصحبہ وبارک وکرم ۔

علامہ عبدالرؤف مناوی ،تیسیر ج ۲ صفحہ ۲۶۹ پھر علامہ علی ابن احمد عزیزی السراج المنیر ج ۳ صفحہ ۱۴۷ شروح جامع صغیر میں اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں بہ اسناد صحیح۔ علامہ محمد حنفی اپنی تعلیقات علی الجامع میں فرماتے ہیں:

یرجوا به برکته الخ لانهم محبوبون لله تعالیٰ بدلیل ان الله یحب التوابین و یحب المتطهرین:

یعنی ،حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبقیہ آب وضوئے مسلمین میں اس وجہ سے امید برکت رکھتے کہ وہ محبوبان خدا ہیں، قرآنِ مجید میں فرمایا۔ بیشک اللہ دوست رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے طہارت والوں کو۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اعلیٰ واجل اکبر

یہ حضور پر نور سید المبارکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جن کی خاک نعلین پاک تمام جہان کے لئے تبرک دل وجاں و سرمہ چشم دین و ایماں ہے، وہ اس پانی کو جس میں مسلمانوں کے ہاتھ دھلے تبرک

Marfat.com

ٹھہرائیں اور اسے منگا کر بہ غرض حصولِ برکت نوش فرمائیں، حالانکہ واللہ مسلمانوں کے دست و زبان و دل و جان میں جو برکتیں ہیں سب انھیں نے عطا فرمائیں، انھیں کے نعلین پاک کے صدقے میں ہاتھ آئیں۔ یہ سب تعلیم امت و تنبیہ مشغولان خواب غفلت کے لئے تھا، کہ یوں نہ سمجھیں تو اپنے مولیٰ و آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل سن کر بیدار اور برکت آثار اولیاء و علماء کے طلب گار ہوں پھر کیسا جاہل و محروم وہ نافہم ملوم کہ محبوبان خدا کے آثار کو تبرک نہ جانے اور اس سے حصول برکت نہ مانے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ واولیائہ وعلمائہ وامتہ وحزبہ اجمعین آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل سوم

مسئلہ غرہ[1] ربیع الاول شریف ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں، علمائے دین اس مسئلے میں کہ تبرک آثار شریفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیسا اور اس کے لئے ثبوت یقینی،

---

[1] ربیع الاول کی پہلی تاریخ۔ م۔

Marfat.com

درکار ہے یا صرف شہرت کافی ہے اور نعلین شریفین کی تمثال[1] کو بوسہ دینا کیسا ہے اور اس سے توسل جائز ہے یا نہیں اور بعض لوگ یوں کرتے ہیں کہ تمثال نعل شریف کے اوپر بعد بسم اللہ کے لکھتے ہیں اللّٰھم ارنی برکۃ صاحب ھٰذین النعلین الشریفین اور اس کے نیچے، دعائے حاجت لکھتے ہیں، یہ کیسا ہے بینوا توجروا۔

الجواب: فی الواقع آثار شریفہ، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تبرک سلفاً و خلفاً زمانۂ اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک بلا نکیر رائج و معمول اور بہ اجماع مسلمین مندوب و محبوب، بکثرت احادیث صحیحہ و صحیح بخاری و مسلم وغیرہما صحاح و سنن و کتب حدیث اس پر ناطق جن میں بعض کی تفصیل فقیر نے کتاب البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ میں ذکر کی اور ایسی جگہ ثبوت یقینی یا سند محدثانہ کی اصلا حاجت نہیں اس کی تحقیق و تنقیح کے پیچھے پڑنا اور بغیر اس کے تعظیم و تبرک سے باز رہنا سخت محرومی و کم نصیبی ہے۔ ائمہ دین نے صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے اس شے کا معروف ہونا کافی سمجھا ہے۔ امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں:

من اعظامہ واکبارہ صلی	آپ کی تعظیم کا ایک طریقہ یہ

---

[1] تصویر۔ م۔

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی کہ آپ کے تمام متعلقات،
اعظام جمیع اسبابہ واکرام اور آپ سے متعلق تمام مقامات
مشاھدہ وامکنتہ من مکہ، مدینہ اور تمام ان چیزوں کی
مکۃ والمدینۃ ومعاھدہ تعظیم کی جائے جن کو آپ نے
وما لمسہ علیہ الصلاۃ مس کیا ہو یا جن کا تعلق آپ سے
والسلام او عرف بہ؎ معروف ہو۔

اسی طرح طبقۃً فطبقۃً، شرقاً غرباً عجماً عرباً، علمائے دین وائمہ معتمدین نعل مطہر حضور سید البشر علیہ افضل الصلاۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے، کتابوں میں تحریر فرماتے آئے اور انھیں بوسہ دینے، آنکھوں سے لگانے، سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے اور دفع امراض وحصول اغراض میں اس سے توسّل فرمایا کئے اور بفضل الٰہی عظیم وجلیل برکات وآثار اس سے پایا کئے۔ علامہ ابوالیمن ابن عساکر وشیخ ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن خلف سلمی وغیرہما علماء نے اس باب میں مستقل کتابیں تصنیف کیں اور علامہ احمد مقری کی فتح المتعال فی مدح خیر النعال اس مسئلہ میں اجمع وانفع تصانیف سے ہے۔ محدث علامہ ابوالربیع، سلیمان بن سلیم کلاعی وقاضی شمس الدین ضیف اللہ رشیدی وشیخ فتح اللہ بیلونی حلبی معاصر علامہ مقری وسید محمد موسیٰ حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح وشیخ محمد بن فرج سبتی وشیخ محمد بن رشید فہری سبتی وعلامہ احمد بن محمد تلمسانی، موصوف وعلامہ ابوالیمن ابن عساکر وعلامہ ابوالحکم مالک بن

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن علی مغربی و امام ابوبکر احمد ابن امام ابومحمد عبداللہ بن حسین انصاری قرطبی وغیرہم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نقشۂ نعل مقدس کی مدح میں قصائد عالیہ تصنیف فرمائے ان سب میں اسے بوسہ دینے سر پر رکھنے کا حکم و استحسان مذکور اور یہی مواہب لدنیہ امام علامہ احمد قسطلانی و شرح مواہب علامہ زرقانی وغیرہما کتب جلیلہ میں مسطور وقد[1] اکثر ذلک فی کتابنا المذکور۔

علماء فرماتے ہیں جس کے پاس یہ نقشۂ متبرکہ ہو ظلم ظالمین و شر شیاطین و چشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے، عورت دردِ زہ کے وقت اپنے داہنے ہاتھ میں لے، آسانی ہو۔ جو ہمیشہ پاس رکھے نگاہ خلق میں معزز ہو، زیارت روضہ مقدس نصیب ہو یا خواب میں زیارت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہو۔ جس لشکر میں ہو نہ بھاگے جس قافلے میں ہو نہ لٹے، جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے۔ جس مال میں ہو نہ چرے جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو۔ جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو۔ موضع درد و مرض پر اسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں۔ مہلکوں مصیبتوں میں اس سے توسل کر کے نجات و فلاح کی راہیں کھلی ہیں۔

اس باب میں حکایات صلحاء و روایات علماء بکثرت ہیں کہ امام

---

[1] اور ہم نے اس کے اکثر کا خلاصہ اپنی مذکورہ کتاب میں کر دیا ہے: م۔

Marfat.com

تلمسانی وغیرہ نے فتح المتعال وغیرہ میں ذکر فرمائیں اور بسم اللہ شریف اس پر لکھنے میں کچھ حرج نہیں، اگر یہ خیال کیجئے کہ نعل مقدس قطعاً تاج فرق اہل ایمان ہے مگر اللہ عزوجل کا نام و کلام ہر شے سے اجل و اعظم وارفع و اعلیٰ ہے یوں ہی تمثال میں بھی احتراز چاہیئے. تو یہ قیاس مع الفارق ہے۔ اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی جاتی کہ نام الٰہی یا بسم اللہ شریف حضور کے نعل اقدس پر لکھی جائے تو پسند نہ فرماتے، مگر اس قدر ضروری ہے کہ نعل بحالت استعمال و تمثال محفوظ عن الابتذال میں تفاوت بدیہی ہے اور اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جانوران صدقہ کی رانوں پر حبیسٌ فی سبیل اللہ[1] داغ فرمایا تھا، حالانکہ ان کی رانیں بہت محل بے احتیاطی ہیں بلکہ سنن دارمی شریف میں ہے:

اخبرنا مالك بن اسمٰعيل ثنا مندل بن علی الغزی حدثنی جعفر بن ابی المغیرة عن سعید بن جبیر قال کنت اجلس الی ابن عباس فاکتب فی الصحیفة

مالک بن اسمٰعیل نے اپنی سند سے سعید بن جبیر سے روایت کی انھوں نے فرمایا میں ابن عباس کے بیٹھتا تھا اور صحیفہ پر لکھتا تھا، جب وہ پر ہو جاتا تھا تو میں اپنی جوتی پلٹ کر

---

[1] اللہ کی راہ میں روکے ہوئے ۔ م ۔

Marfat.com

حتّٰی تمتلے ثم اقلب نعلی فاکتب فی ظہورھما واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

اس کی پشت پر لکھ لیتا تھا واللہ تعالیٰ اعلم۔ م۔

فصل چہارم

مسئلہ مسئولہ حضرت سیّد حبیب اللہ زعبی دمشقی طرابلسی جیلانی وارد حال بریلی۔ ۷ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ جو لوگ تبرکات شریف بلا سند لاتے ہیں، ان کی زیارت کرنا چاہیئے یا نہیں اور اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ آج کل مصنوعی تبرکات زیادہ لئے پھرتے ہیں۔ یہ ان کا کہنا کیسا ہے اور جو زائر کچھ نذر کرے اس کا لینا جائز ہے یا نہیں اور جو شخص خود مانگے اس کا مانگنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار و تبرکات شریفہ کی تعظیم دین مسلمان کا فرض عظیم ہے۔ تابوت سکینہ جس کا ذکر قرآنِ عظیم میں ہے جس کی برکت سے نبی اسرائیل ہمیشہ کافروں پر فتح پاتے اس میں کیا تھا:

بَقِیَّۃٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰی — موسیٰ و ہارون علیہما الصلاۃ

وَّاٰلُ ھٰرُوْنَ ط — و السلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات سے کچھ بقیہ تھا۔

موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کا عمامہ وغیرہا وہذا تواتر سے ثابت کہ جس چیز کو کسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی علاقہ بدن اقدس سے چھونے کا ہوتا، صحابہ وتابعین وائمہ دین ہمیشہ اس کی تعظیم وحرمت اور اس سے طلب برکت فرماتے آئے۔ اور دین حق کے معظم اماموں، نے تصریح فرمائی کہ اس کے لئے کسی سند کی بھی حاجت نہیں بلکہ جو چیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک سے مشہور ہو اس کی تعظیم شعائر دین سے ہے۔ شفا شریف ومواہب لدنیہ ومدارج شریف وغیرہا میں ہے:

من اعظامہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعظام جمیع اسبابہ وما لمسہ او عرف بہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

یعنی، رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے ان تمام اشیاء کی تعظیم جن کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ علاقہ ہو اور جنہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چھوا ہو یا جو حضور کے نام پاک سے مشہور ہوں۔

یہاں تک کہ بڑا ابرا ائمہ دین وعلمائے معتمدین نعل اقدس کی شبیہہ

Marfat.com

ومثال کی تعظیم فرماتے رہے اور اس سے صد ہا عجیب مددیں پائیں، اور اس کے باب میں مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جب نقشے کی یہ برکت وعظمت ہے تو خود نعل اقدس کی عظمت وبرکت کو خیال کیجئے پھر ردائے[1] اقدس وجُبّۂ مقدسہ وعمامۂ مکرمہ پر نظر کیجئے۔ پھر ان تمام آثار وتبرکات شریفہ سے ہزاروں درجے اعظم واعلیٰ واکرم واولیٰ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناخن پاک کا تراشہ ہے کہ یہ سب ملبوسات تھے اور وہ جزء بدن والا ہے اور اس سے اجل واعظم وارفع واکرم حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک کا موئے[2] مطہر ہے۔ مسلمان کا ایمان گواہ ہے کہ ہفت آسمان وزمین ہرگز اس ایک موئے مبارک کی عظمت کو نہیں پہنچتے اور ابھی تصریحات ائمہ سے معلوم ہو گیا کہ تعظیم کے لئے نہ یقین درکار ہے نہ کوئی خاص سند بلکہ صرف نام پاک سے اس شے کا اشتہار کافی ہے۔ ایسی جگہ بے ادراک سند تعظیم سے باز نہ رہے گا۔ مگر بیمار دل پر آزار دل جس میں نہ عظمت شانِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروجہ کافی نہ ایمان کامل۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

اِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ	اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر اور اگر وہ سچا ہے تو تمھیں پہنچ

---

[1] چادر شریف: م۔ [2] بال شریف: م۔

يَعِدُكُمْ۔ جائیں گے بعض وہ عذاب
جن کا وہ تمھیں وعدہ دیتا ہے۔

اور خصوصاً جہاں سند بھی موجود ہو پھر تو تعظیم واکرام وتکریم سے باز نہیں رہ سکتا۔ مگر کوئی کھلا کافر یا چھپا منافق والعیاذ باللہ تعالیٰ، اور یہ کہنا کہ آج کل اکثر لوگ مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں، اگر یوہیں مجمل بلا تعیین شخص ہو، یعنی کسی شخص پر اس کی وجہ سے الزام یا بدگمانی مقصود نہ ہو تو اس میں کچھ گناہ نہیں اور بلا ثبوت شرعی کسی خاص شخص، کی نسبت حکم لگا دینا کہ یہ انھیں میں سے ہے جو مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں، ضرور ناجائز وگناہ وحرام ہے، کہ اس کا منشا صرف بدگمانی ہے اور بدگمانی سے بڑھ کر کوئی جھوٹی بات نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔ بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔

ائمہ دین فرماتے ہیں:

انما ینشوء الظن الخبیث من القلب الخبیث۔ خبیث گمان خبیث دل ہی سے پیدا ہوتا ہے۔

تبرکات شریفہ جس کے پاس ہوں ان کی زیارت کرنے پر لوگوں سے اس کا کچھ مانگنا سخت شنیع ہے۔ جو تندرست ہو اعضا صحیح رکھتا ہو، نوکری خواہ مزدوری اگرچہ ڈلیا ڈھونے کے ذریعے سے

روٹی کما سکتا ہو اسے سوال کرنا حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تحل الصدقۃ لغنی	غنی یا سکت والے تندرست
ولا لذی مرۃ سوی ۔	کے لئے صدقہ حلال نہیں۔

علماء فرماتے ہیں:

ما جمع السائل بالتکدی	سائل جو کچھ مانگ کر جمع کرتا ہے
فھو الخبیث ۔	وہ خبیث ہے۔

اس پر ایک تو شناعت یہ ہوئی، دوسری شناعت سخت تر یہ ہے کہ دین کے نام سے دنیا کماتا ہے اور یَشْتَرُوْنَ بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا کی قبیل میں داخل ہوتا ہے۔ تبرکات شریفہ بھی اللہ عزوجل کی نشانیوں سے عمدہ نشانیاں ہیں، ان کے ذریعے سے دنیا کی ذلیل قلیل پونجی حاصل کرنے والا دنیا کے بدلے دین بیچنے والا ہے۔ شناعت سخت تر یہ ہے کہ اپنے اس مقصد فاسد کے لئے تبرکات شریفہ کو شہر بہ شہر در بہ در لئے پھرتے ہیں اور ہر کس و ناکس کے پاس لے جاتے ہیں۔ یہ آثار شریفہ کی سخت توہین ہے۔

خلیفہ ہارون رشید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دار الہجرۃ میں سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی تھی، کہ ان کے یہاں جاکر خلیفہ زادوں کو پڑھا دیا کریں۔ ارشاد فرمایا کہ میں علم کو ذلیل نہ کروں گا، انھیں پڑھنا منظور ہے تو خود حاضر ہوا کریں، عرض کی وہیں حاضر

Marfat.com

ہوں گے مگر اور طلبا رپسان کو تقدیم دی جائے۔ فرمایا یہ بھی نہ ہوگا سب یکساں رکھے جائیں گے۔ آخر خلیفہ کو یہی منظور کرنا پڑا۔ یونہی امام شریک نخعی سے خلیفۂ وقت نے چاہا تھا کہ ان کے گھر جا کر شہزادوں کو پڑھا دیا کریں۔ آپ نے انکار کیا، خلیفہ نے کہا، آپ امیر المومنین کا حکم ماننا نہیں چاہتے۔ فرمایا یہ نہیں بلکہ میں علم کو ذلیل نہیں کرنا چاہتا۔

رہا یہ کہ بے اس کے مانگے زائرین کچھ اسے دیں۔ اور یہ لے اس میں تفصیل ہے شرع مطہر کا قاعدہ کلیہ ہے المعھود عرفا کالمشروط لفظاً[لے] جو لوگ تبرکات شریفہ شہر بشہر لئے پھرتے ہیں ان کی نیت و عادت قطعاً معلوم کہ اس کے عوض تحصیل زر وجمع مال چاہتے ہیں۔ یہ قصد نہ نہ ہو تو کیوں دور دراز سفر کی مشقت اٹھائیں، ریلوں کے کرائے دیں اگر کوئی ان میں زبانی کہے بھی کہ ہماری نیت فقط مسلمانوں کو زیارت سے بہرہ مند کرنا ہے تو ان کا حال ان کے قال کی صریح تکذیب کر رہا ہے ان میں علی العموم وہ لوگ ہیں، جو ضروری ضروری طہارت وصلوٰۃ سے بھی آگاہ نہیں۔ اس فرض قطعی کے حاصل کرنے کو کبھی دس پانچ کوس یا شہر ہی کے کسی عالم کے پاس گھر سے آدھ میل جانا پسند نہ کیا۔ مسلمانوں کو زیارت کرانے کے لئے ہزاروں کوس سفر کرتے ہیں۔ پھر جہاں زیارتیں ہوں اور لوگ کچھ نہ دیں، وہاں ان صاحبوں کے غصے دیکھئے پہلا

لے جو چیز عرفا طے شدہ ہوتی ہے وہ لفظاً مشروط کی طرح ہے۔ م۔

Marfat.com

حکم یہ لگایا جاتا ہے، کہ تم لوگوں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ محبت نہیں، گویا ان کے نزدیک محبت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ایمان اسی میں منحصر ہے کہ حرام طور پر کچھ ان کی نذر کر دیا جائے پھر جہاں کہیں ملے بھی مگر ان کے خیال سے تھوڑا ہو، ان کی سخت شکایتیں اور مذمتیں ان سے سن لیجئے، اگرچہ وہ دینے والے صلحاء و علماء ہوں۔ اور مال حلال سے دیا ہو۔ اور جہاں پیٹ بھر کے مل گیا، وہاں لمبی چوڑی تعریفیں لے لیجئے، اگرچہ وہ دینے والے فساق، فجار بلکہ بدمذہب ہوں اور مال حرام سے دیا ہو، تو قطعاً معلوم ہے کہ وہ زیارت نہیں کراتے مگر لینے کے لئے اور زیارت کرانے والے بھی جانتے ہیں کہ ضرور کچھ دینا پڑے گا تو اب یہ صرف سوال ہی نہ ہوا بلکہ بحسب عرف زیارت شریفہ پر اجارہ ہو گیا، اور وہ بہ چند وجہ حرام ہے۔ اولاً زیارت آثار شریفہ کوئی ایسی چیز نہیں جو زیر اجارہ داخل ہو سکے:

کما صرح بہ فی الدر المختار	جیسے درمختار وغیرہ میں ہے
وغیرہ ان مایوخذ من	کہ بیت المقدس کی زیارت
النصاریٰ علی زیارت	کے سلسلے میں نصاریٰ سے جو
بیت المقدس حرام وھذا	لیا جاتا ہے وہ حرام ہے تو جب
اذا کان حراما اخذہ من	دار الحرب کے کافروں سے،
کفار دار الحرب کالروم	جیسے رومی وغیرہم سے لینا حرام
وغیرھم فکیف من	ہے تو مسلمانوں سے لینا کیسے

Marfat.com

المسلمین ان هو الا ضلال مبین ۞ جائز ہو، یہ تو کھلی ہوئی گمراہی ہے۔

ثانیاً اجرت مقرر نہیں ہوتی. کیا دیا جائے گا۔ اور جو اجارے شرعاً جائز ہیں، ان میں بھی اجرت مجہول رکھی جانا اسے حرام کر دیتا ہے نہ کہ جو سرے سے حرام ہے کہ حرام در حرام ہوا اور یہ حکم جس طرح گشتی صاحبوں کو شامل ہے۔ مقامی حضرات بھی اس سے محفوظ نہیں جبکہ اسی نیت سے زیارت کراتے ہوں، اور ان کا یہ طریقہ معلوم و معروف ہو۔ ہاں اگر کسی بندۂ خدا کے پاس کچھ آثار شریفہ ہوں اور وہ انھیں بہ تعظیم اپنے مکان میں رکھے اور جو مسلمان اس کی درخواست کرے محض لوجہ اللہ اسے زیارت کرا دیا کرے، کبھی کسی معاوضے، نذرانے کی تمنا نہ رکھے، پھر اگر وہ آسودہ حال نہیں اور مسلمان بطور خود قلیل یا کثیر بنظر اعانت اسے کچھ دے تو اس کے لے لینے میں اس کو کچھ حرج نہیں باقی گشتی صاحبوں کو عموماً اور مقامی صاحبوں میں خاص ان کو جو اس امر پر اخذ نذور کے ساتھ معروف و مشہور ہیں، شرعاً جواز کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی، مگر ایک وہ یہ کہ خدائے تعالیٰ ان کو توفیق دے نیت اپنی درست کریں اور شرط عرفی کے رد کے لئے صراحتہً اعلان کے ساتھ ہر جلسے میں کہہ دیا کریں کہ مسلمانوں یہ آثار شریفہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا فلاں ولی معزز و مکرم کے ہیں، کہ محض خالصاً لوجہ اللہ تمہیں ان کی زیارت کرائی جاتی ہے ہرگز ہرگز کوئی بدلا یا معاوضہ مطلوب نہیں اس کے بعد

Marfat.com

اگر مسلمان کچھ نذر کریں تو اسے قبول کرنے میں کچھ حرج نہ ہوگا۔

فتاوے قاضی خاں وغیرہ میں ہے: ان الصریح یفوق الدلالۃ[1] اور اس کی صحت نیت پر دلیل یہ ہوگی کہ کم پر ناراض نہ ہو، بلکہ اگر جلسے گزر جائیں لوگ فوج فوج زیارتیں کر کے یونہی چلے جائیں اور کوئی پیسہ نہ دے جب بھی اصلاً دل تنگ نہ ہو اور اسی خوشی اور شادمانی کے ساتھ مسلمانوں کو زیارت کرایا کرے۔ اس صورت میں یہ لینا دینا دونوں جائز و حلال ہوں گے اور زائرین و مزوّر[2] دونوں اعانت مسلین کا ثواب پائیں گے۔ اس نے سعادت و برکت دے کر ان کی مدد کی، انہوں نے دنیا کی متاع قلیل سے فائدہ پہنچایا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ۔ رواہ مسلم فی صحیحہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچائے تو اسے چاہیئے کہ نفع پہنچائے:

اور فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اللہ فی عون العبد مادام

اللہ اپنے بندے کی مدد میں ہے

---

[1] بیشک صریح دلالت سے بالاتر ہے۔ م [2] زیارت کرانے والا۔ م۔

Marfat.com

العبد فی عون اخیہ : جب تک بندہ اپنے بھائی کی
مدد میں ہے۔

رواہ الشیخان۔

علی الخصوص جب یہ تبرکات والے حضرات سادات کرام ہوں
واب ان کی خدمت اعلیٰ درجے کی برکت وسعادت ہے۔ حدیث میں
ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جو شخص اولاد عبد المطلب میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اس کا صلہ دنیا میں نہ پائے۔ میں بہ نفس نفیس روز قیامت اس کا صلہ عطا فرماؤں گا۔"

اور اگر زیارت کرانے والے کو اس کی توفیق نہ ہو تو زیارت کرنے
والے کو چاہیئے کہ خود ان سے صاف صراحۃً کہہ دے کہ نذر کچھ نہیں
دی جائے گی، خالصاً لوجہ اللہ اگر آپ زیارت کراتے ہیں کرائیے۔ اس
پر اگر وہ صاحب نہ مانیں، ہرگز زیارت نہ کرے، کہ زیارت ایک مستحب
ہے اور یہ لین دین حرام۔ کسی مستحب شئے کے حاصل کرنے کے واسطے،
حرام کو اختیار نہیں کرسکتے اشباہ ونظائر وغیرہا میں ہے: ما حرم اخذہ
حرم اعطاؤہ۔ درمختار میں ہے الاٰخذ والمعطی اثمان اسی
ردالمحتار میں تصریح ہے کہ جو تندرست ہو اور کسب پر قادر ہو اسے دینا

ے جس کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام ۔م ےہ دینے اور لینے والا دونوں گنہگار ہیں ۔م

Marfat.com

حرام ہے، کہ دینے والے اس سوال حرام پر اس کی اعانت کرتے ہیں اگر نہ دیں خواہی نخواہی عاجز ہو اور کسب کرے اور اگر اس کی غرض زیارت کرنے والے صاحب نے قبول کرلی تو اب سوال و اجرت کا قدم درمیان سے اٹھ گیا، بے تکلف زیارت کرے، دونوں کے لئے اجر ہے اس کے بعد حسب استطاعت ان کی نذر کردے۔ یہ لینا دینا دونوں کے لئے حلال اور دونوں کے لئے اجر ہے۔ بحمداللہ تعالیٰ فقیر کا یہی معمول ہے اور توفیق خیر اللہ تعالیٰ سے مسئول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصلِ پنجم

مسئلہ بتاریخ ۹ر جمادی الاولیٰ ۱۳۱۵ھ

جناب من ایک نئی بات سنی گئی ہے، اس کی بابت عرض کرتا ہوں۔ اطمینان فرمائیے۔

سوال :۔ نقل روضۂ منورہ حضور سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور نقل روضۂ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تعزیئے میں کیا فرق ہے، شرعاً کس کی تعظیم کم وبیش کرنا چاہیئے، اعنی کون

ل میری مراد یہ ہے = م۔

Marfat.com

افضل ہے۔ اور زیارت کرنا نقل روضۂ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا درست ہے یا نہیں یعنی نقل روضۂ منورہ کو جو مقبول حسین خاں کے یہاں ہے، بعض لوگ یوں کہتے ہیں، کہ کاریگر کی کاریگری دیکھ لو لفظ زیارت کا کہنا اور وقت زیارت درود شریف پڑھنا اور مثل اصل کے تعظیم کرنا نادرست بلکہ ہرگز نہیں چاہیئے۔ اتنا کہنا تو مثل کی نسبت درست کہتے ہیں، الّا بالکل تعظیم کرنا محض برا بتاتے ہیں اور ایسے کرنے والے کو مثل ہنود کے جانتے ہیں۔ اس کا کیا جواب ہے۔

الجواب: روضۂ منورہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نقل صحیح بلاشبہ معظمات دینیہ سے ہے۔ اس کی تعظیم و تکریم بر درجہ شرعی ہر مسلمان صحیح الایمان کا مقتضائے ایمان ہے

ع اے گل بتو خرسندم تو بوئے کسے داری

اس کی زیارت بہ آدابِ شریعت اور اس وقت درود شریف کی کثرت ہر مومن کی شہادت قلب و بداہت عقل سے مستحب و مطلوب ہے علامہ تاج فاکہانی فجر منیر میں فرماتے ہیں:

من فوائد ذالك ان من	یعنی، روضۂ مبارک سید عالم
لم یمکنه زیارة الرّوضة	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نقل
فلیزر مثالها فلیستلمه	میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے
مشتاقا لانه ناب مناب	اصل روضۂ اقدس کی زیارت
الاصل کما قد ناب مثال	نہ ملے، وہ اس کی زیارت

Marfat.com

نعله الشریفة مناب عینها فی المنافع والخواص لشهادة التجربة الصحیحة ولذا جعلوا له من الاکرام والاحترام ما یجعلون للمنوب عنه.

کرے اور شوق دل کے ساتھ اسے بوسہ دے ، کہ یہ نقل اسی اصل کی قائم مقام ہے جس پر صحیح تجربہ گواہ ہے وہذا علمائے دین نے اس کی نقل کا اعزاز واکرام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں۔

اسی طرح دلائل الخیرات ومطالع المسرات وغیرہما معتبرات میں ہے۔ اس بحث کی تفصیل جمیل فقیر کے رسالہ شفاء الواله فی صور الحبیب ۱۳۱۵ھ ومزارہ ونعاله میں ہے۔ یہاں لفظ زیارت کی ممانعت محض جہالت ہے۔ اور معاذ اللہ درود شریف کی ممانعت اور سخت حماقت اور صراحتہً شریعت مطہرہ پر افترا وتہمت ہے۔ علامہ طاہر فتنی، مجمع البحار میں اپنے استاذ حضرت عارف باللہ سیدی علی متقی مکی، وہ اپنے استاد امام ابن حجر مکی رحمہم اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں

من استیقظ عند اخذ الطیب وشمه الیٰ ما کان علیه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم من محبته للطیب وعلیه وسلم لما وقر فی

جس شخص نے خوشبو لیتے یا سونگھتے وقت حضور، کی خوشبو سے محبت کو یاد کیا اور آپ پر درود وسلام پڑھا، کیونکہ اس کے دل میں آپ کی؛

Marfat.com

قلبه من جلالته واستحقاقه
علیٰ کل امته ان یلحظوا
بعین نهایة الاجلال عند
رویة شئ من اثاره او ما
یدل علیها فهواتٍ بما
له فیه اکمل الثواب الجزیل
وقد استحبه العلماء لمن
رأی شیئا من اثاره صلی
الله تعالیٰ علیه وسلم
ولاشك ان من استحضر
ماذکرته عند شمه
للطیب یکون کالرائی
بشیٔ من اثاره الشریفة
فی المعنی فلیس به الاکثار
من الصلوٰة والسلام علیه
صلی الله تعالیٰ علیه وسلم
حنیئذٍ اھ مختصرا ۔

عظمت و وقار کا جذبہ تھا اور
اسی وجہ سے وہ آپ کے آثار
شریفہ کو عزت کی نگاہ سے
دیکھتا تھا، تو اس نے بڑے
ثواب کا کام کیا اور درود شریف
کو علماء نے اس کے لئے مستحب
قرار دیا ہے، جو آپ کے آثار شریفہ
میں کسی کا ملاحظہ کرے، اور ظاہر
ہے کہ خوشبو سونگھتے وقت حضور
کی یاد کرتا ہے وہ معنیً آپ کے
آثار شریفہ کا ملاحظہ کرتا ہے اس
لئے اسے اس وقت بہ کثرت
درود شریف پڑھنا چاہیئے۔ م۔

اسی ارشاد جمیل میں صاف تصریح جلیل ہے کہ تمام امت پر
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حق ہے کہ جب حضور پر نور صلی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار شریفہ سے کوئی چیز دیکھیں یا وہ شے دیکھیں، جو حضور کے آثار شریفہ سے کسی چیز پر دلالت کرتی ہو، تو اس وقت کمال ادب و تعظیم کے ساتھ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور لائیں اور درود شریف کی کثرت کریں، ولہذا جو خوشبو لیتے یا سونگھتے وقت یاد کرے کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے دوست رکھتے تھے، وہ بھی گویا معنیٔ آثار شریفہ کی زیارت کر رہا ہے اسے اس وقت درود پڑھنے کی کثرت مسنون ہونی چاہیئے، تو نقل روضہ مبارک صاف صاف ما یدل علیہا میں داخل ہے، اس کی زیارت کے وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور حضور پر درود و تسلیم کیوں نہ مستحب ہوگی۔ ایسی تعظیم کرنے والے کو معاذ اللہ کفار و مشرکین کے مثل بتانا سخت ناپاک کلمۂ بیباک ہے۔ قائل جاہل پر توبہ فرض ہے، بلکہ از سرِ نو کلمۂ اسلام کی تجدید کرکے، اپنی عورت سے نکاح دوبارہ کرے کہ اس نے بلا وجہ مسلمانوں کو مثل کفار بتایا۔

رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من دعا رجلا بالکفر و قال عدو اللہ ولیس کذالک الا حار علیہ۔ رواہ الشیخان عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	جس نے کسی شخص کو کافر کہا اور دشمن خدا کہا اور وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کلمہ اس پر جاری ہوگا۔ اسے شیخین نے ابو ذر سے روایت کیا: م:

Marfat.com

یوں ہی اگر روضۂ شہزادۂ گلگوں قبا حسین شہید ظلم وجفا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بناکر محض بہ نیت تبرک بے آمیزش منکرات شرعیہ مکان میں رکھتے تو شرعاً کوئی حرج نہ تھا، مگر حاشا تعزیہ ہرگز اس کی نقل نہیں، نقل ہونا درکنار بنانے والوں کو نقل کا قصد بھی نہیں۔ ہر جگہ نئی تراش نئی گڑھت جسے اس اصل سے نہ کچھ علاقہ نہ نسبت۔ پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق کسی میں اور بیہودہ طمطراق پھر کوچہ بکوچہ ودشت بہ دشت اشاعت غم کے لئے ان کا گشت اور اس کے گرد سینہ زنی ماتم سازشی کی شورافگنی، حرام مرثیوں سے نوحہ کنی، عقل ونقل سے کٹی چھنی۔ کوئی ان کھپچیوں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے۔ کوئی مشغول طواف۔ کوئی سجدے میں گرا ہے، کوئی اس مایہ بدعات کو معاذاللہ جلوہ گاہ حضرت امام عالی مقام سمجھ کر اس ابرک پنی سے مرادیں مانگتا ہے، منتیں مانتا ہے، عرضیاں باندھتا، حاجت روا جانتا ہے پھر باقی تماشے باجے تاشے، مردوں عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔ غرض عشرۂ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا، ان بیہودہ رسموں نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا۔ پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا، ریا وتفاخر اعلانیہ ہوتا ہے، پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے۔ روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزق الٰہی کی بے ادبی

Marfat.com

ہوتی رہے۔ پیسے مٹی ریتے میں گر گر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت ہو رہی ہے، مگر نام تو ہوگیا، کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں۔ اب بہار عشرہ کے پھول کھلے۔ تاشے باجے بجتے چلے۔ رنگ رنگ کے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم۔ شہوانی میلوں کی پوری رسوم جشن فاسقانہ۔ یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ ڈھانچہ بعینہا حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کے پاک جنازے ہیں

ع اے مومنو اٹھاؤ جنازہ حسین کا

گاتے ہوئے مصنوعی کربلا پہنچے وہاں کچھ نوچ آتار باقی توڑ تاڑ دفن کر دیئے یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم و وبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کرام کربلا علیہم الرضوان والثنا کا مسلمانوں کو نیک توفیق بخشے اور بدعات سے توبہ دے آمین۔

تعزیہ داری کہ اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے، قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔ ان خرافات کے شیوع نے اصل مشروع کو بھی اب محذور و محظور کر دیا کہ اس میں اہل بدعت سے مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ابتلائے بدعات کا اندیشہ ہے۔ وما یؤدی الی محظور محظور حدیث شریف میں ہے:

اتقوا مواضع التھم، لہٰذا در بارہ کربلائے معلیٰ اب صرف کاغذ پر صحیح نقشہ لکھا ہوا محض بہ قصد تبرک بے آمیزش منہیات پاس

Marfat.com

رکھنے کی اجازت ہوسکتی ہے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بالنبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اتیان الارواح
لدیارھم بعد الرواح

۱۳ ھ ۲۱

تصنیف:

اعلیٰ حضرت مولانا الشّاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مومنین کی روحیں کن ایّام میں اپنے گھروں میں آتی ہیں — صالحین کی روحوں کا کیا حال ہے — اور کفار کی روحیں کہاں مقید ہیں۔

Marfat.com

تقدیم

اللہ تعالیٰ نے روح کو مرنے کے لئے پیدا نہیں کیا ہے جب انسان مرتا ہے تو اس کی روح اس کے جسم کے پنجرے سے آزاد ہو جاتی ہے، پھر سعید روحیں تو علیین میں چلی جاتی ہیں اور وہ وہاں مقید نہیں ہوتی ہیں بلکہ یہ مقام ان کے لئے دار کرامت ہے وہ جب چاہتی ہیں بہ اذن الٰہی جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں، اور کفّار کی ارواح خبیثہ اگرچہ قفس عنصری سے رہائی پا جاتی ہیں مگر سجین میں مقیّد کر دی جاتی ہیں۔ ان مسائل کا تعلق ظاہر ہے کہ نہ تو مشاہدات سے ہی اور نہ ہی عقلیات سے، یہ تمام مسائل علوم غیبیہ سے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے بتلائے بغیر ہم کو معلوم ہی نہیں ہو سکتے تھے۔ زیر نظر رسالے میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام مسائل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں حل فرمایا ہے۔

، مرتب ،

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مسئلہ ۱۳ ر شعبان المعظم ۱۳۲۱ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلے میں کہ جس وقت روح انسان کی اپنے جسم سے پرواز کر جاتی ہے۔ بعد اس کے پھر بھی کبھی اپنے مکان پر آتی ہے یا نہیں؟ اور اس سے کچھ ثواب کی خواستگار خواہ قرآنِ مجید یا خیرات وغیرہ طعام ہو یا روپیہ پیسہ ہوتی ہے یا نہیں؟ اور اگر روح اپنے مکان پر آتی ہے تو کس کس دن آیا کرتی ہے؟ اور اس سے منکر (یعنی روحوں کے آنے سے انکار کرنے والا) گنہگار ہے یا نہیں؟ اور اگر گنہگار ہے تو کس گناہ میں شامل ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: خاتمۃ المحدثین شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکوٰۃ شریف باب زیارۃ القبور میں فرماتے ہیں:

"مستحب است کہ تصدق کردہ شود از میت بعد از رفتن او از عالم تا ہفت روز، تصدق از میت نفع می کند او را بے خلاف میان اہل علم و وارد شدہ است

درآں احادیثِ صحیحہ خصوصاً آب و بعضے از علماء گفتہ اند کہ نمی رسد میّت را مگر صدقہ و دعا و در بعضے روایات آمدہ است کہ روحِ میّت می آید خانۂ خود را شب جمعہ پس نظر می کند، کہ تصدق می کنند از وے . یا نہ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم :۔

میت کے دنیا سے رخصت ہونے کے سات روز بعد تک اس کی جانب سے صدقہ کرنا مستحب ہے۔ میت کی طرف سے صدقہ کرنا بہ اتفاق اہل علم، نفع بخش ہے۔ اس سلسلے میں احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ خصوصاً پانی، اور بعض علماء کا کہنا ہے کہ میت کو صدقہ اور دعا کے سوا کچھ نہیں پہنچتا ہے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ میت کی روح اپنے گھر میں جمعہ کی رات کو آکر دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے صدقہ کیا گیا ہے یا نہیں؟ واللہ اعلم ،،م ،

شیخ الاسلام کشف الغطاء عمّا للموتی علی الاحیاء فصل ہشتم میں فرماتے ہیں :

در غرائب و خزانہ نقل کردہ، کہ ارواحِ مؤمنین می آیند خانہائے خود را ہر شب جمعہ، و روز عید، و روز عاشورہ و شب برات، پس ایستادہ می شوند بیرونِ خانہائے

Marfat.com

وَسجن المؤمن وانما مثل المؤمن حين تخرج نفسهٗ كمثل رجلٍ كان فی سجنٍ فاخرج منه فجعل يتقلب فی الارض ويتفسح فيها۔	بہشت اور مسلمان کے لئے قید خانہ ہے۔ جب مسلمان کی جان نکلتی ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص قید خانے میں تھا، اب اس سے آزاد کر دیا گیا۔ پھر زمین میں گشت

کرنے اور بافراغت چلنے پھرنے لگا۔

ابوبکر کی روایت یوں ہے:

فاذا مات المؤمن يخلی سربه يسرح حيث شاء۔	جب مومن مرتا ہے تو اس کی راہ کھول دی جاتی ہے کہ جہاں چاہے جائے۔

ابن ابی الدنیا و بیہقی سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضرت سلمان فارسی و عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہما باہم ملے۔ ایک نے دوسرے سے کہا، کہ اگر تم مجھ سے پہلے انتقال کرو تو مجھے خبر دینا کہ وہاں کیا پیش آیا؟ تو پوچھا، کیا زندے اور مردے بھی ملتے ہیں؟ تو جواب دیا:

نعم اما المؤمنون فانّ ارواحهم فی الجنّة وهی تذهب حيث شاءت	یعنی، ہاں مسلمانوں کی روحیں تو جنت میں ہوتی ہیں۔ انہیں اختیار ہوتا ہے۔ جہاں چاہتی

Marfat.com

ہیں، جاتی ہیں۔

ابن المبارک کتاب الزہد اور ابوبکر ابی الدنیا وابن مندہ سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال انّ ارواح المومنین فی برزخ من الارض تذھب حیث شاءت ونفس الکافر فی سجّین۔ یعنی بے شک مسلمانوں کی روحیں زمین کے برزخ میں ہیں، جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اور کافروں کی روحیں سجّین میں مقید ہیں۔

ابن ابی الدنیا امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے راوی:

قال بلغنی انّ ارواح المومنین مرسلۃ تذھب حیث شاءت۔ یعنی مجھے حدیث پہنچی ہے، کہ مسلمانوں کی روحیں آزاد ہیں، جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں

امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں:

رجح ابن البرانّ ارواح الشھداء فی الجنۃ وارواح غیرھم علی افنیۃ القبور فتسرح حیث شاءت۔ امام ابو عمر ابن عبدالبر نے فرمایا: راجح یہ ہے کہ شہیدوں کی روحیں جنت میں ہیں۔ اور مسلمانوں کی فنائے قبور پر جہاں چاہتی ہیں آتی جاتی ہیں۔

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

ان الروح اذا انخلعت من هذا الهیکل وانفکت من القیود بالموت تجول الیٰ حیث شاءت ۔

بے شک جس وقت روح قالب (بدن) سے جدا ہوتی ہے اور موت کے باعث قیدوں سے رہا ہو جاتی ہے تو پھر جہاں چاہتی ہے، جولاں (گردش) کرتی ہے۔

قاضی ثناء اللہ صاحب بھی تذکرۃ الموتیٰ میں لکھتے ہیں:

"ارواح ایشاں (یعنی اولیائے کرام قدست اسرارہم) از زمین و آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہند میروند۔"

یعنی، اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم کی روحیں، زمین آسمانوں اور بہشت سے جہاں چاہتی ہیں چلی جاتی ہیں۔ یعنی آزاد پھرتی ہیں۔

خزانۃ الروایات میں ہے:

عن بعض العلماء المحققین ان الارواح یتخلص لیلۃ الجمعۃ و تنتشر فجاءوا الیٰ مقابرھم ثم جاء وا فی بیوتھم۔

یعنی بعض علمائے محققین سے روایت ہے کہ روحیں شب جمعہ چھٹی پاتی ہیں اور پھیلتی (پھرتی) ہیں۔ پہلے وہ اپنی قبروں پر آتی ہیں۔ پھر اپنے گھروں میں آتی ہیں۔

دستور القضاۃ مستند صاحب مائۃ مسائل میں فتاویٰ امام نسفی

Marfat.com

سے ہے:

إن أرواح المومنين	یعنی، بے شک مومنوں کی روحیں
یأتون فی کل لیلة الجمعة	ہر شب جمعہ اور جمعہ کے دن،
ویوم الجمعة فیقومون بفناء	اپنے گھروں میں آتی ہیں اور
بیوتھم ثم ینادی کل	دروازے کے پاس کھڑی ہو کر
واحد منھم بصوت حزین	دردناک آواز سے پکارتی ہیں کہ
یا اھلی ویا اولادی ویا	"اے میرے گھر والو! اے میرے
اقربائی اعطفوا علینا	بچو! اے میرے عزیزو! ہم پر
بالصدقة واذکرونا	صدقے سے مہر کرو۔ ہمیں یاد کرو
ولا تنسونا وارحمونا	اور ہمیں بھول نہ جاؤ۔ ہماری غربت
فی الخ	میں ہم پر ترس کھاؤ اور رحم کرو۔

نیز خزانۃ الروایات مستند صاحب مأتہ مسائل میں ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ	یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
تعالیٰ عنھما اذا کان یوم	عنہما سے روایت ہے، جب
عید او یوم جمعة او یوم	عید، یا جمعہ یا عاشورہ کا دن یا
عاشوراء او لیلة النصف	شب برأت ہوتی ہے۔ اموات
من الشعبان تأتی ارواح	کی روحیں آ کر اپنے گھروں کے
الاموات ویقومون علیٰ	دروازوں پر کھڑی ہوتی ہیں
ابواب بیوتھم فیقولون	اور کہتی ہیں: "ہے کوئی کہ ہمیں

Marfat.com

هل من احدٍ یذ کرنا یاد کرے، ہے کوئی کہ ہم پر ترس
هل من احد یترحم کھائے، ہے کوئی کہ ہماری
علینا هل من احد یذکر غربت کی یاد دلائے! الحدیث
غربتنا الحدیث۔

اسی طرح کنز العباد میں بھی کتاب الروضہ امام زندویسی سے منقول۔
یہ مسئلہ کہ نہ عقائد کا ہے نہ فقہ کے احکام حلال وحرام کا۔ ایسی جگہ دو ایک
سندیں بھی بس (کافی) ہوتی ہیں۔ نہ کہ اس قدر کثیر و وافر۔
امام جلال الملۃ والدین سیوطی مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفا
زیر رشار امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لم اجدہ فی شیٔ من یعنی، میں نے یہ حدیث کسی کتاب
کتب الاثر لکن صاحب حدیث میں نہ پائی مگر صاحب
اقتباس الانوار وابن الحاج اقتباس الانوار اور ابن الحاج
فی مدخلہ ذکراہ فی ضمن نے اپنی کتاب مدخل میں اسے
حدیث طویلٍ وکفی بذلک ایک حدیث طویل میں بے سند
سندًا لمثلہ فانہ لیس ذکر کیا۔ ایسی حدیث کے لئے اتنی
مما یتعلق بالاحکام ہی سند کافی ہے، کہ وہ کچھ احکام
سے متعلق نہیں۔

باقی رہا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا یہ قول کہ ارواح کا اپنے
گھروں میں آنا یہ مسئلہ عقائد کا ہے۔ اس میں مشہور و متواتر صحاح، کی

Marfat.com

حاجت ہے، قطعیات کا اعتبار ہے، نہ ظنیاتِ صحاح کا۔ یعنی اگر صحیح بخاری و صحیح مسلم کی بھی صحیح و صریح حدیثوں میں ہو کہ روحیں آتی ہیں تو وہ حدیثیں بھی ان کے نزدیک مردود ہوں گی کہ ان روایات میں عمل نہیں بلکہ علم ہے، اور تسلیم بھی کر لیئے تو فقط عمل ہے، نہ فضل عمل۔ براہین قاطعہ لِما امر اللہ بہ ان یوصل میں چار ورق سے زائد پر یہی اعجوبہ پھیلا ہوا ہے۔

اقول۔ اگر ہر جملہ خبریہ جس میں کسی بات کا ایجاب یا سلب ہو، اگرچہ اسے نفیاً یا اثباتاً کسی طرح عقائد میں دخل نہ ہونا نافی یا مثبت کسی پر اس نفی و اثبات کے سبب حکم ضلالت و گمراہی محتمل نہ ہو، سب باب عقائد میں داخل ٹھیرے جس میں احادیث بخاری و مسلم بھی جب تک متواتر نہ ہوں نامقبول ٹھیریں، تو اوّلاً سیر و مغازی و مناقب یہ علوم کے علوم سب گاؤخورد و دریا برد ہو جائیں[1] حالانکہ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ ان علوم میں صحاح درکنار، ضعاف بھی مقبول۔ سیرت انسان العیون میں ہے:

لا یخفی ان السّیر تجمع الصحیح والسّقیم والضعیف

یہ بات مخفی نہ رہے کہ سیرت کی کتابیں، صحیح، سقیم

---

[1] گائے نے کھائے اور دریا میں غرق ہوئے۔ م

Marfat.com

والبلاغ والمرسل والمنقطع والمعضل دون الموضوع وقد قال الامام احمد وغیرہ من الائمۃ اذا روینا فی الحلال والحرام شددنا واذا روینا فی الفضائل ونحوھا تساھلنا ۔	بلاغ، مرسل، منقطع، معضل پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ان میں موضوعات نہیں ہوتی ہیں۔ امام احمد وغیرہ آئمہ نے فرمایا کہ جب ہم حلال وحرام کی روایت کرتے ہیں تو سختی کرتے ہیں اور فضائل وغیرہ میں تسامح سے کام لیتے ہیں۔

اس مبحث کی تفصیل فقیر کی کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین میں ملاحظہ ہو۔ یہیں دیکھئے رشائے مذکور امیر المومنین کیا فضائل اعمال سے تھا۔ وہ بھی باب علم سے ہے جس میں خاتم الحفاظ نے بعض علماء کی بے سند حکایت بھی کافی بتائی۔ ثانیاً علم رجال بھی مردود ہو جائے کہ وہ بھی علم ہے۔ نہ عمل۔ وفضل عمل، تو غیر قطعیات سب باطل ومہمل۔ ثالثاً دو تہائی سے زائد بخاری ومسلم کی حدیثیں محض باطل ومردود قرار پائیں۔ رابعاً عقائد اعمال میں تفرقہ جس پر اجماع ائمہ ہے، ضائع جائے، کہ احکام حلال وحرام میں کیا اعتقاد حلت وحرمت نہیں لگا ہوا ہے اور وہ عمل نہیں بلکہ بلکہ علم ہے، تو کسی شے کے حلال یا حرام سمجھنے کے لئے بخاری ومسلم کی حدیثیں مردود، اور جب حلال وحرام کچھ نہ جانیں تو اسے کیوں

Marfat.com

کریں۔ اس سے کیوں بچیں۔ خامساً بلکہ فضائل اعمال میں بھی احادیث صحیحین کا مردود ہونا لازم۔ حالانکہ ان میں ضعیف حدیثیں بھی خود مقبول مانتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس عمل میں یہ خوبی ہے۔ اس پر یہ ثواب، یہ جاننا خود عمل نہیں بلکہ علم ہے اور علم باب عقائد سے ہے اور عقائد میں صحاح ظنیات مردود۔ سادساً اگلے صاحب نے تو اتنی مہربانی کی تھی، کہ حدیث صحیح مرفوع متصل السند مقبول رکھی تھی۔ انھوں نے بخاری و مسلم بھی مردود کردیں۔ جب تک قطعیات نہ ہوں، کچھ نہ سنیں گے۔ ع قدم عشق پیشتر بہتر۔ سابعاً۔ ختم الٰہی کا ثمرہ دیکھئے۔ اسی براہین قاطعہ لما امر اللہ بہ ان یوصل میں فضیلت علم محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باب فضائل سے نکلوا کر اس تنگنائے اعتقادیات میں داخل کرایا، تاکہ صحیحین بخاری و مسلم کی حدیثیں بھی جو وسعت علم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دال ہیں، مردود ٹھہریں، اور ... وہیں اسی منہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ عظیم کی تنقیص کو ایک محض بے اصل و بے سند حکایت سے سند لائے کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ "مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔" حالانکہ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے ہرگز روایت نہ کیا بلکہ اعتراضاً ذکر کر کے صاف فرمادیا تھا کہ:

ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نشدہ است۔	یہ بات بے اصل ہے اور اس کی روایت پایۂ صحت تک نہیں

پہنچی ہے۔ م۔

غرض محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل ماننے
کو توجب تک حدیث قطعی نہ ہو بخاری ومسلم بھی مردود اور معاذ اللہ
حضور کی تنقیص فضائل کے لئے بے اصل وبے سند بے سروپا حکایت
مقبول ومحمود۔ اور پھر دعوائے ایمان وامانت ودین ودیانت بدستور
موجود۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون ہ کذالک یطبع اللہ علی
کلّ قلب متکبّر جبّار ہ

بالجملۃ یہ مسئلہ نہ باب عقائد سے ہے۔ نہ باب احکام حلال وحرام
سے۔ اسے جتنا ماننا چاہیئے اس کے لئے اتنی سندیں کافی ووافی۔ منکر اگر
صرف انکار یقین کرے یعنی اس پر جزم ویقین نہیں تو ٹھیک ہے۔ اور عام
مسائل سیر ومغازی واخبار وفضائل ایسے ہی ہوتے ہیں، اس کے باعث
وہ مردود نہیں قرار پاسکتے۔ اور اگر دعوائے نفی کرے، یعنی کہے مجھے
معلوم وثابت ہے کہ روحیں نہیں آتیں، تو پھر وہ جھوٹا اور کذاب ہے
بالفرض اگر ان روایات سے قطع نظر بھی، تو غایت یہ کہ عدم ثبوت ہے نہ
ثبوت عدم اور بے دلیل عدم ادّعائے عدم محض تحکم وستم۔ آنے کے
بارے میں تو اتنی کتب اور علماء کی عبارات ہیں، مگر نفی وانکار کے لئے
کون سی روایت ہے۔ کس حدیث میں آیا کہ روحوں کا آنا باطل وغلط ہے
تو ادعائے بے دلیل محض باطل وذلیل۔ یہ کیسی ہٹ دھرمی ہے کہ طرف
مقابل پر روایات موجود، صرف بربنائے ضعف مردود، اور اپنی طرف سے

نہ روایت کا نام ونشان اور ادعائے نفی کا بلند نشان ۔ روحوں کا اگرباب عقائد سے تعلق ہے تو نفیاً واثباتاً ہر طرح اسی باب سے ہوگا اور دعوائے نفی کے لئے بھی دلیل قطعی درکار ہوگی یا مسئلہ ایک طرف سے باب عقائد میں ہے کہ صحاح بھی مردود اور دوسری طرف سے ضروریات میں ہے کہ اصلاً حاجت دلیل مفقود۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥

اٰمین ٥ واللّٰہُ تعالٰی اعلم وعلمہ جلّ مجدہ اتمّ واحکم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا بریلوی عفی عنہ

بمحمدٍ المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

تمّت

Marfat.com

رسالہ ۲

برکات الامداد لِاہل الاستمداد

۱۳۱۱ھ

تصنیف، مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خدا کے بندگانِ خاص سے مدد طلب کرنا

Marfat.com

تقدیم

انبیائے کرام و اولیائے عظام اللہ سے تقرب خاص رکھنے کی وجہ سے ہماری مدد کرتے ہیں۔ یہ مدد روحانی بھی ہو سکتی ہے اور جسمانی بھی، زندگی میں بھی اور بعد از وفات بھی، بزرگانِ دین کا اپنے متوسلین کو مدد دینا بحکم الٰہی ہوتا ہے وہ اللہ کی اذن کے بغیر کچھ نہیں کرتے ہیں۔ ان کا نہ تو اللہ پر زور چلتا ہے اور نہ زبردستی، بلکہ اللہ کا ان پر سراسر فضل اور عین عنایت ہے کہ ان کے طفیل دوسروں کی مرادیں بر آتی ہیں۔ بزرگانِ دین سے مدد طلب کرنا درحقیقت اللہ ہی سے مدد طلب کرنا ہے کیونکہ وہ "من دون اللہ" نہیں ہیں بلکہ ولی اللہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کو پوری شرح کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ م۔

Marfat.com

برکات الامداد لاہل الاستمداد

۱۱ ھ ۱۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ از سہسوان محلہ شہباز پورہ مرسلہ احمد نبی خان
۱۴ شعبان المعظم ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیۃ وَایَّاکَ نستعین کے معنی ایک شخص یوں بیان کرتا ہے کہ استعانت غیر حق سے شرک ہے ؎

دیکھ حصر نستعین اے پاک دیں — استعانت غیر سے لائق نہیں
ذات حق بیشک ہی نعم المستعان — حیف ہے گر غیر حق کا ہو دھیان

اور علماء صوفیائے کرام کا عقیدہ یوں ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی ایمان تھا کہ ؎

نداریم غیر از تو فریاد رس
توئی عاصیاں را خطا بخش وبس

اور حضرت مولانا نظامی گنجوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی دعا میں عرض کرتے تھے

Marfat.com

بزرگا بزرگی دہا بے کسم
توئی یاوری بخش دیاری رسم

اور حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ تعالیٰ کا قصہ دلچسپ وعبرت انگیز بیان کرتا ہے جو تحفۃ العاشقین میں لکھا ہے کہ ایک روز آپ نماز پڑھتے تھے جب نستعین پر پہنچے، بے ہوش ہو کر گر پڑے، جب ہوش آیا فرمایا۔ جب رب العالمین اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ فرمائے اور میں غیر حق سے مدد مانگوں، مجھ سے زیادہ بے ادب کون ہو گا ٭ دوسری آیت شریف جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ کی کہ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ ہے بیان کرتا ہے اور بہت سی آیاتِ شریفہ اور احادیث پاک اور قول علماء وصوفیاء بتاتا ہے، لہٰذا مستدعی خدمت عالی ہوں کہ تردید اس کی مرحمت ہو کہ اس شخص سے بیان کروں۔ جواب قرآن کا قرآن سے حدیث کا حدیث سے، اقوال کا اقوال سے ارشاد فرمائیے گا اور معنی لفظی ہوں۔ بیّنوا توجروا ٭

راقم نیاز مند احمد نبی خاں از سہسوان

الجواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی

Marfat.com

اَعْظَمِ غَوْثٍ وَّاَکْرَمِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ

الحمدللہ، آیاتِ کریمہ تو مسلمان کی ایمان ہیں۔ اور حضرت مولانا سعدی و مولانا نظامی قدس سرہما السامی کے جو اشعار نقل کئے وہ بھی حق ہیں مگر یہ شخص حق باتوں سے باطل معنی کا ثبوت چاہتا ہے، جو ہرگز نہ ہوگا۔

آیۂ کریمہ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ کو تو اس مقام سے کوئی علاقہ ہی نہیں، اس میں توجہ بہ قصد عبادت کا ذکر ہے کہ میں اپنی عبادت سے اسی کا قصد کرتا ہوں جس نے پیدا کئے آسمان و زمین، نہ یہ کہ مطلق توجّہ کا جس میں انبیاء و اولیاء علیہم الصّلوٰۃ والسلام سے استعانت بھی داخل ہو سکے۔ جلالین شریف میں اس آیتِ کریمہ کی تفسیر فرمائی:

قالوا لہ ما تعبد قال انی وجھت وجھی قصدت بعبادتی الخ	یعنی کافروں نے سیدنا ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسلام سے کہا۔ تم کسے پوجتے ہو؟

فرمایا، میں اپنی عبادت سے اس کا قصد کرتا ہوں جس نے بنائے آسمان و زمین ؏

آیت میں اگر مطلق توجّہ مراد ہو تو کسی کی طرف منہ کر کے باتیں کرنا شرک ہو، کہ قبلہ بھی غیر خدا ہے۔ خدا نہیں، اور رب العزت جلّ وعلا کا ارشاد:

وَحَیْثُمَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ شَطْرَہٗ	جہاں کہیں ہو اپنا منہ قبلہ کی طرف کرو۔

Marfat.com

معاذ اللہ شرک کا حکم دینا ٹھیرے۔ مگر وہابیہ کو عقل کم ہے۔ آیہ کریمہ وایاک نستعین ومناجات سعدی ونظامی میں استعانت وفریاد رسی ویاوری ویاری کا حضرت عزت جل وعلا میں حصر ہے۔ نہ مطلق کا۔ اور بلاشبہ حقیقت ان امور بلکہ ہر کمال بلکہ وجود وہستی کی خاص بجناب احدیت عزوجل ہے۔

استعانت حقیقیہ یہ کہ اسے قادر بالذات ومالک مستقل وغنی و بے نیاز جانے، کہ بے عطائے الٰہی وہ خود اپنی ذات سے اس کام کی قدرت رکھتا ہے۔ اس معنی کا غیر خدا کے ساتھ اعتقاد ہر مسلمان کے نزدیک شرک ہے۔ نہ ہرگز کوئی مسلمان غیر کے ساتھ اس معنی کا قصد کرتا ہے بلکہ واسطۂ وصولِ فیض وذریعہ ووسیلہ قضائے حاجات جانتے ہیں اور یہ قطعاً حق ہے۔ خود رب العزت تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ عظیم میں حکم فرمایا:

وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو

بہ ایں معنی استعانت بالغیر ہرگز اس حصر اِیَّاکَ نستعین کے منافی نہیں جس طرح وجود حقیقی کہ خود اپنی ذات سے بے کسی کے پیدا کئے موجود ہونا خاص بجناب الٰہی تعالیٰ وتقدس ہے پھر اس کے سبب دوسرے کو موجود کہنا شرک ہو گیا جب تک وہی وجود حقیقی نہ مراد لے۔ حقائق الاشیاء ثابتۃ پہلا عقیدہ اہل اسلام کا ہے یوں ہی علم حقیقی کہ اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو، اور تعلیم حقیقی کہ بذاتِ خود بے حاجت

Marfat.com

بدیگرے القائے علم کرے، اللہ جلّ جلالہٗ سے خاص ہیں، پھر دوسرے کو عالم کہنا یا اس سے علم طلب کرنا شرک نہیں ہو سکتا، جب تک وہی معنی اصلی مقصود نہ ہوں۔ خود رب العزّت تبارک وتعالیٰ قرآنِ عظیم میں اپنے بندوں کو علیم و علماء فرماتا ہے اور حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت ارشاد فرماتا ہے یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ یہ نبی انھیں کتاب وحکمت کا علم عطا کرتا ہے۔

یہی حال استعانت و فریاد رسی کا ہے کہ ان کی حقیقت خاص بخدا اور بمعنی وسیلہ و توسّل و توسط غیر کے ثابت اور قطعاً روا بلکہ یہ معنی تو غیر خدا ہی کے لئے خاص ہیں۔ اللہ عزّوجل وسیلہ و واسطہ بننے سے پاک ہے۔ اس سے اوپر کون ہے کہ یہ اس کی طرف وسیلہ ہوگا، اور اس کے سوا حقیقی حاجت روا کون ہے کہ یہ درمیان واسطہ بنے گا ولہٰذا حدیث شریف میں ہے جب اعرابی نے حضورِ پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم حضور کو اللہ تعالیٰ کی طرف شفیع بناتے ہیں اور اللہ عزّوجل کو حضور کے سامنے شفیع لاتے ہیں، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر سخت گراں گذرا اور دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ فرماتے رہے پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

ویحك! انہ لا یستشفع باللہ علی احد شان اللہ اعظم من ذلك ؛

ارے نادان! اللہ تعالیٰ کو کسی کے پاس سفارشی نہیں لاتے ہیں۔ اللہ وتبارک تعالیٰ کی شان اس سے

Marfat.com

بہت بڑی ہے :: رواہ ابوداود عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ::

اہل اسلام انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے یہی استعانت کرتے ہیں جو اللہ عزّ و جل سے کیجئے تو اللہ اور اللہ کا رسول غضب فرمائیں اور اسے اللہ جلّ و علا کی شان میں بے ادبی ٹھیرائیں اور حق تو یہ ہے کہ اس استعانت کے معنی اعتقاد کر کے جناب الٰہی جلّ و علا سے کرے تو کافر ہو جائے مگران حمقار کی بدعقلی کو کیا کہیئے۔ نہ اللہ تعالیٰ کا ادب۔ نہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خوف۔ نہ ایمان کا پاس۔ خواہی نخواہی اس استعانت کو بھی اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں داخل کر کے جو اللہ تعالیٰ کے حق میں محال قطعی ہے اسے اللہ تعالیٰ سے خاص کئے دیتے ہیں۔ ایک بے وقوف شخص نے کہا تھا ؎

وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے
جسے تم مانگتے ہو اولیار سے

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے کہا۔ ؎

توسّل کر نہیں سکتے خدا سے
اسے ہم مانگتے ہیں اولیار سے

یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا سے توسّل کر کے اسے کسی کے یہاں وسیلہ و ذریعہ بنائیے۔ اسی وسیلہ بننے کو ہم اولیائے کرام سے مانگتے ہیں کہ وہ بارگاہِ الٰہی میں ہمارا وسیلہ و ذریعہ و واسطۂ قضائے حاجات ہو جائیں۔ اس بیوقوفی

Marfat.com

کے سوال کا جواب اللہ عزوجل اس آیۂ کریمہ میں دیا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم یعنی گناہ کر کے تیرے پاس حاضر ہوں، پس اللہ سے معافی چاہیں، اور معافی مانگے ان کے لئے رسول۔ تو بے شک اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں:

کیا اللہ تعالیٰ اپنے آپ نہیں بخش سکتا تھا۔ پھر یہ کیوں فرمایا۔ کہ اے نبی، تیرے پاس حاضر ہوں اور تو اللہ سے ان کی بخشش چاہے تو یہ دولت ونعمت پائیں گے، یہی ہمارا مطلب ہے جو قرآن کریم کی آیت صاف فرما رہی ہے، مگر یہ لوگ تو عقل نہیں رکھتے۔

خدارا انصاف اگر کریمہ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں مطلق استعانت کا ذات الٰہی جلّ وعلا میں حصر مقصود ہو، تو کیا صرف انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی سے استعانت شرک ہوگی، کیا یہی غیر خدا ہیں اور سب اشخاص واشیاء ان لوگوں کے نزدیک خدا ہیں۔ یا آیت میں خاص انھیں کا نام لے دیا ہے کہ ان سے شرک اوروں سے روا ہے۔ نہیں نہیں جب مطلقاً ذات احدیت سے تخصیص اور غیر سے شرک ماننے کی ٹھیری تو کیسی ہی استعانت کسی غیر خدا سے کی جائے ہمیشہ ہر طرح شرک ہی ہوگی کہ انسان ہوں یا جمادات، احیا ہوں یا اموات۔ ذوات ہوں یا صفات

Marfat.com

افعال ہوں، یا حالات، غیر خدا ہونے میں۔ اب کیا جواب ہے آیۂ کریمہ کا کہ ربّ جلّ وعلا فرماتا ہے:

واستعینوا بالصّبر والصّلوٰۃ   استعانت کرو صبر و نماز سے۔

کیا صبر خدا ہے جس سے استعانت کا حکم ہوا ہے۔ کیا نماز خدا ہے جس سے استعانت کو ارشاد کیا ہے۔ دوسری آیت میں فرماتا ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی: آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو بھلائی اور پرہیزگاری میں

کیوں صاحب اگر غیر خدا سے مدد ملنی مطلقاً محال، تو اس حکمِ الٰہی کا حاصل کیا۔ اور اگر ممکن تو جس سے مدد مل سکتی ہے اس سے مدد مانگنے میں کیا زہر گھل گیا۔

حدیثوں کی گنتی ہی نہیں۔ بکثرت احادیث میں صاف صاف حکم ہے کہ صبح کی عبادت سے استعانت کرو شام کی عبادت سے۔ استعانت کرو کچھ رات رہے کی عبادت سے۔ استعانت کرو علم کے لکھنے سے۔ استعانت کرو سحری کے کھانے سے۔ استعانت کرو دوپہر کے سونے سے۔ استعانت کرو صدقے سے۔ استعانت کرو عورتوں کی خانہ نشینی میں انھیں ننگا رکھنے میں۔ استعانت کرو حاجت رِوائیوں میں حاجتیں چھپانے سے استعانت کرو، کیا یہ سب چیزیں کہ ان سے استعانت کا حکم آیا۔ یہ حدیثیں خیال میں نہ ہوں تو مجھ سے سنئے:

البخاری والنسائی عن ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

استعینوا بالغداوۃ والروحۃ وشیءٌ من الدلجۃ ؛

وسلم سے روایت کرتے ہیں، صبح، شام، اور صبح کے قریب کی عبادت سے مدد چاہو، م

(بخاری)

الترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

استعن بیمینک علیٰ حفظک

ابن عباس رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ اپنی یادداشت کی مدد کرو لکھ کر، م۔ (ترمذی)

ابن ماجۃ والحاکم والطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی شعب الایمان عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اِستعینوا بطعام السحر علیٰ صیام النہار وبالقیلولۃ علیٰ قیام اللیل ؛

ابن ماجہ، حاکم اور طبرانی نے الکبیر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس رض سے روایت کی کہ سحری سے دن کے روزے پر مدد حاصل کرو اور قیلولہ سے رات کی عبادت پر، م

(ابن ماجہ)

Marfat.com

الدیلمی فی مسند الفردوس عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، استعینوا علی الرزق بالصدقۃ

دیلمی نے مسند فردوس میں عبد اللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کی، "کہ رزق پر صدقے سے مدد حاصل کرو: م (دیلمی)

ابن عدی فی الکامل عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، استعینوا علی النسآءِ بالعری فانّ اِحدٰیھُنّ اذا کثُرتُ ثیابھا واحسنت زینتھا اعجبھا الخروج ؛

ابن عدی نے کامل میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، عورتوں کو یعنی کپڑے کم پہنا کر۔ زیادہ کپڑے نہ پہنا کر (گھر رکھ کر، مدد چاہو ان کے گھر بیٹھنے پر) کیونکہ جب کسی عورت کے پاس کپڑے زائد ہو جاتے ہیں اور وہ آرائش وزیبائش زائد کرلیتی ہے تو گھر سے باہر نکلنا اس کو پسند آتا ہے۔ م

الطبرانی فی الکبیر والعقیلی وابن عدی

طبرانی نے کبیر میں عقیلی اور ابن عدی اور

Marfat.com

و ابونعیم فی الحلیۃ والبیھقی فی الشعب عن معاذ بن جبل والخطیب عن ابن عباس والخلعی فی فوائدہ عن امیر المومنین علی ن المرتضیٰ والخرائطی فی اعتلال القلوب عن امیر المومنین عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنھم عن النبی صلی اللہ تعالیٰ عنھم وسلم،

استعینوا علی انجاح الحوائج بالکتمان ؎

ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے شعب میں معاذ بن جبل سے اور خطیب نے ابن عباس اور خلعی نے اپنے فوائد میں امیر المومنین علی رض سے اور خرائطی نے اعتلال القلوب میں عمر فاروق رض سے مرفوعاً روایت کی کہ مقاصد میں کامیابی انکے چھپانے سے مدد حاصل کرو۔ م

مذکورہ بالا دس[۱] حدیثیں تو افعال سے استعانت میں ہوئیں، اب بیس[۲] حدیثیں اشخاص سے استعانت میں لیجئے تاکہ تیس[۳] احادیث کا عدد کامل ہو۔

حدیث ۱۱۔ احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ بسند صحیح، حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

Marfat.com

انا لا نستعین بمشرك ہم کسی مشرک سے استعانت نہیں کرتے ۔

اگر مسلمان سے استعانت بھی ناجائز ہوتی، تو مشرک کی تخصیص کیوں فرمائی جاتی ولہٰذا امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک نصرانی غلام وثیق نامی سے کہ دنیاوی طور کا امانت دار تھا، ارشاد فرماتے :

اسلم استعن بك علیٰ امانۃِ المسلمین۔ تو مسلمان ہو جا کہ میں مسلمانوں کی امانت پر تجھ سے استعانت کروں ۔

وہ نہ مانتا، تو فرماتے :

"ہم کافر سے استعانت نہ کریں گے ۔"

حدیث ۱۲۔ امام بخاری تاریخ میں جبیب بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے :

انا لا نستعین بالمشرکین علی المشرکین۔ ہم مشرکوں سے مشرکوں پر استعانت نہیں کرتے ۔

ورواہ الامام احمد ایضاً۔

حدیث ۱۳۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن نسائی میں ہے کہ چند قبائل عرب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

سے استعانت کی، حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم نے مدد عطا فرمائی

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انّ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اتاہ رعل و ذکوان وعصیۃ وبنو لحیان فزعموا انّھم قد اسلموا واستمدّوہ علےٰ قومھم فامدّھم النّبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم۔ الحدیث۔

انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں رعل، ذکوان، عصیہ اور بنو لحیان آئے اور اسلام کا دعویٰ کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم پر مدد چاہی آپ نے ان کی مدد کی۔ م

حدیث ۱۴۔ صحیح مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ و معجم کبیر طبرانی میں ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے، کہ حضور پر نور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان (ربیعہ بن کعب اسلمی) سے فرمایا، مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ عرض کی، میں حضور سے سوال کرتا ہوں، کہ جنت میں حضور کی رفاقت عطا ہو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بھلا اور کچھ، عرض کی، بس میری مراد تو یہی ہے۔ حضور نے فرمایا، میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے۔

قال کنت ابیتُ مع رسول

انھوں نے کہا کہ میں رات

اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فاتیتہ بوضوئہٖ وحاجتہ۔ فقال لی سل ولفظ الطبرانی فقال یومًا یا ربیعۃ اسلنی۔ فاعطیک رجعنا الیٰ لفظ مسلم۔ قال فقلت۔ اسئالک مرافقتک فی الجنۃ۔ قال اوغیر ذٰلک۔ قلت ھو ذاک قال فاعنّی علیٰ نفسک بکثرت السّجود ؂

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی گذارتا تھا۔ میں حضور کے وضو اور قضائے حاجت کے لئے پانی لایا، تو آپ نے فرمایا "مانگو" اور طبرانی میں یوں ہے کہ آپ نے ایک دن، فرمایا، اے ربیعہ تم مجھ سے مانگو میں تم کو دوں گا، مسلم میں ہے۔ پھر میں نے عرض کی، میں جنت میں آپ کی صحبت طلب کرتا ہوں، آپ نے فرمایا اور کچھ؟ میں نے عرض کی، بس یہی۔ آپ نے فرمایا، تو تم میری مدد کرو اپنے اوپر کثرت سجود سے = م ؛

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعنّی فرمایا، کہ میری اعانت کر، اسی کو استعانت کہتے ہیں۔ یہ در کنار، حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مطلق طور پر سَل، فرمانا، کہ مانگ کیا مانگتا ہے، جس سے صاف ظاہر ہے، کہ حضور ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار میں ہیں، جبھی تو بلا تقیید و تخصیص فرمایا۔ کہ مانگ۔ کیا

Marfat.com

مانگتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرّہ القوی شرحِ مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث شریف کے نیچے فرماتے ہیں:

از اطلاق سوال، کہ فرمود، سل، بخواہ، تخصص نہ کرد بہ مطلوبے خاص، معلوم می شود کہ کار ہمہ بدست ہمّت وکرامت اوست، صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم، ہرچہ خواہد، وہرکرا خواہد، باذن پروردگار خود دہد ؎

فانّ من جودك الدّنیا وضرّتھا

ومن علومك علم اللّوح والقلمٖ

سوال مطلق ہے، مَسَل، مانگ، کسی مطلوب کی تخصیص نہیں، تاکہ معلوم ہوجائے کہ سب کام حضور ہی کی ہمت وکرامت میں ہے، جو کچھ آپ چاہیں جس کو چاہیں بہ اذنِ الہٰی عطا فرمادیں۔ م:

شعر: کیونکہ دنیا اور آخرت آپ کی سخاوت سے ہیں اور لوح وقلم کا علم آپ کے علوم میں ایک ہے.

م:

علامہ علی قاری علیہ رحمتہ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں:

یؤخذ من اطلاقہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ — یعنی حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو مانگنے کا

Marfat.com

وسلّم الامر بالسّوال انّ اللہ تعالیٰ مَکَّنَہٗ من اعطاءِ کُلِّ ما اراد من خزائن الحق۔

حکم مطلق دیا۔ اس سے مستفاد ہوتا ہے، کہ اللہ عزّ وجل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔

پھر لکھا:

وذکر ابن سبع فی خصائصہٖ وغیرہ انّ اللہ تعالیٰ اقطعہٗ ارض الجنّۃِ یعطی منہا ما شآءَ لمن یشآءُ۔

یعنی امام ابن سبع وغیرہ علماء نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی اللہ عزّوجل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جاگیر کردی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔

امام اجل سیّدی ابن حجر مکّی قدس سرہ الملکی، جوہر منظم، میں فرماتے ہیں:-

انّہٗ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم خلیفۃ اللہ الّذی جعل خزائن کرمہٖ وموائد نعمہٖ طوع یدیہ

بے شک نبی صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اللہ عزّوجلّ کے خلیفہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے

Marfat.com

وتحت ارادتہ یعطی منہا من یشآء ویمنع من یشآء — خوان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست قدرت کے فرمانبردار اور حضور پر نور کے زیر حکم ارادہ و اختیار کر دیئے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔

اس مضمون کی تصریحیں کلمات ائمہ و علماء و اولیاء و عرفاء میں حد تواتر پر ہیں، جو ان کے انوار سے دیدۂ ایمان منور کرنا چاہیں فقیر کا رسالہ سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ مطالعہ کریں۔

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود حضور اقدس سے جنت مانگی۔ کہ:

اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ — یارسول اللہ، میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقت والا سے مشرف ہو جاؤں"۔

ابھی فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے بجواب سوال دہلی ایک نفیس رسالہ اکمال الطامۃ علیٰ شرک سوی بالامور العامۃ تالیف کیا اور بتوفیقہ تعالیٰ اس میں تین سو ساٹھ آیتوں، حدیثوں سے ثبوت دیا کہ بقول مخالفین حضرات انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک اور خود رب العزت جل جلالہ تک معاذ اللہ کوئی شرک

Marfat.com

سے محفوظ نہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیّ العظیم ہ ۵

اشراک بمذہب کہ تاحق برسد
مذہب معلوم واہل مذہب معلوم

حدیث ۱۵ تا ۲۸۔ چودہ حدیثوں میں ہے، کہ حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اُطْلُبُوا الْخَیْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْہِ ؁	خیر طلب کرو نیک رویوں کے پاس۔
وفی لفظ۔ اطلبوا الخیر والحوائج من حسان الوجوہ	نیکی اور حاجتیں خوبصورتوں سے مانگو۔
وفی لفظ، اطلبو الحاجات عند حسان الوجوہ ؁	حاجتیں خوش جمالوں کے پاس طلب کرو
وفی لفظ اِذا ابتغیتم المعروف فاطلبوہ عند حسان الوجوہ ؁	جب نیکی چاہو تو خوبرویوں کے پاس طلب کرو۔
وفی لفظ اذا طلبتم الحاجات فاطلبوھا عند حسان الوجوہ ؁	جب حاجتیں طلب کرو، تو خوش چہروں کے پاس طلب کرو۔

Marfat.com

وفی لفظ بزیادۃٍ
فان قضی حاجتك قضاها
بوجه طلق وان ردك
ردك بوجه طلق۔

اخرجه الامام
البخاری فی التاریخ و
ابوبکر بن ابی الدنیا فی
قضاء الحوائج وابویعلی
فی مسندہ والطبرانی
فی الکبیر والعقیلی وابن
عدی والبیهقی فی شعب
الایمان وابن عساکر
عن ام المومنین الصدیقه
وعبد بن حمید فی مسندہ
وابن حبان فی الضعفاء
وابن عدی فی الکامل
والسلفی فی الطوریات
عن عبد الله بن عمر
الفاروق وابن عساکر

کہ خوش جمال آدمی اگر تیری حاجت روا کرے گا تو بکشادہ روئی اور اگر تجھے پھیرے گا۔ تو بہ کشادہ پیشانی۔

اسے امام بخاری نے تاریخ میں، ابوبکر بن ابی الدنیا نے قضاء حوائج میں، ابویعلی نے مسند میں، طبرانی نے کبیر میں عقیلی، ابن عدی اور بیہقی نے شعب الایمان میں، اور ابن عساکر نے ام المومنین صدیقہ سے اور عبد بن حمید نے اپنی مسند میں، ابن حبان نے ضعفاء میں اور ابن عدی نے کامل میں، اور سلفی نے طوریات میں عبد اللہ بن عمر فاروق سے اور ابن عساکر و خطیب نے اپنی تاریخوں میں انس بن مالک سے بلفظ "التمسوا" اور

Marfat.com

وکذا الخطیب فی تاریخهما
عن[17] انس بن مالک
بلفظ التمسوا والطبرانی
فی الاوسط والعقیلی
والخرائطی فی اعتلال
القلوب وتمام فی فوائده
وابوسهل عبد الصمد
بن عبد الرحمٰن لبزار فی
جزئه وصاحب المهروانیات
عن[18] جابر بن عبد الله
والدارقطنی فی الافراد
بلفظ ابتغوا والعقیلی
وابن ابی الدنیا فی قضاء
الحوائج والطبرانی فی الاوسط
وتمام والخطیب فی رواة
مالک عن[19] ابی هریرة
وابن النجار فی تاریخه
عن[20] امیر المومنین علی
المرتضیٰ والطبرانی فی الکبیر

طبرانی نے اوسط میں عقیلی اور
خرائطی نے اعتلال القلوب میں
اور تمام نے اپنے فوائد میں
اور ابوسہل عبد الصمد بن
عبد الرحمٰن بزار نے اپنے جزء
میں اور صاحب مہروانیات
نے جابر بن عبد اللہ سے اور
دارقطنی نے افراد میں بلفظ
"ابتغوا" اور عقیلی اور ابن
ابی الدنیا نے قضاء حوائج میں
اور طبرانی نے اوسط میں،
تمام اور خطیب نے مالک
کے راویوں میں ابوہریرہ سے
اور ابن نجار نے اپنی تاریخ،
میں، امیر المومنین علی رض سے اور
طبرانی نے کبیر میں یزید بن
حصیفہ عن ابیہ عن جدہ ابی
حصیفہ، بلفظ "التمسوا"، اور
تمام نے فوائد میں ابوبکرۃ سے

Marfat.com

عن[٢١] یزید بن خصیفه
عن ابیه عن جدة الی
خصیفة بلفظ التمسوا وتمام
فی الفوائد عن[٢٢] ابی بکرة.
والخطیب وتمام لفظه
التمسوا والبیهقی فی الشعب
والطبرانی فی الکبیر عن[٢٣]
عبد الله بن عباس هذا
الاخیر منهم خاصة عن
ابن عباس باللفظ الثانی
وابن عدی عن ام المومنین
باللفظ الثالث واخرجه
ابن عدی فی الکامل
والبیهقی فی الشعب عن[٢٤]
عبد الله بن جراد باللفظ
الرابع واحمد بن منیع فی
مسنده عن الحجاج بن
یزید عن ابیه یزید
القسملی باللفظ الخامس

اور خطیب وتمام نے بلفظ
"التمسوا"، اور بیہقی نے
شعب میں اور طبرانی نے
کبیر میں عبداللہ بن عباس
سے، ان میں سے اخیر نے
خاص طور پر ابن عباس سے
دوسرے لفظ سے روایت
کی، اور ابن عدی نے ام المومنین
سے تیسرے لفظ سے اور اسے
ابن عدی نے کامل میں اور بیہقی
نے شعب میں عبداللہ بن جراد
سے چوتھے لفظ سے اور احمد
بن منیع نے اپنی مسند میں
حجاج بن زید سے اپنے باپ
یزید قاسمی سے پانچویں لفظ سے
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، یہ
سب مسند حدیثیں ہیں، اور
ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی
مصنف میں ابن مصعب

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین	انصاری سے اور عطار سے
ھٰذہٖ کلھا مسندات و	اور زہری سے ، یہ مرسل ہیں
ابوبکر بن ابی شیبۃ	۔ م ۔
فی مصنفہ عن[۲۶] ابن مصعب	
الانصاری وعن[۲۷] عطاء	
وعن[۲۸] الزھری مرسلات ؕ	

امام محقق جلال الملۃ والدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

الحدیث فی نقدی حسن صحیح ؕ	یہ حدیث میری پرکھ میں حسن صحیح ہے۔

قلت وقولہ ھذا لا شک حسن صحیح فقد بلغ حد[۲۹] التواتر علی رأیی ؕ

حضرت عبداللہ بن رواحہ یا حضرت حسّان بن ثابت انصاری

قارئین نے ان حوالہ جات سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی علمی بصیرت اور محدّثانہ تبحّر کا ضرور اندازہ کیا ہوگا، کیا آپ نے کسی کتاب میں اتنے مفصّل حوالہ جات ملاحظہ کئے ہیں ؟

- مرتّب -

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں : ؎

قد سمعنا نبیّنا قال قولاً
ھومن یطلب الحوائج راحة
اعتدوا واطلبوا الحوائج
ممن زین اللہ وجہہ بصباحة

یعنی بے شک ہم نے اپنے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک بات فرماتے سنا، کہ وہ حاجت مانگنے والوں کی آسائش ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ صبح کرو، اور حاجتیں اس سے مانگو جس کا چہرہ اللہ تعالیٰ نے گورے رنگ سے آراستہ کیا ہے۔

رواہ العسکری ؛

حدیث ۲۹۔ کہ حضور پرنور صلوٰت اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ، فرماتے ہیں :

اطلبوا الفضل عند الرحماء من امتی تعیشوا فی اکنافھم فان فیھم رحمتی ؛

فضل میرے رحم دل امتیوں کے پاس طلب کرو، ان کے سائے میں چین کرو گے کہ ان میں میری رحمت ہے۔

وفی لفظ اُطلبوا الحوائج الیٰ ذوی الرّحمة من امّتی

اپنی حاجتیں میرے رحم دل امّتیوں سے مانگو، رزق پاؤ گے

Marfat.com

ترزقوا وتنجحوا ؛

مرادیں پاؤگے۔

وفی لفظ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول اللہ عزّ وجلّ اطلبوا الفضل من الرّحماءِ من عبادی تعیشوا فی اکنافھم فانّی جَعَلْتُ فِیْھِمْ رَحْمَتِیْ ؛

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فضل میرے رحم دل بندوں سے مانگو۔ ان کے دامن میں عیش کروگے کہ میں نے اپنی رحمت ان میں رکھی ہے۔

رواہ باللفظ الاوّل ابن حبان والخرائطی فی مکارم الاخلاق والقضاعی فی مسند الشھاب والحاکم فی التاریخ وابوالحسن الموصلی وبالثانی العقیلی والطبرانی فی الاوسط وبالثالث العقیلی کلّھم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ؛

اس سے پہلے لفظ سے ابن حبان اور خرائطی نے مکارم اخلاق میں اور قضاعی نے مسند شہاب میں اور حاکم نے تاریخ میں اور ابوالحسن موصلی نے اور دوسرے لفظ سے عقیلی اور طبرانی نے اوسط میں اور تیسرے لفظ سے عقیلی نے سب نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ م۔

حدیث ۳۰: کہ حضور والا ارشاد فرماتے ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم :

Marfat.com

اطلبوا المعروف من رحماء امّتی تعیشوا فی اکنافهم | میرے نرم دل امتیوں سے نیکی و احسان مانگو۔ ان کے
ظلِّ عنایت میں آرام کرو گے۔ اخرجه الحاکم فی المستدرک عن علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الاسنیٰ۔

انصاف کی آنکھیں کہاں ہیں، ذرا ایمان کی نگاہ سے دیکھیں یہ سولہ بلکہ سترہ حدیثیں کیسا صاف صاف واشگاف فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نیک امتیوں سے استعانت کرنے ان سے حاجتیں مانگنے، ان سے خیر و احسان طلب کرنے کا حکم دیا کہ وہ تمہاری حاجتیں بکشادہ پیشانی روا کریں گے، ان سے رزق مانگو، تو رزق پاؤ گے، مرادیں پاؤ گے، ان کے دامنِ حمایت میں چین کرو گے، ان کے سایۂ عنایت میں عیش اٹھاؤ گے۔ یارب۔ مگر استعانت اور کس چیز کا نام ہے؟ اس سے بڑھ کر اور کیا صورتِ استعانت ہوگی؟ پھر حضراتِ اولیاء سے زیادہ کون سا امتی نیک و رحم دل ہوگا کہ ان سے استعانت حسن ٹھہر کر اس سے حاجتیں مانگنے کا حکم دیا جائے گا۔

الحمد للہ! حق کا آفتاب بے پردہ و حجاب روشن ہوا۔ جس کی طرف مہربان خدا تعالیٰ کا مہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے امتیوں کو بلا رہا ہے۔ ع

گر بر تو حرام است حرامت بادا

والحمد للہ رب العٰلمین، تیس۳۰ حدیث کا وعدہ بحمد اللہ پورا ہوا

Marfat.com

آخریں تین حدیثیں اور سنے جائیے کہ عدد وتر اللہ عزّ وجلّ کو محبوب ہے۔

حدیث ۳۱۔ کہ فرماتے ہیں حضور پر نور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

اذا ضلّ احدکم شیئًا اواراد عونًا وھو بارضٍ لیس بھا انیسٌ فلیقل یاعباد اللہ! اعینونی۔ یاعباد اللہ اعینونی۔ یاعباد اللہ اعینونی۔ فان للہ عبادًا لا یراھم ؛

جب تم میں کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور مدد چاہے اور ایسی جگہ ہو، جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہیئے یوں پکارے اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں، جنہیں یہ نہیں دیکھتا، وہ اس کی مدد کریں گے۔ والحمد للہ۔ رواہ الطبرانی عن عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالی عنہ ؛

حدیث ۳۲۔ کہ جنگل میں حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے تو یوں ندا کرے:

فلینادِ یاعباد اللہ! احبسوا

ارے اللہ کے بندو! روک دو عباد اللہ اسے روک دیں گے۔ رواہ ابن السنی عن عبد اللہ

Marfat.com

بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ؛

حدیث ۳۳۔ کہ فرماتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، یوں ندا کرے :

اَعینوا یا عباد اللہ ! مدد کرو! اے اللہ کے بندو!

رواہ ابن ابی شیبۃ والبزار عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ؛

یہ حدیثیں کہ تین صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت فرمائیں، قدیم سے اکابر علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی مقبول و مجرّب ہیں، اس مطلب جلیل کی قدرے تفصیل اور ان حدیثوں کی شوکت قاہرہ ملاحظہ کرنا ہو تو فقیر کا رسالہ انہار الانوار من یم الصّلوٰۃ الاسرار (۱۳۰۵ھ) ملاحظہ ہو اور اس سے زائد حدیث اجلّ و اعظم یا محمّد! انّی توجّھتُ بك الی ربّی الخ کے حضور ہے کہ، وہ حدیث صحیح و جلیل و مشہور منجملہ اعظم و اکبر احادیثِ استعانت ہے جس سے ہمیشہ ائمۂ دین مسئلہ استعانت میں استدلال فرماتے رہے اس کی تفصیل بھی فقیر کے مذکورہ بالا اسی رسالے میں مسطور ہے کہ یہاں بہ خوف تطویل ذکر نہ کی۔

اقوالِ عُلماء

Marfat.com

صدہا قول علمائے اہل سنت و ائمۂ ملت کے نہ صرف ایک بار بلکہ بارہا نہ صرف ایک آدھ رسالے بلکہ تصانیف کثیرہ اہل سنت میں ان حضرات مخالفین کے سامنے پیش ہو چکے۔ دیکھ چکے، سن چکے جانچ چکے جن کے جواب سے آج تک عاجز ہیں اور بحولہٖ تعالیٰ قیامت تک عاجز رہیں گے۔

شفاء[1] السقام امام علامہ مجتہد فہامہ سیدی تقی الملۃ والدین علی بن عبد الکافی و کتاب[2] الاذکار امام اجل اکمل سیدی ابوزکریا نووی۔ و احیاء[3] العلوم وغیرہا، تصانیف عظیمہ امام الانام حجۃ الاسلام قطب الوجود محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ و روض[4] الریاحین و خلاصۃ[5] المفاخر و نشر[6] المحاسن وغیرہا تصانیف جلیلہ امام اجل اکرم عارف باللہ فقیہہ محقق عبد اللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ و حصن[7] حصین امام شمس الدین ابو الخیر ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ و مدخل[8] امام ابن الحاج محمد عبدری مکی رحمۃ اللہ علیہ و مواہب[9] لدنیہ و منح محمدیہ امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ و افضل[10] القریٰ لقراء ام القریٰ و جوہر[11] منظم و عقود[12] الجمان وغیرہ تصانیف امام عارف باللہ سیدی ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ و میزان[13] امام اجل عارف باللہ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ و حرز[14] ثمین ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ و مجمع[15] بحار الانوار علامہ طاہر فتنی رحمۃ اللہ علیہ و لمعات[16] التنقیح، و اشعۃ[17] اللمعات و جذب[18] القلوب و مجمع[19] البرکات و مدارج[20] النبوۃ وغیرہا تالیف شیخ الشیوخ علماء الہند مولانا عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ و فتاویٰ[21] خیریہ علامہ خیر الملت والدین رملی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

و[22] مراقی الفلاح علامہ حسن وفائی شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ و[23] مطالع المسرات علامہ فاسی رحمتہ اللہ علیہ و شرح مواہب[24] علامہ محمد زرقانی رحمۃ اللہ علیہ و[25] نسیم الریاض علامہ شہاب الدین خفاجی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہا تصانیف کثیرہ علمائے کرام و سادات اسلام جن کی تحقیق و تنقیح و اثبات و تصریح استمداد و اعانت سے زمین و آسمان گونج رہے ہیں، اگر مطالعہ کرنے کی لیاقت نہ تھی تو کیا تصحیح المسائل و سیف الجبار و بوارق محمدیہ وغیرہا تصانیف نفیسہ عماد السنتہ معین الحق حضرت مولانا فضل رسول قدس سرہ المقبول بھی نہ دیکھیں، یہ تو عام فہم زبان اردو و فارسی میں خاص تمہارے ہی مذہب کے رد میں تصنیف ہوئیں اور بحمد اللہ بارہا مطبوع ہو کر راحت قلوب صادقین و غیظ صدور مارقین ہوائیں، علی الخصوص کتاب جلیل فیوض ارواحِ قدس، جس میں خاندان عزیزی کے صدہا اقوال صریحہ ہیں۔

تصانیف فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ سے کتاب[5] حیات الموات فی بیان سماع الاموات (۱۳۰۵ھ) و رسالہ[6] انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار (۱۳۰۵ھ) و رسالہ[7] انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ (۱۳۴۴ھ) و رسالہ الاہلال لفیض الاولیاء بعد الوصال (۱۳۰۳ھ) و کتاب[9] الامن والعلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء (۱۳۱۱ھ) خصوصاً کتاب[10] مستطاب سلطنتہ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ (۱۲۹۷ھ) وغیرہ میں جابجا بہ کثرت ارشادات و اقوال ائمہ و علماء و اولیائے کرام مذکور۔ یہاں ان کے ذکر

Marfat.com

سے اطالت کی حاجت نہیں اور خود اسی تحریر میں جو اقوال حضرت شیخ محقق و مولانا علی قاری و امام ابن حجر مکی رحمہم اللہ تعالیٰ زیر حدیث ۱۴ مذکور ہوئے دربارۂ استعانت صوفیائے کرام کے اقوال، افعال احوال اعمال سے دفتر بھرے ہیں۔ دریا بہہ رہے ہیں، اس دیدے کی صفائی کا کیا کہنا، ذرا آنکھوں پہ ایمان کی عینک لگا کر حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز کا ترجمہ مشکوٰۃ شریف ملاحظہ ہو کہ اس مسئلے میں حضرات اولیائے کرام قدست اسرارہم سے کیا ذکر کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

آں چہ مروی و محکی است از مشائخ اہل کشف در استمداد از ارواح کمل و استفادہ ازاں خارج از حصر است۔ و مذکور است در کتب و رسائل ایشاں و مشہور است میان ایشاں حاجت نیست کہ آں را ذکر کنیم و شاید کہ منکر متعصب سود نہ کند اور اکلمات ایشاں عافانا اللہ من ذٰلك۔

کاملین کی ارواح سے استمداد و استفادہ کے بارے میں مشائخ اہل کشف سے جو کچھ مروی ہے، وہ حصر سے خارج ہے اور جو کچھ ان کے رسائل و کتب میں مذکور ہے اور ان کے درمیان مشہور ہے اس کے ذکر کی حاجت نہیں، پھر شاید کہ متعصب اور منکر کو

Marfat.com

اس سے فائدہ بھی نہ ہو، اور ہمیں تعصب سے محفوظ رکھے۔ ۱۲ م۔

اللہ اکبر! ان منکرانِ بے دولت کی بے نصیبی یہاں تک پہنچی کہ اکابر علمار و عرفار کو کلمات حضراتِ اولیائے کرام سے انھیں نفع پہنچنے کی امید نہ رہی، اور فی الواقعہ ایسا ہی ہے، یوں نہ مانئے تو آزما لیجئے، ان ہزار در ہزار ارشادات بے شمار سے امتحاناً صرف ایک کلام پاک فرزند دلبند صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کروں جو بہ تصریح اعاظم اولیار سید الاولیار و امام الاصفیار وقطب الاقطاب وتاج الافراد ومرجع الابدال ومقرع الافراد اور بہ اعتراف اکابر علمار امام شریعت و سردار امت ومحی دین وملت ونظام طریقت وبحر حقیقت ومعین ہدایت و دریائے کرامت ہے وہ کون؟ ہاں وہ سید الاسیاد، صاحب المراد، سیدنا و مولانا وملاذنا و ماؤنا وغوثنا وغیثنا حضرت قطب عالم وغوث اعظم سید ابو محمد عبد القادر حسنی حسینی جیلانی صلی اللہ تعالیٰ علی جدہ الاکرام وعلیہ وعلی آلہ وبارک وسلم اور وہ کلام پاک نہ ایسا کہ کسی ایسے ویسے رسالے یا زبانوں پر مشہور ہو، بلکہ اکابر واجلہ ائمہ کرام وعلمائے عظام مثل امام اجل عارف باللہ سید القرار ثقہ ثبت حجت فقیہ محدث راویۃ الحضرت العلیۃ القادریۃ سیدنا امام ابوالحسن نور الدین علی بن جریر لخمی شطنوفی پھر امام اکرم شیخ الفقہار فرد العرفار عالم ربانی حامل لوائے

حکمت یمانی سیدنا امام عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی مکی پھر فاضلِ اجل فقیہہ اکمل، محدث اجل شیخ الحرم المحترم مولانا علی قاری حنفی ہروی مکی دبقیۃ السلف جلیل الشرف صاحب کرامات عالی و برکات معالی مولانا محمد ابو المعالی مسلمی معالی پھر شیخ شیوخ علماء الہند محقق فقیہ عارف نبیہ مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم کبرائے ملت وعظمائے امت قدس اللہ تعالیٰ باسرارھم وافاض علینا من برکاتھم وانوارھم نے اپنی تصانیف جلیلہ جمیلہ معتمدہ مستندہ مثل بہجۃ الاسرار شریف وخلاصۃ المفاخر ونزہتہ الخاطر الفاتر وتحفہ قادریہ واخبار الاخیار وزبدۃ الآثار وغیرہا میں ذکر و روایت فرمایا، کہ حضور پر نور جگر پارۂ شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ فعلیہ وبارک وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

من استغاث بی فی کربۃٍ کشفت عنہ ومن نادٰنی باسمی فی شدۃٍ فرجت عنہ۔ ومن توسل بی الی اللہ فی حاجۃ قضیت حاجتہٗ۔ ومن صلّٰی رکعتین یقرءُ فی کلِّ رکعۃٍ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص احدیٰ عشرۃ مرّۃً ثم	جو کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرے وہ مصیبت دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دفع ہو۔ اور جو اللہ عزوجل کی طرف کسی حاجت میں مجھے وسیلہ کرے وہ حاجت پوری ہو اور جو دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ گیارہ بار سورۂ اخلاص

Marfat.com

يصلّي ويسلّم على رسول الله صلّى الله تعالىٰ عليه وسلّمَ بعد السّلامِ من التشهّدِ احدىٰ عشرةَ مرّةً ويذكرهٗ ثمّ يخطوا الىٰ جهةِ العراقِ احدىٰ عشرةَ خطوةً ويذكر اسمي ويذكرُ حاجتهٗ فانّها تقضىٰ باذن الله تعالىٰ ؛

سے وہ حاجت روا ہو ؛

يقول العبد صدقت یاسیدی یامولائی رضی الله تعالىٰ عنك وعن كلّ من كان لك ومنك ۰ الحمد لله الّذی جعلك وارث ابيك المرسل رحمةً وموليٰ النّعمة. وصلى الله تعالىٰ علىٰ ابيك وعليك وعلىٰ

پڑھے، پھر سلام پھیر کر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر گیارہ بار درود وسلام بھیجے اور حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو یاد کرے پھر بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے اور اپنی حاجت ذکر کرے تو بیشک اللہ وتبارک تعالیٰ کے حکم سے وہ پوری ہوگی۔

بندہ (یعنی احمد رضا خاں) کہتا ہے، اے میرے سردار اور آقا! آپ نے سچ فرمایا اللہ آپ سے راضی ہو اور ہر اس شخص سے جو آپ کے لئے ہو اور آپ سے ہو، تمام تعریفیں اس خدا کو سزاوار ہیں جس نے آپ کو آپ کے باپ رحمت عالم وآقائے نعمت کا وارث

Marfat.com

كل من انتمى اليك و	بنایا ۔ اللہ رحمتیں نازل فرمائے
بارك وسلم وشرف	آپ کے باپ پر اور آپ پر
وكرم ۔ آمين آمين يا	اور ہر اس شخص پر جو آپ کی
ارحم الراحمين ۔ والحمد	طرف منسوب ہوا اور برکتیں،
لله رب العالمين ۔	شرافتیں اور کرامتیں نازل

فرمائے ۔ آمین آمین، یا ارحم الراحمین و الحمد للہ رب العالمین ۔ م ۔

حضرت ابو المعالی قدس سرہٗ العالی کی روایت میں الفاظ کریمہ کشفتُ ۔ فرّجتُ ۔ قضیتُ بصیغۂ متکلم معلوم ہیں ۔ وہ ان کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں :

" عمر بزاز قدس سرہٗ میگوید، من شنیدہ ام از حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ دور گردانم آں کربت استغاثہ کند کشفتُ عنہ ۔ دور گردانم آں کُربت را ازو ۔ وہرکہ در شدّتے بنامِ من ندا کند فرّجتُ عنہ خلاص بخشم اورا ازاں شدّت ۔ وہرکہ در حاجتے توسّل بمن کند در حضرت جلّ وعُلا قضیت لہٗ حاجت اورا برآرم "

علامہ علی قاری بعد ذکر روایت فرماتے ہیں :

وقد جرّب ذلك	بیشک یہ بارہا تجربہ کیا گیا ٹھیک
مرارًا فصحّ رضی الله تعالیٰ	اترا ۔ اللہ تعالیٰ کی رضا
عنه ۔	شیخ پر ہو ۔

فقیر غفرلہ نے اس نماز مبارک کی ترکیب و بعض نکات و لطائف غریب میں ایک مختصر رسالہ مسمّٰی بہ ازھار الانوار من صباء صلوٰۃ الاسرار (۱۳۰۵ھ) اور اس کے ہر ہر فعل کے ثبوت کو کافی، ہر ہر جز کے احادیث کثیرہ و اقوال ائمہ و حکم شرعیہ سے اثبات وافی میں ایک مفصّل رسالۂ نفیسہ مشتمل بر فوائد جلیلہ مسمّٰی بہ انہار الانوار من یمّ صلوٰۃ الاسرار (۱۳۰۵ھ) تصنیف کیا، جس کی خداداد شوکت قاہرہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ وللّٰہ الحمد۔ ایمان سے کہنا یہ وہی اولیاء ہیں، جن پر تم یہ جیتا بہتان اٹھاتے ہو، مگر وہ تو حضرات اولیاء تمھیں منکر متعصب فرما ہی چکے، تم پر ارشاداتِ اولیاء کا کیا اثر ہو۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ عنانِ قلم روکتے روکتے، سخن طویل ہوا جاتا ہے، چند فوائد ضروریہ لکھ کر ختم کیا چاہئے۔

فائدہ ضروریہ:

حضرت امام سفیان ثوری قدس اللہ سرہ النوری کی نقل قول میں مخالف نے ستم کارسازی کو کام فرمایا ہے۔ اصل حکایت شاہ عبدالعزیز صاحب کی فتح العزیز سے سنیئے۔ لکھتے ہیں:

"شیخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ در نمازِ شام امامت میکرد۔ چوں اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ گفت، بے ہوش افتاد، چوں بخود آمد، گفتند

اے شیخ ترا چہ شدہ بود؟ گفت. چوں اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ
گفتم ترسیدم، کہ مرا بگویند، کہ اے دروغ گو چرا
از طبیب دارو می خواہی، واز امیر روزی واز بادشاہ
یاری می جوئی؟ ولہٰذا بعضے از علمار گفتہ اند کہ مرد را باید
کہ شرم کند ازانکہ ہر روز وشب پنج نوبت در مواجہۂ
پروردگار خود استادہ دروغ گفتہ باشد، لیکن دریںجا
باید فہمید، کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد برآں غیر باشد
وادرا مظہر عونِ الٰہی نداند حرام است، واگر التفات محض
بجانب حق است وادرا یکے از مظاہر عون دانستہ ونظر
بہ کارخانۂ اسباب وحکمت او تعالیٰ درآں نمودہ بغیر استعانت
ظاہری نماید، دور از عرفان نخواہد بود۔ ودر شرع نیز جائز
درواست۔ وانبیار واولیار ایں نوع استعانت بغیر
کردہ اند ودر حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست، بلکہ
استعانت بحضرت حق است، لاغیرہٗ

سفیان ثوریؒ نے شام کی نماز میں امامت فرمائی، جب
اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پر پہنچے، بے ہوش ہوکر
گر پڑے، جب ہوش میں آئے تو لوگوں نے دریافت کیا
اے شیخ آپ کو کیا ہوگیا تھا؟ فرمایا، جب اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ
کہا تو خوف ہوا کہ مجھ سے یہ نہ کہا جائے۔ "اے جھوٹے"

Marfat.com

پھر طبیب سے دوا کیوں لیتا ہے، امیر سے روزی اور بادشاہ سے مدد کیوں مانگتا ہے؟ اس لئے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ انسان کو خدا سے شرم کرنی چاہیئے کہ پانچ وقت اس کے حضور کھڑا ہو کر جھوٹ بولتا ہے مگر یہاں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ غیر اللہ سے اس طرح مدد مانگنا کہ اسی پر اعتماد ہو اور اس کو اللہ کی مدد کا مظہر نہ جانا جائے حرام ہے اور اگر توجہ حضرت حق ہی کی طرف ہے اور اس کو اللہ کی مدد کا مظہر جانتا ہے، اور اللہ کی حکمت اور کارخانۂ اسباب پر نظر کرتے ہوئے ظاہری طور پر غیر سے مدد چاہتا ہے تو یہ عرفان سے دور نہیں اور شریعت میں بھی جائز اور روا ہے اور انبیاء اور اولیاء نے ایسی استعانت کی ہے، اور در حقیقت یہ استعانت غیر سے نہیں ہے، بلکہ یہ حضرت حق سے ہی استعانت ہے۔ م۔

مخالف صاحب نے دیکھا کہ حکایت اگر صحیح طور پر نقل کریں تو ساری قلعی کھل جاتی ہے، طبیبوں سے دوا چاہنی، امیروں سے نوکری مانگنی بادشاہو سے مقدمات وغیرہا میں رجوع کرنا سب شرک ہوا جاتا ہے جس میں خود بھی مبتلا ہیں، لہٰذا از طبیب دوا وغیرہ الفاظ کی جگہ یوں بتایا "کہ غیر حق سے مدد مانگوں، مجھ سے زیادہ بے ادب کون ہوگا" تاکہ جاہلوں کے بہکانے کو اسے بہ زور زبان حضرات انبیاء و اولیاء علیہم السلام والثنا سے استعانت

Marfat.com

پر جائیں اور آپ حکیم جی سے دوا کرانے، نواب، راجہ کی نوکریاں کرنے، منصف ڈپٹی کے یہاں نالشیں لڑانے کو الگ بچ جائیں۔ سبحان اللہ کہاں وہ تبتل تام و اسقاط تدبیر و اسباب کا مقام جس کی طرف امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس قول میں ارشاد فرمایا۔ جس کے اہل مریض ہوں، تو دوا نہ کریں۔ بیماری کو کسی سبب کی طرف نسبت نہ فرمائیں۔ عین معرکۂ جہاد میں کوڑا ہاتھ سے گر پڑے تو دوسرے سے نہ کہیں، آپ ہی اتر کے اٹھائیں، اور کہاں مقام شریعتِ مطہرہ و احکام جواز و منع و شرک و اسلام مگران ذی ہوشوں کے نزدیک کمال تبتل و شرک متقابل ہیں، کہ جو اس اعلیٰ درجۂ انقطاع محض و تفویض تام پر نہ ہوا، مشرک ٹھیرایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ٥

ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو، اسی حکایت کے بعد شاہ صاحب نے کیسی تصریح فرمادی، کہ استعانت بالغیر وہی ناجائز ہے کہ اس غیر کو مظہر عونِ الٰہی نہ جانے، بلکہ اپنی ذات سے اعانت کا مالک جان کر اس پر بھروسا کرے، اور اگر مظہر عونِ الٰہی سمجھ کر استعانت بالغیر کرتا ہے، تو شرک و حرمت بالائے طاق، مقام معرفت کے بھی خلاف نہیں۔ خود حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے ایسی استعانت بالغیر کی ہے۔

مسلمانو! مخالفین کے اس ظلم و تعصب کا ٹھکانا ہے، کہ بیمار پڑیں تو حکیم کے دوڑیں، دوا پر گریں، کوئی مارے پیٹے، تو تھانے کو جائیں، رپٹ لکھائیں، ڈپٹی وغیرہ سے فریاد کریں، کسی نے زمین دبالی یا تمسک کا روپیہ نہ دیا تو منصف صاحب مدد کیجو، جج بہادر خبر لیجو، نالش کریں، استغاثہ کہیں غرض

Marfat.com

دنیا بھر سے استعانت کریں اور حصر ایاک نستعین کو اس کے منافی نہ جانیں ہاں انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء سے استعانت کی اور شرک آیا۔ ان کاموں کے وقت آیت کا حصر کیوں نہیں یاد آتا، وہاں تو یہ ہے کہ ہم خاص تجھی سے استعانت کرتے ہیں، کیا مخالفین کے نزدیک خاص تجھی میں بید، حکیم، تھانہ دار، جمعدار، ڈپٹی، منصف، جج وغیرہ سب آگئے، کہ یہ اس حصر سے خارج نہ ہوئے، یا معاذ اللہ آیۂ کریمہ کا حکم ان پر جاری نہیں، یہ خدا کے ملک سے کہیں الگ بستے ہیں وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ؛

غرض مخالفین خود بھی دل میں خوب جانتے ہیں، کہ آیۂ کریمہ میں مطلق استعانت بالغیر کی اصلاً ممانعت نہیں، نہ وہ ہرگز شرک یا ممنوع ہو سکتی ہے، بلکہ استعانت حقیقیہ ہی رب العزۃ جلّ و علا سے خاص فرمائی گئی ہے اور اس کا اختصاص کسی طرح حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے استعانت جائزہ کا منافی نہیں ہو سکتا۔ مگر عوام بیچاروں کو بہکانے اور محبوبانِ خدا کا نامِ پاک ان کی زبان سے چھڑانے کو دیدہ و دانستہ قرآن و حدیث کے معنی بدلتے ہیں تو بات کیا۔ کہ سر کی کھلی اور دل کی بند ہیں پاؤں تلے کی نظر آتی ہے، حکیم جی کو علاج کرتے۔ تھانہ دار کو چوریاں نکالتے نواب راجہ کو نوکریاں دیتے۔ ڈپٹی منصف کو مقدمات بگاڑتے سنبھالتے آنکھوں دیکھ رہے ہیں۔ ان کی امداد و اعانت سے کیوں کر منکر ہوں، اور حضرات علیہ انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء سے جو باطن و ظاہر

Marfat.com

قاہر و باہر مددیں پہنچ رہی ہیں وہ نہ دل کے اندھوں کو سوجھیں اور نہ ہی اپنے نصیبے میں ان کی برکات کا حصہ سمجھیں۔ پھر بھلا کیوں کر یقین لائیں۔ جیسے معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ، کہ ان کے پیشوا ظاہری عبادتیں کرتے کرتے مر گئے۔ کرامات اولیاء کی اپنے میں بو ند نہ پائی۔ ناچار منکر ہو گئے۔ ع

چوں نہ دیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند!

پھر ان حضرات کو ڈپٹی۔ منصف، حکیم سے خود بھی کام پڑتا رہتا ہے۔ ان سے استعانت کیونکر شرک کہیں۔ معٰہذا ان لوگوں سے کوئی کاوش بھی نہیں۔ دل میں آزار تو حضرات انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء سے ہے۔ ان کا نام تعظیم و محبّت سے نہ آنے پائے ان کی طرف کوئی سچی عقیدت سے رجوع نہ لائے۔ سَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ۞

فائدہ مہمّہ

مخالفین بیچارے کم علموں کو اکثر دھوکا دیتے ہیں کہ یہ تو زندہ ہیں فلاں عقیدہ یا معاملہ ان سے شرک نہیں۔ وہ مردہ ہیں، ان سے شرک ہے۔ یا یہ تو پاس بیٹھے ہیں، ان سے شرک نہیں۔ وہ دور ہیں ان سے شرک ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس طرح طرح کے بے ہودہ وسواس۔ مگر یہ سخت جہالت بے مزہ ہے، جو شرک ہے وہ جس کے ساتھ کیا جائے شرک ہی ہوگا۔ اور ایک کے لئے شرک نہیں تو کسی کے لئے بھی شرک

Marfat.com

نہیں ہو سکتا۔ کیا اللہ کے شریک مردے نہیں ہو سکتے، زندے ہو سکتے ہیں، دور کے نہیں ہو سکتے، پاس کے ہو سکتے ہیں، انبیاء نہیں ہو سکتے حکیم ہو سکتے ہیں، انسان نہیں ہو سکتے فرشتے ہو سکتے ہیں۔ حاشا للہ اللہ تبارک تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ تو مثلاً جو بات ندا خواہ کوئی شے جس اعتقاد کے ساتھ کسی پاس بیٹھے ہوئے زندہ آدمی سے شرک نہیں وہ اسی اعتقاد سے کسی دور والے، یا مردے بلکہ اینٹ پتھر سے بھی شرک نہیں ہو سکتی۔ اور جو ان میں سے کسی سے شرک ٹھیرے وہ قطعاً یقیناً تمام عالم سے شرک ہوگی۔ اس استعانت ہی کو دیکھئے کہ جس معنی پر غیر خدا سے شرک ہے یعنی اسے قادر بالذّات و مالک مستقل جان کر مدد مانگنا، بہ ایں معنی اگر دفع مرض میں طبیب یا دوا سے استمداد کرے یا حاجت فقیریں امیر یا بادشاہ کے پاس جائے، یا انصاف کرانے کو کسی کچہری میں مقدمہ لڑائے، بلکہ کسی سے روزمرہ کے معمولی کاموں ہی میں مدد لے، جو بالیقین تمام مخالفین روزانہ اپنی عورتوں، بچّوں، نوکروں سے کرتے کراتے رہتے ہیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ فلاں چیز اٹھا دے یا کھانا پکا دے، یا پانی پلا دے، سب شرک قطعی ہے، کہ جب یہ جانا کہ اس کام کے کر دینے پر انھیں خود اپنی ذات سے بے عطائے الٰہی قدرت ہے تو صریح کفر اور شرک میں کیا شبہ رہا اور جس معنی پر ان سب سے استعانت شرک نہیں یعنی منظہر عونِ الٰہی و واسطہ و وسیلہ و سبب سمجھنا اس معنی پر حضراتِ انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصّلوٰۃ والثنا سے کیوں شرک ہونے لگی۔

Marfat.com

مگر حکیم، امیر، جج، اولاد، نوکر، جوروان سب کو منظہر عون وسبب و وسیلہ جاننا جائز ہے۔ اور ان حضرات عالیہ کو کہ وہ اعلیٰ منظہر و اعظم سبب و افضل وسائل بلکہ منتہی الاسباب وغایۃ الوسائط ونہایۃ الوسائل ہیں، ایسا سمجھنا شرک ہوگیا۔ ہزار تف بریں بے عقلی ونا انصافی۔ غرض پانی وہیں مرتا ہے، کہ جو کچھ غصّہ ہے وہ حضرات محبوبانِ خدا کے بارے میں ہے۔ جورو، یار، بچّے مددگار، نوکر، کارگزار۔ مگر انبیاء و اولیاء کا نام آیا، اور سر پر شرک کا بھوت سوار، یہ کیا دین ہے؟ کیسا ایمان ہے ولاحول ولا قوۃ الّا باللہِ العلیّ العظیم ہ

مسلمین اس نکتے کو خوب محفوظ و ملحوظ رکھیں۔ جہاں ان چالاکوں، عیّاروں کو کوئی فرق کرتے دیکھیں، کہ فلاں عمل یا فلاں اعتقاد فلاں کے ساتھ شرک ہے، فلاں سے نہیں۔ یقین جان لیجئے کہ نرے جھوٹے ہیں۔ جب ایک جگہ شرک نہیں، تو اس اعتقاد سے کسی جگہ شرک نہیں ہو سکتا۔ واللہ الھادی الیٰ طریقٍ سَوِی ؛

فائدہ ضروریہ

مخالفین جب سب طرح عاجز آجاتے ہیں اور کسی طرف راہ مفر نہیں پاتے تو ایک نیا شگوفہ چھوڑتے ہیں کہ صاحبو! ہم بھی اسی استعانت کو شرک کہتے ہیں جو غیر خدا کو قادر بالذات و مالک مستقل بے عطائے الٰہی جان کر کی جائے اور اپنی بات بنانے اور خجلت مٹانے کو ناحق نادار بیچارے

Marfat.com

عوام مومنین پر جتنا بہتان باندھتے ہیں کہ وہ ایسا ہی سمجھ کر انبیار و اولیار سے استعانت کرتے ہیں۔ ہمارا یہ حکم شرک انھیں کی نسبت ہے۔ اس بارے درجے کی بناوٹ کا لفافہ تین طرح کھل جائے گا۔

اولاً صریح جھوٹے ہیں، کہ صرف اسی صورت کو شرک جانتے ہیں، ان کے امام خود تقویۃ الایمان میں لکھ گئے ہیں:

"کہ پھر خواہ یوں سمجھے، کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے، کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہوتا ہے۔"

کیوں اب کہاں گئے وہ جھوٹے وعدے۔ ثانیاً، ان کے سامنے یوں کہیئے، کہ یا رسول اللہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفۂ اعظم، و نائب اکرم و قاسم نعم کیا، دنیا کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، خزانوں کی کنجیاں مدد کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں حضور کے دست مبارک میں رکھیں، روزانہ دو وقت تمام امت کے اعمال حضور کی بارگاہ میں پیش کرائے، یا رسول اللہ میرے کام میں نظر رحمت فرمائیے یا رسول اللہ! اللہ کے حکم سے میری مدد و اعانت فرمائیے۔" اب ان لفظوں میں تو صراحۃً قدرت ذاتی کا انکار اور مظہریت عون الٰہی کی تصریح ہے۔ ان میں تو معاذ اللہ اس ناپاک گمان کی بو بھی نہیں آسکتی۔ یہ کہتے جائیے اور ان صاحبوں کے چہرے کو غور کرتے جائیے۔ اگر بکشادہ پیشانی اسے سنیں اور آثار کراہت و غیظ ظاہر نہ ہوں، جب تو خیر۔ اور اگر دیکھئے کہ صورت بگڑی،

Marfat.com

ناک بھوں سمٹی ۔منہ پر دھوئیں کی مانند تاریکی دوڑی ، تو جان لیجئے کہ دلی آگ اپنا رنگ لائی ع

کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائے گا چلن میں

سبحان اللہ! میں عبث امتحان کو کہتا ہوں ۔ بار ہا امتحان ہو ہی لیا۔ ان صاحبوں میں، نواب دہلوی مصنف ظفر جلیل تھے ۔ حدیث عظیم و جلیل ثابت یا محمّد اِنِّی توَجّھتُ بِکَ اِلیٰ رَبِّی فِی حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقضیٰ لِیْ ، کہ صحاح ستّہ سے تین صحاح ، جامع ترمذی ، سُنن نسائی سنن ابن ماجہ میں مروی اور اکابر محدثین مثل امام ترمذی و امام طبرانی و امام بیہقی و ابوعبداللہ حاکم و امام عبدالعظیم منذری وغیرہم اسے صحیح فرماتے آئے جسے خود حضور پر نور سیّد یوم النشور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے قضائے حاجت کے لئے تعلیم ، اور صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے زمانہ اقدس اور حضور کے بعد زمانہ امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاجت روائی کا ذریعہ بنایا ، اس میں کیا تھا ۔یہی نہ کہ یارسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجّہ کرتا ہوں کہ وہ میری حاجت روا فرمائے اس میں معاذ اللہ ، قدرت بالذات کی کہاں بو تھی جو نواب صاحب کو پسند نہ آئی ، کہ نہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد کا پاس نہ صحابہ وتابعین کی تعلیم و عمل کا لحاظ ۔ نہ اکابر حفاظ حدیث کی تصحیح کا خیال ، سخت ڈھٹائی کے ساتھ حاشیہ ظفر جلیل پر حدیث صحیح کو بزور زبان و زور بہتان رد کرنے کے لئے عقل و شرع کی قید سے نکل بے دھڑک بے پر کی اڑا دی

Marfat.com

کہ یہ حدیث قابل حجت نہیں۔ اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون ہ

اس واقعۂ عبرت خیز کا بیان ہمارے رسالہ انھار الانوار میں ہے

اب دیکھئے، کہ نہ فقط اولیاء بلکہ خود حضور پر نور سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصّلوٰۃ والثنا سے استعانت جائزہ محمودہ، خود حضور اقدس کی فرمودہ صحابہ و تابعین کی معمولہ و مقبولہ صحیح حدیث میں ان لوگوں کا یہ حال ہے۔

قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہ

ثالثاً سب جانے دو۔ سرے سے یہ ناپاک ادّعا ہے کہ بندگان خدا محبوبانِ خدا کو قادر مستقل جان کر استعانت کرتے ہیں، ایک ایسی سخت بات ہے جس کی شناعت پر اطلاع پاؤ تو تو توں تمھیں توبہ کرنی پڑے اہل لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر بدگمانی حرام، اور ان کے کلام کو جس کے صحیح معنی بے تکلف درست ہوں خواہی نخواہی معاذ اللہ معنئ کفر کی طرف ڈھال لے جانا قطعاً گناہ کبیرہ ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ہ

اے ایمان والو! بہت گمانوں کے پاس نہ جاؤ۔ بیشک کچھ گمان گناہ ہیں۔

اور فرماتا ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ

پیچھے نہ پڑ اس بات کے جو تجھے تحقیق نہیں۔ بیشک کان، آنکھ دل سب سے سوال ہونا ہے

عَنۡهُ مَسۡـُٔوۡلًا ۝

اور فرماتا ہے:

لَوۡلَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡهُ ظَنَّ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بِاَنۡفُسِهِمۡ خَيۡرًا ۝	کیوں نہ ہوا، کہ جب تم نے اسے سنا تو مسلمان مردوں عورتوں نے اپنی جانوں یعنی اپنے بھائی

مسلمانوں پر نیک گمان کیا ہوتا۔

اور فرماتا ہے:

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنۡ تَعُوۡدُوۡا لِمِثۡلِهٖۤ اَبَدًا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۝	اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب ایسا نہ کرنا اگر ایمان رکھتے ہو:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اِيَّاكُمۡ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكۡذَبُ الۡحَدِيۡث	گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔

رواہ مالك والبخاری ومسلم وابو داؤد والترمذی۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

افلا شققت عن قلبہ۔	تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا؟

رواہ مسلمٌ وغیرہ

علمائے کرام فرماتے ہیں، کلمہ گو کے کلام میں اگر ننانوے [99] معنی کفر

کے نکلیں، اور ایک تاویل اسلام کی پیدا ہو تو واجب ہی اسی تاویل کو اختیار کریں اور اسے مسلمان ٹھیرائیں کہ حدیث میں آیا ہے :

الاسلام یعلوا ولا یعلی اسلام غالب رہتا ہے اور مغلوب نہیں کیا جاتا۔ رواہ الرویانی والدارقطنی والبیھقی والضیا والخلیل عن عائذ بن عمرو والمزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نہ کہ بلا وجہ منہ زوری سے صاف ظاہر، واضح معلوم معروف معنی کا انکار کر کے اپنی طرف سے ایک ملعون مردود مصنوع مطرود احتمال گھڑیں اور اپنے لئے علم غیب اور اطلاع حال کا دعویٰ کر کے زبردستی وہی ناپاک مراد مسلمانوں کے سر باندھیں۔ قیامت تو نہ آئے گی۔ حساب تو نہ ہوگا، ان بہتانوں طوفانوں پر بارگاہ قہار سے مطالبۂ جواب تو نہ ہوگا۔ ہاں ہاں جواب تیار کر رکھو، اس سخت وقت کے لئے جب مسلمانوں کی طرف سے جھگڑتا آئے گا لا الٰہ الا اللہ ہاں اب جانا چاہتے ہیں ستمگر لوگ کہ کس پلٹے پر پلٹا کھاتے ہیں۔ یوں اعتبار نہ آئے۔ تو اپنے کذب کا امتحان کر لو۔ اہل استعانت سے پوچھو تو کہ تم انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثنا کو عیاذاً باللہ خدا یا خدا کا ہمسر یا قادر بالذات یا معین مستقل جانتے ہو۔ یا اللہ عزوجل کے مقبول بندے، اس کی سرکار میں عزت و وجاہت والے، اس کے حکم سے اس کی نعمتیں بانٹنے والے مانتے ہو، دیکھو تو تمھیں کیا جواب ملتا ہے۔

Marfat.com

امام علامہ خاتمۃ المجتہدین تقی الملۃ والدین فقیہ محدث ناصر السنۃ ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب مستطاب شفاء السقام میں استمداد و استعانت کو بہت احادیث صریحہ سے ثابت کر کے ارشاد فرماتے ہیں:

لیس المراد نسبۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی الخلق والاستقلال بالافعال ھذا لا یقصدہ مسلم فصرف الکلام الیہ ومنعہ من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام الموحدین ۔	یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور انور کو خالق اور فاعل مستقل ٹھیراتے ہوں ۔ یہ تو اس معنی پر کلام کو ڈھال کر استعانت سے منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے ۔

صدقت یا سیدی جزاک عن الاسلام والمسلمین خیرًا ۔ امین ۔

فقیہ محدث علامہ محقق عارف باللہ امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی کتاب افادت نصاب جوہر منظم میں حدیثوں سے استعانت کا ثبوت دے کر فرماتے ہیں:

فالتوجہ والاستغاثۃ بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا

Marfat.com

ولغيره ليس لهما معنى في قلوب المسلمين غير ذلك ولا يقصد بهما احد منهم سواه فمن لم ينشرح صدره لذلك فليبك على نفسه نسأل الله العافية والمستغاث به في الحقيقة هو الله والنبي صلى الله تعالى عليه واسطة بينه وبين المستغيث. فهو سبحنه مستغاث به والغوث منه خلقا وايجادا والنبي صلى الله تعالى عليه وسلم مستغاث والغوث منه سببا وكسبا ٭

حضور اقدس کے سوا اور انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثنا کی طرف توجہ اور ان سے فریاد کے یہی معنی مسلمانوں کے دل میں ہیں۔ اس کے سوا کوئی مسلمان اور معنی نہیں سمجھتا ہے۔ نہ قصد کرتا ہے۔ تو جس کا دل اسے قبول نہ کرے۔ وہ آپ اپنے حال پر روئے۔ ہم اللہ تبارک تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں۔ حقیقتاً فریاد اللہ عزوجل کے حضور ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے اور اس فریادی کے بیچ میں وسیلہ و واسطہ ہیں۔ تو اللہ عزوجل کے حضور فریاد ہے اور اس کی فریاد رسی یوں ہے کہ مراد کو خلق و ایجاد کرے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور فریاد ہے اور حضور کی فریاد رسی یوں ہے کہ حاجت روائی کے سبب ہوں اور اپنی رحمت سے وہ کام کریں جس کے باعث

Marfat.com

اس کی حاجت روا ہو۔

مخالف کو کریما کا مصرعہ یاد رہا کہ :

ندارم غیر از تو فریاد رس

اور وہ بیشک حق ہے جس کے معنی ہم اوپر بیان کر آئے مگر یہ یاد نہ آیا کہ اس کے کبرائے طائفہ کے اکابر و عمائد حضور پر نور سیدنا و مولانا و غوثنا و ماوینا حضرت غوث اعظم غوث الثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیٰ جدہ الکریم و آبائہ الکرام وعلیہ وعلیٰ مریدیہ ومحبیہ وبارک وسلم کو فریاد رس مان رہے ہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب لمعات میں لکھتے ہیں :

"امروز اگر کسے را مناسبت بروح خاص پیدا شود، واز آں جا فیض بردارد غالباً بیروں نیست ازآنکہ ایں معنی بہ نسبت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باشد یا بہ نسبت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ یا بہ نسبت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

آج اگر کسی کو روحِ خاص سے مناسبت پیدا ہو جائے اور وہ وہاں سے فیض یاب ہو تو غالباً بعید نہیں کہ یہ کمال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مناسبت سے حاصل ہوا ہوگا، یا بہ نسبت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملا ہوگا۔ م۔

شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر عزیزی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کی محبوبیت بیان کر کے فرماتے ہیں :

" ایں مرتبہ از اں مراتب است کہ ہیچ کس را از بشر نہ داده اند۔ مگر بہ طفیل ایں محبوب برخے از اولیائے امّت او را شمۂ محبوبیت آں نصیب شده و مسجود خلائق و محبوب دلہا گشتہ اند مثل حضرت غوث الاعظم و سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا ر قدس اللہ سرہما ":

یہ وہ مرتبہ ہے جو کسی انسان کو نصیب نہ ہوا، ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے اس کا کچھ حصہ اولیائے امّت تک پہنچا، پھر یہ حضرات اس کی برکت سے مسجود خلائق اور محبوب قلوب ہوئے جیسے حضرت غوث الاعظم اور سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا ر قدس اللہ سرہما۔ — م۔

مرزا مظہر جانجاناں اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں :

" آنچہ در تاویل قول حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ قدمی ھٰذہ علیٰ رقبۃ کلّ ولی اللہ نوشتہ اند "

انھیں کے ملفوظات میں ہے :

" التفات غوث الثقلین بحال متوسّلان طریقہ علیہ ایشاں بسیار معلوم باشد۔ با ہیچ کس از اہل ایں طریقہ

ملاقات نشدہ، کہ توجہ مبارک آں حضرت بحالش مبذول نیست :

غوث الثقلین کی توجہ اپنے سلسلے سے وابستہ حضرات کی طرف بہت معلوم ہوتی ہے۔ آپ کے سلسلے کے کسی ایسے شخص سے ملاقات نہ ہوئی جو آپ کی توجہ سے محروم ہو۔

-م-

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی سیف المسلول میں لکھتے ہیں۔ :

"فیوض و برکات کارخانہ ولایت اول بریک شخص نازل میشود، وازاں تقسیم شدہ بہریک از اولیائے عصر میرسد وبہ ہیچ کس از اولیاء اللہ بے توسط او فیضے نمی رسد۔ ایں منصب عالی تا وقت ظہور سید الشرفاء حضرت غوث الثقلین محی الدین عبد القادر الجیلانی بروح حسن عسکری علیہ السلام متعلق بودہ چوں حضرت غوث الثقلین پیدا شد، ایں منصب مبارک بوے متعلق شد۔ وتا ظہور محمد مہدی ایں منصب بروحِ مبارک حضرت غوث الثقلین متعلق باشد ولہذا اں حضرت قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کلِّ ولی اللہ فرمودہ۔ وقول حضرت غوث الثقلین اخی وخلیلی کان

موسیٰ بن عمران نیز برآں دلالت دارد۔

۔ کارخانۂ ولایت کے فیوض پہلے ایک شخص پر نازل ہوئے، پھر اس سے منقسم ہو کر ہر زمانے کے اولیار کو ملے اور کسی ولی کو ان کے توسط کے بغیر فیض نہ ملا۔ حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظہور سے قبل یہ منصب عالی حسن عسکری علیہ السلام کی روح سے متعلق تھا، جب غوث الثقلین پیدا ہوئے تو یہ منصب آپ سے متعلق ہوا، اور محمد مہدی کے ظہور تک یہ منصب حضرت غوث الثقلین کی روح سے متعلق رہے گا۔ اس لئے آپ نے فرمایا، "میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔" پھر غوث پاک کا یہ قول "میرے بھائی اور دوست موسیٰ بن عمران تھے" بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔" م ۔

یہ سب ایک طرف، خود امام الطائفہ، میاں اسمٰعیل دہلوی صراط المستقیم، میں اپنے پیر کا حال لکھتے ہیں:

"روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین، وجناب حضرت خواجہ بہا رالدین نقشبند متوجہ حالِ حضرت ایشاں گردیدہ۔" اسی میں ہے

"شخصیکہ در طریقۂ قادریہ قصد بیعت می کند البتہ او را در جناب حضرت غوث الاعظم اعتقادے عظیم بہم میرسد۔"

Marfat.com

الیٰ قولہ۔ کہ خود را از زمرۂ غلامانِ آں جناب می شمارد، اھ ملخصا۔ اسی میں ہے۔" اولیائے عظام مثل حضرت غوث الاعظم و حضرت خواجۂ بزرگ الخ۔

حضرت غوث الثقلین اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی ارواح مبارکہ ان کے حال پر متوجہ تھیں، اسی میں ہے کہ ایک شخص نے قادری طریقے میں بیعت کا ارادہ کیا، یعنیً اس کو جناب حضرت غوث الثقلین میں بہت گہرا اعتقاد تھا، الیٰ قولہ، خود کو آں جناب کے غلاموں میں شمار کیا، اسی میں ہے۔ اولیائے عظام جیسے غوث پاک رضی اللہ عنہ، اور حضرت خواجہ بزرگ۔

یہی امام الطائفہ اپنی تقریر ذبیحہ مندرج مجموعۂ زبدۃ النصائح میں لکھتے ہیں:

"اگر، شخصے بزے را خانہ پرورکند، تا گوشت او خوب شود واورا ذبح کردہ و پختہ فاتحہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خواندہ بخوراند، خللے نیست۔"

اگر کوئی شخص کوئی بکرا گھر میں پالے تا کہ اس کا گوشت اچھا ہو جائے، اور اس کو ذبح کر کے پکا کر غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دلائے اور لوگوں کو کھلائے تو کوئی خلل نہیں۔ م۔

Marfat.com

ایمان سے کہیو۔ غوث الاعظم کے یہی معنی ہوئے کہ سب سے بڑے فریادرس، یاکچھ اور، خدا کو ایک جان کر کہنا غوث الثقلین، یہی ترجمہ ہوا، کہ جن و بشر کے فریادرس، یاکچھ اور، پھر یہ کیسا کھلا شرک تمھارا امام اور اس کا سارا خاندان بول رہا ہے۔ قول کے سچے ہو، تو ان سب کو ذرا جی کڑا کر کے مشرک بے ایمان کہہ دو، ورنہ شریعت کیا ان کی خانگی ساختہ ہے، کہ فقط باہر والوں کے لئے خاص ہے۔ گھر والے سب اس سے مستثنیٰ ہیں۔

افسوس اس امام کی تلوّن مزاجیوں نے طائفہ کی مٹی اور بھی خراب کی ہے۔ آپ ہی تو شرک کا قانون سکھائے جس کی بنا پر طائفہ کے نواب بھوپالی بہادر دبی زبان سے کہہ بھی گئے، غوث اعظم یا غوث الثقلین کہنا شرک سے خالی نہیں۔ اور آپ ہی جب تلوّن کی لہر آئے تو اپنی موج میں آکر انھیں گھرے میں دھکا دے اور خود دور کھڑا ٹھٹھے لگائے کہ اِنّی بریٔ مِنْکَ اِنّی اخافُ اللّٰہَ رَبَّ العالمین o اب یہ بیچارے رویا کریں ؎

اپنا بیڑا کھے گئے اور ہو گئے ندیا پار
بانھہ نہ میری تھام لی سو آن پڑے منجدھار

کون سنتا ہے۔ الحق ؎

دوگونہ رنج و عذاب است جانِ مجنوں را
بلائے صحبتِ لیلیٰ و فرقتِ لیلیٰ

Marfat.com

ضعف الطالب والمطلوب ۞ لبئس المولیٰ ولبئس العشیر ۞ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔ نعم المولیٰ ونعم النصیر ۞ والحمد للہ رب العالمین وقیل بعدًا للقوم الظلمین ۞ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سید المرسلین غوث الدنیا وغیاث الدین سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین آمین ۞

الحمد للہ کہ یہ نہایت اجمالی جواب اور اتنے اجمال پر کافی ووافی موضح صواب چند جلسات میں ۱۶ شعبان المعظم روز مبارک جمعہ ۱۳۱۱ھ ہجریہ قدسیہ کو بوقت عصر تمام اور بلحاظ تاریخ برکات الامداد لاھل الاستمداد نام ہوا۔ نفعنی اللہ بہ وبسائر تصانیفی والمسلمین فی الدارین ۱۳۱۱ بالنفع الدائم۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد والہ وصحبہ وسلم۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

تمت

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

Marfat.com

اَبَرُّ الْمَقَال

○

علماء کرام و اولیاء عظام کے تبرکات
اور آستانوں کو بوسہ دینے کا بیان

Marfat.com

تقدیم

علمائے کرام و اولیائے عظام سے عقیدت و محبت ان کے تقرب الی اللہ کی وجہ سے ہی ہوتی ہے، یہ محبت قلبی بھی ہوتی ہے اور ظاہری بھی، کیونکہ ظاہر باطن کا آئینہ ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر دو قسم کی محبت رکھتے تھے، حضرت سواد رضی اللہ عنہ جب عین دشمن کے روبرو تھے اور جامِ شہادت ان کے بہت قریب تھا، اس وقت بھی انھوں نے اگر تمنا کی تو یہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اقدس کو بوسہ دیں، پھر جسد اقدس ہی نہیں بلکہ آپ سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کے ساتھ یہی طریقۂ ادب و احترام جاری رہا، پھر آپس میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین و تبع تابعین و اولیائے کاملین بھی اسی راہ پر چلے، اس کی اصل ہماری شریعت میں حجر اسود کو بوسہ دینا ہے، سبیل مومنین یہی ہے، اس میں شرک و کفر کا شائبہ تک نہیں، خواہ مخواہ مسلمانوں کی نیت پر شبہ

Marfat.com

کرنا کہاں کی دیانت داری اور دانشوری ہے۔ اس طرزِ عمل کا فائدہ اس کے سوا اور کیا ہوگا، کہ لوگ جو دین سے پہلے ہی دور ہیں مزید دور ہو جائیں؟

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالے میں، اسی مسئلے کو نہایت ہی لطیف پیرائے میں مدلل بیان فرمایا ہے، اس کا تاریخی نام:

اَبَرُّ المقال فی قُبْلَۃِ الاِجلال ہے، جس کا ترجمہ ہے، تعظیم کے لئے بوسہ دینے میں صحیح ترین قول،

مرتّب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم ط

مسئلہ: ۱۳ رذی الحجہ ۱۳۰۸ھ از سورت کٹھور مسجد پر ب مرسلہ مولوی عبدالحق صاحب واز علی گڑھ مدرسہ مولانا مولوی لطیف اللہ صاحب مرسلہ مولوی سندھی صاحب، طرفہ ایں کہ از ہر دو جا بوقت واحد سوال آمد :-

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہذا میں کہ شہر مورس میں قبلہ رخ کی دیوار کے ساتھ محراب کے متصل بیت اللہ شریف کے غلاف کا ٹکڑا دو گز لمبا اور سوا گز چوڑا لٹکا ہوا ہے اور وہاں کے باشندے، میمن وغیرہ سب سوداگر لوگ خاص وعام بعد فراغ پنجگانہ کے اس ٹکڑے کو بوسہ دیتے ہیں اور بعد نماز جمعہ کے تو بوجہ کثرت نمازیوں کے بوسہ دینے میں بہت ہی ہجوم کرتے ہیں۔ کوئی چار بوسہ دیتا ہے، کوئی زیادہ کوئی کم، جیسا کسی کا موقع لگا، ویسا ہی اس نے کیا اور کوئی ہجوم اور کثرت کی وجہ سے محروم بھی رہ جاتا ہے اور اس امر میں اس کو معظم چیز سمجھ کر کمال کوشش کرتے ہیں۔ کسی قدر جاننے والے لوگ تو تعظیم کا بوسہ دیتے ہیں، اور عوام کا حال معلوم نہیں کہ وہ کیا سمجھ کر بوسہ دیتے ہیں، دوسرے کی دیکھا دیکھی اس

Marfat.com

میں بہت مبالغہ کرتے ہیں۔ آیا یہ امر شرعاً موجب ثواب ہے یا کسی امر خارجی کی وجہ سے مستوجب عذاب ہے۔ بینوا توجروا +

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بوسۂ تعظیم شرعاً وعرفاً انحائے[1] تعظیم سے ہے۔ اسی قبیل سے ہے بوسۂ آستانہ کعبہ وبوسۂ مصحف وبوسۂ نان وبوسۂ دست وپائے علمار واولیار وکل ذالک مصرح بہ فی الکتب کالدر المختار وغیرہ من معتمدات الاسفار اور خود احادیث کثیرہ میں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا دست وپائے اقدس حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومہر نبوت کو بوسہ دینا وارد۔ کما فصلنا بعضہ فی کتابنا۔ البارقۃ الشارقۃ علیٰ مارقۃ المشارقۃ ومانحن فیہ سے اقرب واوفق حدیث عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے کہ انھوں نے منبر انور سرور اطہر صلی اللہ علیہ وسلم سے موضع جلوس اقدس کو مس کرکے اپنے چہرے سے لگایا، رواہ ابن سعد فی طبقاتہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے مروی کہ رمانہ منبر اعظر کو جو مزار

---

[1] تعظیم کی قسموں میں سے ہے۔ م ۱۲ ردتی۔ م۔

اقدس و اظہر پر ہے، یعنی اس کے بازو پر جو گول شکل کا ایک کنگرہ سا بنا دیتے ہیں، اسے داہنے ہاتھ سے مس کر کے دعا مانگا کرتے۔ امام قاضی عیاض رفعت روحہ فی روح الریاض شفا شریف میں فرماتے ہیں:

قال نافع کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یسلم علی القبر رائیتہ مائۃ مرۃ او اکثر یجیئی الی القبر فیقول السلام علی النبی السلام علی ابی بکر ثم ینصرف ورئی واضعا یدہ علی مقعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من المنبر ثم وضعہا علی وجہہ وعن ابن قسیط والعتبی کان اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا خلا المسجد جسوا برمانۃ المنبر التی علی القبر بمیامنہم ثم

نافع نے کہا میں نے ابن عمرؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کو سلام کرتے ہوئے سو مرتبہ یا اس سے بھی زائد دیکھا۔ آپ قبر پر تشریف لاتے اور کہتے نبی علیہ السلام اور ابوبکر کو سلام ہو، پھر واپس چلے جاتے اور یہ بھی دیکھا گیا کہ منبر پر حضور کے بیٹھنے کی جگہ کو مس کر کے اپنے چہرے پر لگاتے تھے اور ابن قسیط اور عتبی سے مروی ہے کہ جب مسجد خالی ہو جاتی تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کنگرے کو اپنے داہنے ہاتھ سے چھوتے تھے جو قبر انور پر ہے، پھر قبلہ رو ہو کر دعا

Marfat.com

استقبلوا القبلة یدعون ۔ مانگتے تھے۔ م۔

غرض شرعاً وعرفاً معلوم ومعروف کہ جس چیز کو معظم شرعی سے شرف حاصل ہو، اس کا وہ شرف بعد انتہائے مماستت[1] بھی باقی رہتا ہے اور اس کی تعظیم اس معظم کی انحائے تعظیم سے گنی جاتی ہے اور معاذاللہ اس کی توہین اس معظم کی توہین۔ تاج سلطان کو مثلاً زمین پر ڈالنا صرف اسی وقت اہانت سلطان نہ ہوگا جبکہ وہ اس کے سر پر رکھا ہو، بلکہ جدا ہونے کی حالت میں بھی ہر عاقل کے نزدیک یہی حکم ہے۔ یوں ہی تعظیم شفا شریف میں ہے:

من اعظامه واكباره صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم اعظام جميع اسبابه واكرام مشاهده وامكنته ومكة والمدينة ومعاهده وما لمسه علیه الصلوٰة والسلام او عرف به صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ۔

آپ کی تعظیم وتکریم کے طریقوں میں سے آپ کے تمام متعلقات ومقامات، مکہ ومدینہ اور ہر اس چیز کی تعظیم ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوا ہو یا اس کا تعلق آپ سے معروف ہو۔ م۔

اور بے شک تعظیم منسوب بلحاظ نسبت تعظیم منسوب الیہ ہے

---

[1] جسم سے منقطع ہونے کے بعد بھی۔ م۔

Marfat.com

اور بے شک کعبہ شعائر اللہ ہے تو تعظیم غلاف تعظیم کعبہ و تعظیم شعائر اللہ شرعاً مطلوب:

ومن یعظم شعائر اللہ	اور جو اللہ کے شعائر کی تعظیم،
فانہا من تقوی القلوب ؛	کرے گا تو یہ دلوں کی پرہیزگاری

کے باعث ہوگی۔ م۔

بلکہ نظر ایمانی سے مس ولمس کی بھی تخصیص نہیں، جس شے کو معظم شرعی سے کسی طرح نسبت ہے، واجب التعظیم و مورث محبت ہے ولہٰذا بلدۂ طیبہ مدینہ سکینہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیتہ کے در و دیوار کو تبرکاً مس کرنا اور بوسہ دینا اہل حب و ولا کا دستور اور کلمات ائمہ و علماء میں مسطور، اگرچہ ان عمارات کا زمانۂ اقدس میں وجود ہی نہ ہو شرفِ مس سے تشرف در کنار، وللہ در من قال ؎

امر علی الدیار دیار لیلی

اقبل ذا الجدار و ذا الجدارا

وما حب الدیار شغفن قلبی

ولکن حب من سکن الدیارا

کسی نے کیا خوب کہا ہے،

(ترجمہ اشعار) میں لیلی کے شہر پر گذرتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو اور یہ شہر کی محبت نہیں جو میرے دل پر محیط ہے، یہ تو شہر والوں کی محبت ہے۔

Marfat.com

شفا شریف میں ہے:

وجدیر لمواطن اشتملت تربتہا علی جسد سید البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدارس ومساجد ومشاھد ومواقف ان تعظم عرصاتہا وتنسم نفحاتہا وتقبل ربوعہا وجدرانہا اھ ملخصا۔

وہ مقامات جن کا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے تعلق ہے، ان کے مدارس ان کی مساجد، مشاہد، مواقف تعظیم کئے جانے کے لائق ہیں۔ ان کی ہواؤں کو سونگھنا اور ان کے گھروں اور دیواروں کو چومنا چاہیئے

پھر فرمایا:

یا دار خیر المرسلین ومن بہ
ھدی الانام وخص بالآیات
عندی لاجلک لوعۃ وصبابۃ
وتشوق متوقد الجمرات
وعلی عھدان ملأت محاجری
من تلکم الجدرات والعرصات
لاعفرن مصون شیبی بینہا
من کثرۃ التقبیل الرشفات

ترجمہ اشعار: اے تمام رسولوں میں بہتر رسول، مخلوق کے ہادی اور معجزات سے مؤید نبی کے گھر! مجھے تجھ سے عشق

Marfat.com

دمحبت ہے جس کی چنگاریاں روشن ہیں اور اگر تو اپنے صحنوں اور دیواروں سے میری آنکھوں کو پرنم کردے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنے سپید بالوں کو دیواروں کے بوسوں کی کثرت سے خاک آلود کرلوں گا۔ م۔

اس سے بھی ارفع واعلیٰ واضح واجلیٰ یہ ہے کہ طبقۃً فطبقۃً، شرقاً غرباً، عجماً عرباً علمائے دین وآئمہ معتمدین نعل مطہر وروضۂ معطر حضور سیّد البشر علیہ افضل الصّلوٰۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے، کتابوں میں تحریر فرماتے آئے، اور انھیں بوسہ دینے اور آنکھوں سے لگانے سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے۔ علامہ ابوالیمن ابن عساکر و شیخ ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن خلف سلمی وغیرہما علمار نے اس باب میں مستقل تالیفیں کیں، اور علّامہ احمد مقرّی کی فتح المتعال فی مدح خیر النعال اس مسئلے میں اجمع وانفع، تصانیف ہے، جزاھم ربھم جزاءً حسناً ورزقھم ببرکۃ خیر النعال امناوسکنا آمین۔

محدث علامہ فقیہہ ابوالربیع سلیمٰن بن سالم کلاعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یا ناظر تمثال بنیہ
قبل مثال النعل لا متکبرا

اے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشۂ نعل مبارک دیکھنے والے اس نقشے کو بوسہ دے بے تکبّر کے۔

Marfat.com

قاضی شمس الدین عبداللہ رشیدی فرماتے ہیں۔ ؎

لمن قد مس شکل نعال طٰہٰ
جزیل الخیر فی یوم المآب
وفی الدنیا یکون بخیر عیش
وعزّ فی الھناء بلا ارتیاب
فبادر والثم الآثار منھا
بقصد الفوز فی یوم الحساب

نقشہ نعل طٰہٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مس کرنے والے کو قیامت میں خیر کثیر ملے گی اور دنیا میں یقیناً نہایت اچھے عیش وعزت وسرور میں رہے گا تو روز قیامت مراد ملنے کی نیت سے جلد اس اثر کریم کو بوسہ دے۔

شیخ فتح اللہ بیلونی حلبی معاصر علامہ مقری نعل مقدس سے عرض کرتے ہیں ؎

فی مثلك یا نعال اعلی النجبا
اسرار بیمنھا شھدنا العجبا
من مرغ خدہ بہ مبتھلا
قد قام لہ ببعض ماقد وجبا

اے سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعل مبارک، تیرے نقشے میں وہ اسرار ہیں جن کی عجیب

Marfat.com

برکتیں ہم نے مشاہدہ کیں جو اظہار عجز و نیاز کے ساتھ اپنا رخسارہ اس پر رگڑے وہ بعض حق اس نقشہ مقدسہ کے جو اس پر واجب ہیں۔ ادا کرے۔

وہی فرماتے ہیں۔ ؎

مثال نعل بوطی المصطفیٰ سعدا
فامن دالی لثمہ بالذل منک یدا
واجعلہ منک علی لعینین معترفا
بحق توقیرہ بالقلب معتقدا
وقبلہ راعلن بالصلوٰۃ علی
خیرالانام وکرر ذاک مجتھدا

یہ نقشہ اس نعل مبارک کا جو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم سے ہمایوں ہوئے تو اس کے بوسہ دینے کو تذلل کے ساتھ ہاتھ بڑھا اور زبان سے وجوب توقیر کا اقرار اور دل سے اعتقاد کرتا ہوا اسے آنکھوں پر رکھ اور بوسہ دے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہ اعلان درود بھیج اور کوشش کے ساتھ اسے بار بار بجالا۔

سید محمد موسیٰ حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح فرماتے ہیں ؎

مثال نعال المصطفیٰ اشرف الوریٰ
بہ مورادل یبتغی عنہ مصدرا

Marfat.com

فقبلہ لثماوا مسح الوجہ موقنا

بینہ صدق تلق ماکنت مضمرا

مصطفیٰ اشرف الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشۂ نعل اقدس میں وہ مقام حضور ہے جس سے تو رجوع نہ چاہے، تو اسے یقین اور سچی نیت کے ساتھ چہرے سے لگا، دل کی مراد پائے گا۔

محمد بن فرج سبتی فرماتے ہیں ؎

فمن قبلتہا مثل نعل کریمۃ

بتقبیلھا یشفیٰ سقام من اسمہ استشفیٰ

اے میرے منہ اسے بوسہ دے یہ نعل کریم کا نقشہ ہے اس کے بوسے سے شفا طلب کر، مرض دور ہوتا ہے۔

علامہ احمد بن مقری تلمسانی صاحب فتح المتعال فرماتے ہیں ؎

اکرم بتمثال حکے نعل من

فاق الوریٰ بالشرف الباذخ

طوبیٰ لمن قبلہ منباء

یلثمہ عن حبہ الراسخ

کس قدر معزز ہے ان کی نعل مقدس کا نقشہ جو اپنے شرف عظیم میں تمام عالم سے بالا ہیں، خوشی ہو اسے جو اسے بوسہ دے اپنی راسخ محبت ظاہر کرتا ہوا۔

Marfat.com

علامہ ابو الیمن ابن عساکر فرماتے ہیں ؎

الثم ثری الاثر الکریم فحبذا

ان غزت منہ بلثم ذا التمثال

نعل مبارک کی خاک پر بوسہ دے کر اس کے نقشے ہی کو بوسہ دینا تجھے نصیب ہو تو کیا خوب بات ہے۔

علامہ ابو الحکم مالک بن عبد الرحمٰن بن علی مغربی جنھیں علامہ عبد الباقی زرقانی نے شرح مواہب شریف میں احد فضلاء المغاربہ، کہا اپنے قصیدے میں فرماتے ہیں ؎

مثال لنعلی من احب ھویتہ

فھا انا فی یومی ولیلی لاثمہ

میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعلین مبارک کو دوست رکھتا اور رات دن اسے بوسہ دیتا ہوں۔

امام ابوبکر احمد ابن امام محمد بن عبد اللہ بن حسین انصاری قرطبی فرماتے ہیں ؎

ونعل خضعنا ھیبۃ لبھائھا وان

متی نخضع لھا ابدا نعلوا

نفعھا علی اعلی المفارق انھا

حقیقتھا تاج وصورتھا نعل

اس نعل مبارک کے جلال انور سے ہم نے اس کیلئے

Marfat.com

خضوع کیا اور جب تک ہم اس کے حضور جھکیں گے
بلند رہیں گے۔ تو اسے بالائے سر رکھ کہ حقیقت
میں تاج اور صورت میں نعل ہے۔

شرح مواہب میں ان امام کا ترجمہ عظیمہ جلیلہ مذکور اور ان کا فقیہہ ومحدث وماہر وضابطہ ومتین الدین وصادق الورع وبے نظیر ہونا مسطور ہے۔ امام علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب ارشاد الساری شرح صحیح بخاری نے مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں ان امام کے یہ اشعار ذکر نقشہ نعل اقدس میں انشاد کئے اور مدحیہ علامہ ابوالحکم مغربی کو ما احسنہا اور نظم علامہ ابن عساکر کو للہ درہٗ فرمایا۔

علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

الثم الترب الذی	اگر ہو سکے تو اس خاک کو
حصل لہ النداوۃ من	بوسہ دے جسے نعل مبارک
اثر النعل الکریمۃ ان	کے اثر سے نم حاصل ہوئی
امکن ذالک والا تقبل	ورنہ اس کے نقشہ ہی کو بوسہ
مثالہا۔	دے۔

علامہ تاج الدین فاکہانی نے فجر منیر میں ایک باب نقشہ قبور لامعۃ النور کا لکھا اور فرمایا:

من فوائد ذالک	یعنی اس نقشے کے لکھنے میں
ان من لم یمکنہ	ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے

Marfat.com

زیارۃ الرّوضہ فلیزر مثالھا ولیلثمہ مشتاقا لانہ ناب مناب الاصل کما قد ناب مثال نعلہ الشریفۃ مناب عینہا فی المنافع والخواص بشھادۃ التجربۃ الصحیحۃ ولذا اجعلوا لہ من الاکرام والاحترام ما یجعلون للمنوب عنہ الخ.

اصل روضۂ عالیہ کی زیارت نہ ملی وہ اس کی زیارت کرلے اور شوق سے اسے بوسہ دے کہ یہ مثال اس اصل کے قائم مقام ہے، جیسے نعل مقدس کا نقشہ منافع وخواص میں یقیناً اس کا قائم مقام ہوا، جس پر تجربہ صحیحہ گواہ ہے ولہٰذا علمائے دین نے نقشہ کا اعزاز واحترام ہی روا رکھا ہے، جو اصل رکھتے ہیں۔

سیّدی محمد بن سلیمان جزولی قدس سرہ صاحب دلائل الخیرات نے بھی علامہ مذکور کی پیروی کی اور دلائل شریف میں نقشہ روضہ مبارک لکھا اور خود اس کی شرح کبیر میں فرمایا:

انما ذکرتہا تابعا للشیخ تاج الدین الفاکہانی فانہ عقد بابا فی صفۃ القبور المقدسۃ وقال ومن فوائد ذالک الخ

بے شک میں نے اس کو شیخ تاج الدین فاکہانی کی تقلید میں ذکر کیا ہے کیونکہ انھوں نے قبور مقدسہ کے حالات میں ایک باب بیان کیا اور فرمایا اور

Marfat.com

اسی کے فوائد سے ہے - م -

اسی طرح علامہ محمد بن علی فاسی نے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں فرمایا :

حیث قال اعقب المؤلف رحمه الله تعالیٰ ورضی عنه ترجمة الاسماء بترجمة صفة الروضة المبارکة والقبور المقدسة موافقا فی ذالك وتابعاً للشیخ تاج الدین الفاکهانی فانه عقد فی کتابه الفجر المنیر بابا فی صفة القبور المقدسة وقال من فوائد ذلك ان یزور الامثال من لم یتمکن من زیارة الروضة ویشاهده مشتاقا ویلثمه ویزداد فیه حبا و شوقا وقد استنابوا امثال النعل عن النعل وجعلوا

مؤلف رحمہ اللہ نے اسماء کے بیان کے بعد روضۂ مبارکہ کا حال اور قبور مقدسہ کا ذکر کیا اس میں انھوں نے تاج الدین فاکہانی کی تقلید کی ہے، کیونکہ انھوں نے اپنی کتاب الفجر المنیر میں قبور مقدسہ کی صفت میں ایک باب باندھا ہے اور اس کے فوائد میں یہ بتایا کہ جو شخص روضۂ اقدس کی زیارت نہ کر سکے وہ اس تصویر ہی کو مشتاقانہ دیکھے اور بوسہ دے کر اپنے اشتیاق میں اضافہ کرے اس لئے آپ کی جوتی مبارک کے قائم مقام اس کی تصویر کو کیا گیا ہے، اور اس کی تعظیم وتکریم

Marfat.com

لہ من الاکرام والاحترام	اصل کی طرح رکھی گئی ہے اور
ماالمنوب عنہ وذکروا	اس کے مجرب فوائد وکرامات
لہ خواص وبرکات وقد	ذکر کیئے گئے ہیں ۔ م ۔
جربت الخ ؎	

دیکھو علمائے کرام کے یہ ارشادات، نقشوں کے باب ہیں جو خود عین منتسب بھی نہیں بلکہ اس کی مثال وتصویر ہیں تو غلاف کعبہ کو بعینہ معظم شرعی یعنی کعبہ معظمہ سے خاص نسبت مس رکھتا ہے ۔ اس کی نسبت بہ نیت تعظیم وتبرک ان افعال کے جواز میں شک وشبہ کیا ہے ۔

فان المقتضی فی العموم	کیونکہ عموم میں مقتضی موجود اور
موجود والمانع فی الخصوص	خصوص میں مانع مفقود ہے
مفقود وذلك كافٍ فی حصول	اور مقصود کے حصول کو کافی
المقصود والحمد اللہ العلی	ہے ۔ م ۔
الودود ؎	

رہا لوگوں کا اس پر ہجوم کرنا، یہ بھی آج کی بات نہیں، قدیم سے آثار متبرکہ پر اہل محبت وایمان، یوں ہی ہجوم کرتے آئے ۔ صحیح بخاری شریف وغیرہ کتب حدیث میں ہے، جب عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سال حدیبیہ، قریش کی طرف سے، خدمت اقدس حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ میں حاضر ہوئے، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا :

انہ لا یتوضاء الابتدروا	یعنی، جب حضور والا صلی اللہ تعالےٰ

Marfat.com

وضوءہ وکادوا یقتتلون علیہ ولا یبصق بصاقا ولا یتنخم نخامۃ الا تلقوھا باکفھم فدلکوابھا وجوھھم واجسادھم، الحدیث ؛

علیہ وسلم وضو فرماتے ہیں حضور کے آب وضو پر بیتابانہ دوڑتے ہیں۔ قریب ہوتا ہے کہ آپس میں کٹ مریں، اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعاب دہن مبارک ڈالتے یا کھکھارتے ہیں، اسے ہاتھوں میں لیتے اور اپنے چہروں اور بدنوں پر ملتے ہیں۔

کادوا یقتتلون علیہ کی حالت کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خود حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مواجہ عالیہ میں ثابت، کادوا یکونون علیہ لبدا سے کہ یہاں سوال میں مذکور بدرجہا زائد ہے یوں ہی بوسۂ سنگ اسود پر ہجوم وتزاحم زمانِ قدیم سے ہے۔ بالجملہ اس نفس فعل کا جواز یقینی اور جب نیت تبرک وتعظیم شعائر اللہ ہے تو قطعاً مندوب اور شرعاً مطلوب۔ مگر پنجگانہ نماز کے بعد علی الدوام اس کی زیارت وتقبیل کا التزام اور جمعہ کے دن عام عوام کے بے قیدانہ ہجوم وازدحام میں اگر اندیشۂ بعض مفاسد دینیہ ہو تو اس تقید التزام واطلاق ازدحام سے بچنا چاہئے اور خود ہر وقت پیش نظر معلق رہنا باعث اسقاط حرمت ہوتا ہے، ولہٰذا حرمین طیبین کی مجاورت ممنوع ہوئی۔

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما بعد حج تمام قوافل پر

Marfat.com

درہ لئے دورہ فرماتے اور ارشاد کرتے:

"اے اہل یمن، یمن کو جاؤ، اے اہلِ شام شام کا راستہ لو، اے اہل عراق کو کوچ کرو" کہ اس سے تمہارے رب کے بیت کی ہیبت تمہاری نگاہوں میں زیادہ رہے گی۔"

راہ اسلم وطریق اقوم یہ ہے کہ اسے کسی صندوقچہ میں ادب وحرمت کے ساتھ رکھیں اور احیاناً خواہ مہینے میں کچھ دن قرار دے کر بروجہ اجلال حسن واعظام مستحسن اس کی زیارت مسلمین کو کرادیا کریں جس طرح سلطان اشرف عادل نے شہر دمشق الشام کے مدرسہ اشرفیہ میں خاص درس حدیث کے لئے ایک مکان مسمّٰی بہ دار الحدیث بنایا اور اس پر جائداد کثیر وقف فرمائی، اور اس کی جانب قبلہ مسجد بنائی اور محراب مسجد سے شرق کی طرف ایک مکان نعل مقدس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تعمیر کیا اور اس کے دروازے پر مسّی کواڑ زر سے ملمع کر کے لگائے، بالکل سونے کے معلوم ہوتے تھے اور نعلِ مبارک کو آبنوس کے صندوق میں باادب رکھا اور بیش بہا پردوں سے مزیّن کیا۔ یہ دروازہ ہر دوشنبہ وپنجشنبہ کو کھولا جاتا اور لوگ فیض زیارت سراپا طہارت سے برکات حاصل کرتے۔ کما ذکر العلامۃ المقری فی فتح المتعال وغیرہ فی غیرہ۔

یہ مدرسہ ودار الحدیث مذکور ہمیشہ مجمع ائمہ وعلماء رہا ہے۔ امام اجل

Marfat.com

ابوزکریا نووی شارح صحیح مسلم اس میں مدرس تھے۔ پھر امام خاتم المجتہدین ابوالحسن تقی الدین علی ابن عبدالکافی سبکی صاحب شفاء السقام ان کے جانشین ہوئے، یوں ہی اکابر علماء درس فرمایا کئے۔

سلطان موصوف کے اس فعلِ محمود پر کسی امام سے انکار ماثور نہ ہوا بلکہ امید کی جاتی ہے، کہ خود اکابر اس کی زیارت میں شریک ہوتے، اور فیض و برکت حاصل کرتے ہوں۔ محدث علامہ حافظ برہان الدین حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ نور النبراس میں فرماتے ہیں

لشیخنا الامام المحدث امین المالکی ؎

وفی دار الحدیث لطیف معنی
وفیھا منتھی اربی وسؤلے
احادیث الرسول علی تتلی
وتقبیلی لاثار الرسولے

یعنی، ہمارے استاد امام محدث امین الدین مالکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مدرسہ دار الحدیث میں ایک لطیف مقصد ہے، اور اس میں میرا مقصود اور مطلوب بر وجہ کامل حاصل ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں مجھ پر پڑھی جاتی ہیں اور حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار شریفہ کا بوسہ مجھے نصیب ہوتا ہے۔

Marfat.com

غرض طریقۂ زیارت تو یہ رکھیں، پھر جیسے یہ ادب و حرمت، بے وقت و زحمت شرف بوس مل سکے فبہا ورنہ صرف نظر پر قناعت کرے۔ بوسہ سنگ اسود کہ سنت مؤکدہ ہے، جب اپنی یا غیر کی اذیت کا باعث ہو، ترک کیا جاتا ہے، تو اس بوسہ کا تو پھر دوسرا درجہ ہے۔ ھذا ھو الطریق اسلم والحکم الوسط القویم الاقوم واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ

اکثر مخلوق خدا کا یہ طریق ہے کہ وقت اذان اور وقت فاتحہ خوانی یعنی پنج آیت پڑھنے کے وقت انگوٹھے چومتے ہیں اور علماء بھی درست بتلاتے ہیں، اور حدیث شریف سے ثابت کرتے ہیں، آیا یہ قول درست ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

اذان میں وقت استماع نام پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انگوٹھوں کے ناخن چومنا آنکھوں پر رکھنا کسی حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہیں۔ یہ جو کچھ اسمیں روایت کیا جاتا ہے، کلام سے خالی، پس جو اس کے لئے ایسا ثبوت ماننے یا اسے مسنون و مؤکد جاننے یا نفس ترک کو باعث زجر و ملامت کہے وہ بیشک غلطی پر ہے، ہاں بعض احادیث

Marfat.com

ضعیفہ مجروحہ میں تقبیل ابہامین وارد:

اخرجه الدیلمی فی مسند الفردوس واوردہ الامام السخاوی فی المقاصد الحسنة والعلامة خیر الدین الرملی فی حواشی البحر الرائق وذکرہ العلامہ الجراحی فاطال وبعد اللتیا والتی قال لم یصح فی المرفوع من ھذا شئ کما اثرة المحقق الشامی فی رد المحتار ؛

اسے دیلمی نے مسند فردوس میں امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں علامہ خیرالدین رملی نے حواشی بحر میں اور علامہ جراحی نے بڑی تفصیل سے ذکر کیا اور چون وچرا کے بعد کہا کہ اس سلسلے میں مرفوع حدیث صحت کو نہیں پہنچی جیساکہ محقق شامی نے رد المحتار میں اسکو اختیار کیا۔ م۔

اور بعض کتب فقہ میں مثل جامع الرموز، شرح نقایہ وفتاویٰ صوفیہ وکنز العباد وشامی حاشیہ درمختار کے اکثر ان میں مستندات علماء طائفۂ اسمٰعیلیہ سے ہیں، وضع ابہامین کو مستحب بھی لکھ دیا۔ فاضل قہستانی شرح وقایہ میں لکھتے ہیں:

واعلم انه یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشھادة الثانیة صلی اللہ علیک یارسول اللہ وعند

جاننا چاہئے کہ دوسری شہادت کے پہلے کلمہ میں صلی اللہ علیک یارسول اللہ کہنا مستحب ہے اور دوسرے میں

Marfat.com

سماع الثانیۃ منہما قرۃ عینی بک یا رسول اللہ ثم قال اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفر الابہامین علی العینین فانہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم یکون قائدًا لہ الی الجنۃ کما فی کنز العباد انتہی ؛

قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہنا مستحب ہے۔ پھر فرمایا اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر دونوں انگوٹھوں کے ناخن دونوں آنکھوں پر رکھ کر کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قائد ہوں گے جنت کی طرف، کما فی کنز العباد انتہی، م۔

ردالمختار حاشیہ درمختار میں اسے نقل کرکے فرماتے ہیں، ومخوہ فی الفتاوی الصوفیہ الخ پس حق اس میں اس قدر کہ جو کوئی بہ امید زیارت روشنائی بصر مثلاً از قبیل اعمال مشائخ جان کر بتوقع فضل ان کتب پر لحاظ اور ترغیب وارد پر نظر رکھ کر بے اعتقاد سنیت فعل وصحت حدیث وشناعت ترک اسے عمل میں لائے اس پر بنظر اپنے نفس فعل واعتقاد کے بغیر کچھ مواخذہ بھی نہیں کہ فعل پر حدیث صحیح نہ ہونا اس فعل سے نہی ومنع کو مستلزم نہیں کما صرح بہ الفاضل علی القاری فی شرح الاربعین وھذا ظاھر جدا اور صیغہ اعمال میں تصرف استخراج مشائخ کو ہمیشہ گنجائش ہے، جیسا کہ تصانیف شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی سے ظاہر اور خود یہ نفس حکم تجویزا استخراج بھی ان کے کلام میں مصرح

Marfat.com

جوامع میں لکھتے ہیں:

"اجتہاد را در اختراع اعمال تصریفیہ راہ کشادہ است مانند استخراج اطبار نسخہ ہائے قرابادین فقیر را معلوم شدہ است کہ در وقت طلوع صبح صادق باسفار مقابل صبح نشستن وچشم را بہ آں نور دوختن و یا نور را گفتن تا ہزار بار کیفیت ملکیہ را قوت می دہد الخ"

اور اسی میں ہے:

"چند نوع از کرامت از ہیچ ولی الا ماشاء اللہ منفک نمی شود وازانجملہ منامات صادقہ کشف واشراف بر خواطر وازانجملہ ظہور تاثیر در دعائے او واعمال تصریفیہ او تا عالمے بہ فیض او منتفع شود الخ"

اعمال تصریفیہ میں اجتہاد کی گنجائش ہے، جیسے اطبار قرابادین کے نسخے تیار کرتے ہیں، فقیر کو معلوم ہوا ہے کہ صبح صادق کے وقت جب روشنی پھیل جائے تو اس روشنی کو ٹکٹکی باندھ کر ایک ہزار مرتبہ تک یا نور کہنے سے، قوت ملکیہ کو تقویت پہنچتی ہے" الخ اور اسی میں ہے "کرامتوں کی بعض اقسام ایسی ہیں جو شاید ہی کسی ولی میں نہ پائی گئی ہوں ان ہی میں سے سچے خواب، کشف، دلوں کے حالات پر اطلاع، دعاؤں کی تاثیر، اور اعمال تصریفیہ

Marfat.com

کہ عالم اس سے مستفید ہو۔ م۔

البتہ اسمعیلیہ کا حکم لزومی والتزامی کہ یہ فعل اور اس کے امثال محض حرام وسخت بددینی ومثل شرک مخل اصل ایمان اور زنا وقتل مومن سے بدتر، جس کے صغریٰ یعنی فعل کے ابتداع پر اسمٰعیلیہ کو خود اقرار اور کبریٰ تصریحات تقویۃ الایمان سے آشکار اگرچہ علمائے اسمٰعیلیہ بنظر مصلحت، اس سے تنزل کیا کریں، محض باطل اور مردود ومخذول ومطرود ہے۔ وعلیھم اثباتہ بالبرھان ولنا ردعلیھم باوضح بیان انشاء الرحمٰن المستعان اور پنج آیت کے وقت اس فعل کا ذکر کسی کتاب میں نہ دیکھا گیا، اور فقیر کے نزدیک یہاں پر بنائے مذہب ارجح واضح، غالباً ترک زیادہ انسب والیق ہونا چاہیئے۔ والعلم بالحق عند الملک العلام الجلیل۔

مسئلہ

از بہار شریف محلہ شیخانہ متصل عیدگاہ، مرسلہ محمد الیٰسین ومحمد حسین طالبانِ علم، ۹ر شوال ۱۳۱۳ھ۔

علمائے دین اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی قبر پر جانے کے وقت دروازے کی چوکھٹ چومنا اور پھر باوجود تعظیم اس پر پیر رکھ کر جانا کیسا ہے۔

بینوا توجروا۔

Marfat.com

الجوابُ

اصل کلی یہ ہے، کہ تعظیم ہر منتسب بارگاہ کبریا علی الخصوص محبوبانِ خدا انحائے تعظیم حضرت عزت جل وعلا ہے۔

ومن یعظم حرمت اللہ	جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے
فھو خیر لہ عند ربہ ؕ	تو وہ بہتر ہے اس کے لئے
اس کے پروردگار کے ہاں۔	

وقال اللہ تعالیٰ:

ومن یعظم شعائر اللہ	جو اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے
فانھا من تقوی القلوب ؕ	وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان من اجلال اللہ اکرام	یعنی، بوڑھے مسلمان اور عالم
ذی الشیبۃ مسلم وحامل	باعمل اور حاکم عادل کی تعظیمیں
القراٰن غیر الغالی فیہ والجافی	اللہ تعالیٰ کی تعظیم سے ہیں۔
عنہ واکرام ذی السلطان	
المقسط ؕ	

رواہ ابی داؤد عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن

اور علمائے کرام قدیماً وحدیثاً فقہاً وحدیثاً تصریحات فرماتے آئے:

Marfat.com

کہ "حرمت المسلم حیًّا و میتاً سواء"۔	مسلمان زندہ مردہ کی حرمت یکساں ہے۔

ولہذا علماء نے وصیت فرمائی کہ قبر سے اتنا ہی قریب ہو جتنا زندگی دنیا میں صاحب قبر سے قریب ہو سکتا، اس سے زیادہ آگے نہ جائے عالمگیریہ میں ہے:

فی التهذیب یستحب زیارة القبور وکیفیة الزیارة کزیارة ذلك المیت فی حیاته من القرب والبعد کذا فی خزانة الفتاوی۔	تہذیب میں ہے، قبروں کی زیارت مستحب ہے اور زیارت کی کیفیت وہی ہے جو اس میت سے بحالات زندگی ملاقات کی تھی، قرب وبعد کے لحاظ سے خزانۃ الفتاوی میں ایسا ہی ہے۔ م۔

اور شک نہیں کہ تعظیم و توہین کا مدار عرف و عادت پر ہے کما حققه خاتمة المحققین سیدنا الوالد قدس سره فی اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد تو جس کی تعظیم شرعاً مطلوب ہے، وہاں جو جو افعال وطریق حسب عرف و عادت قوم کئے جاتے ہیں، اسی مطلوب شرعی کے تحت میں داخل ہوں گے۔ جب تک کسی خاص فعل سے نہی شرعی نہ ثابت ہو، جیسے سجدہ یا قبر کی طرف نماز کہ یہ شرعاً ممنوع ہیں۔ ولہٰذا امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر، پھر علامہ سندھی نے لباب میں اور ان کے سوا اور علمائے کرام نے زیارت اقدس حضور

Marfat.com

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرمایا :

ما کان ادخل فی	
الاکرام والاجلال کان	جو کچھ تعظیم واجلال میں زیادہ
حسنا ؛	داخل ہو خوب ہے

ابن حجر مکی نے جوہر منظم میں فرمایا :

تعظیم النبی صلی اللہ	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تعالیٰ علیہ وسلم بجمیع	کی تعظیم ان جمیع اقسام تعظیم
انواع التعظیم التی لیس	کے ساتھ جن میں حضرت
فیہا مشارکۃ اللہ تعالیٰ	عزت سے الوہیت میں
فی الالوھیۃ امر مستحسن	شریک کرنا لازم نہ آئے امر
عند من نور اللہ ابصارھم ؛	مستحسن ہے، ان سب کے نزدیک

جن کی آنکھیں اللہ تعالیٰ نے روشن کی ہیں، یعنی جنھیں نور ایمان بخشا ہے۔

ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور جب یہ اصل کلی معلوم ہوگئی، حکم صورت مسئولہ منکشف ہوگیا، آستانہ بوسی پر یہ اعتراض کہ اول جو میں گے پھر پاؤں رکھ کر جائیں گے، محض نادانی ہے۔ کعبہ معظمہ ومسجد حرام شریف میں بھی یہی صورت ہے، اور ضرورت ایک دوسرے کے منافی نہیں۔

منسک متوسط میں ہے :

Marfat.com

ثم یاتی الملتزم و یاتی الباب ویقبل العتبة ویدعو ویدخل البیت ؛

پھر ملتزم کے پاس آئے ، اور دروازے میں آکر چوکھٹ کو چومے اور دعا کرے ۔ م ۔

مسلک متقسط میں ہے :

یستحب ان یدخل المسجد من باب السلام حافیا وزاد فی کنز العباد ویقبل عتبة ؛

مستحب یہ ہے کہ مسجد میں ننگے پاؤں باب السلام سے داخل ہو اور کنز العباد میں اتنا اضافہ ہے کہ اس کی چوکھٹ کو بوسہ دے ۔ م ۔

اور شک نہیں کہ آستانہ بوسی عرفاً انحائے تعظیم سے ہے اور شرعاً اس سے منع ثابت نہیں تو حکم جواز چاہیئے ۔

اقول وباللہ التوفیق مگر یہاں ایک دقیقہ انیقہ[1] اور ہے جس پر اطلاع نہیں ہوتی ، مگر بتوفیق حضرت عزت عزجلالہ شرع مطہر کا قاعدہ عظیمہ جلیلہ معروفہ مشہورہ ہے کہ الامور بمقاصدھا[2]۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔

انما الاعمال بالنیات و انما لکل امرء ما نوی ؛

یقیناً اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی اجر ہے

---

[1] عجیب باریک نکتہ ۔ م ۔

[2] کاموں کا مدار ان کے مقاصد پر ہے ۔ م ۔

Marfat.com

جس کی اس نے نیت کی ہو۔ م۔

انحنا، یعنی جھکنے اور پیٹھ دوہری کرنے سے کسی کی تعظیم شرعاً مکروہ ہے اور جب بقدر رکوع یا اس سے زائد ہو تو کراہت سخت واشد ہے۔

حدیث میں ہے:

قال رجل یارسول اللہ! الرجل منا یلقٰی اخاہ اوصدیقہ اینحنی لہ قال لا الحدیث۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! کیا انسان کو اپنے دوست دار یا دوست سے ملتے وقت جھکنا چاہیے؟ آپ نے فرمایا نہیں! اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے انس رضی سے روایت کیا۔

عالمگیریہ میں ہے:

الانحناء للسلطان ولغیرہ مکروہ لانہ یشبہ فعل المجوس کذا فی جواھر الاخلاطی۔ یکرہ الانحنا ولایحوز التحیۃ وبہ ورد النھی کذا فی التمرتاشی تجوز الخدمۃ	عالمگیریہ میں ہے، بادشاہ وغیرہ کے لیے جھکنا مکروہ ہے کیونکہ مجوس کے فعل کے مشابہ ہے جواہر اخلاطی میں ایسا ہی ہے سلام کے وقت جھکنا مکروہ ہے اس کے بارے میں نہی وارد ہوئی ہے۔ تمرتاشی میں یہی ہے غیر اللہ کی تعظیم کھڑے ہو کر، ہاتھ

Marfat.com

لغیر اللہ تعالیٰ بالقیام واخذ الید والانحناء و لا یجوز السجود الا اللہ تعالیٰ کذا فی الغرائب انتہی قلت وکان محمل ھذا علی ما اذا لم یبلغ الرکوع فیکرہ تنزیہا وھو یجامع الجواز کما نصوا علیہ، واللہ تعالیٰ اعلم

پکڑ کے اور جھک کر جائز ہے اور سجدہ اللہ کے سوا کسی کو جائز نہیں غرائب میں ایسا ہی ہے۔ میں کہتا ہوں اس کا مقصد یہ ہے کہ اتنا جھکنا کہ جسدر کوع کو نہ پہنچے یہ صرف مکروہ ہوگا، اگرچہ جائز ہے جیسے کہ علماء نے اس کی تصریح کی ہے۔ م۔

مگر محل ممانعت یہی ہے، کہ نفس انحنا سے مقصود اصل غرض تعظیم کما ھو مفاد قولہ اینحنی لہ وفحوے قولھم عند التحیۃ ویعطیہ الحصر فی قولھم بہ ورد النھی ۔الخ،

اور اگر مقصود کوئی اور فعل ہے، اور انحنا خود مقصود نہیں بلکہ اس فعل کا محض وسیلہ و ذریعہ ہے، تو ہرگز ممانعت نہیں، و ھو اظھر من ان یظھر۔

عالم دین یا سلطان عادل کی تعظیم وخدمت کے لئے اس کا گھوڑا باندھنا یا کھول کر حاضر لانا، یا بچھونا کرنا یا وضو کرانا یا پاؤں دھلانا یا اس کا جوتا اٹھانا یا مجلس سے اٹھتے وقت اس کی جوتیاں سیدھی کرنا، یہ سب افعال تعظیم و تکریم ہی ہیں، اور ان کے لئے جھکنا ضرور، مگر یہ انحنا زنہار ممنوع

Marfat.com

نہیں کہ مقصود ان افعال سے تعظیم ہے، نہ جھکنے سے یہاں تک کہ اگر بے جھکے یہ افعال ممکن ہوں جھکنا نہ ہوگا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بستر مبارک بچھانا، وضو کرانا، حضور جب مجلس میں تشریف رکھیں، نعلین اقدس اٹھا کر اپنے پاس رکھنا، جب تشریف لے چلیں، حاضر لاکر سامنے رکھنا، یہ دونوں جہان کی عزتیں مبارک، معزز خدمتیں بارگاہ رسالت سے حضرت فقیہ الصحابہ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپرد تھیں۔

بخاری شریف میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالے عنہ سے ہے:

اولیس عندکم ابن ام عبد صاحب النعلین والوسادة والمسواک والمطھرة۔

کیا تمہارے پاس ابن ام عبد جوتوں، گدے، مسواک اور طہارت حاصل کرنے کے برتن کی حفاظت کرنے والے نہیں؟

۔ م ۔

مرقاۃ میں ہے:

قال القاضی یرید به انه کان یخدم الرسول صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و تلازمه فی الحالات کلها

قاضی (عیاض) نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ (ابن ام عبد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمہ وقت خدمت کیا کرتے

Marfat.com

فی صاحبہ فی المجالس ویأخذ نعلہ ویضعہا اذا جلس وحین نہض ویکون معہ فی الخلوات مضجعہ ویضع وسادتہ اذا اراد ان ینام ولیھئ لہ طہورہ ویجعل معہ المطہرۃ اذا قام الی الوضوء اھ ؎

کرتے تھے، مجالس میں آپ کے ساتھ رہتے اور جب آپ تشریف رکھتے تو آپ کی نعلین پاک رکھتے، اور جب اٹھتے تو بھی، اور تنہائیوں میں آپ کے ہمراہ ہوتے اور آپ کا بستر درست فرماتے تھے۔ جب آپ سونے کا ارادہ فرماتے تو آپ کا بچھونا بچھاتے تھے اور پاکیزگی کے لئے پانی تیار کرتے تھے، جب آپ وضو کا ارادہ فرماتے تھے۔ م۔

اور سب سے اظہر وازہر وہ حدیثیں ہیں جن میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم مبارک چومنا وارد۔ فقیر نے یہ حدیثیں اپنے فتاوی میں جمع کی ہیں ازانجملہ، حدیث وفد عبد القیس کہ امام بخاری نے ادب مفرد اور ابوداؤد نے سنن میں حضرت زارع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:

فجعلنا نتبادر فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ورجلہ ؎

ہم جلدی جلدی دوڑے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ پیر چومنے لگے۔ م۔

Marfat.com

ظاہر ہے کہ پاؤں چومنے کے لئے تو زمین تک جھکنا ہوگا، مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جائز رکھا کہ مقصود بوسۂ قدم سے تعظیم ہے نہ نفس انحنا سے یہی سرنفیس ہے، کہ علمائے کرام نے تحیت ومجرا کے لئے زمین بوسی کو حرام بتایا کہ اس میں جھکنے ہی سے تعظیم کی جاتی ہے، یہاں تک کہ زمین کو منہ لگادیا۔

علمگیریہ میں ہے:

من سجد للسلطان علیٰ وجہ التحیۃ او قبل الارض بین یدیہ لا یکفر ولکن یأثم لارتکابہ الکبیرۃ وھو المختار کذا فی جواھر الاخلاطی وفی الجامع الصغیر تقبیل الارض بین یدی العظیم حرام وان الفاعل والراضی اثم کذا فی التاتارخانیہ وتقبیل الارض بین یدی العلماء والزھاد فعل الجھال الفاعل والراضی

جس نے سلام کے طور پر بادشاہ کو سجدہ کیا یا اس کے سامنے زمیں بوسی کی تو کافر تو نہ ہوگا، گنہگار ہے، کیونکہ وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔ یہی مختار ہے جواہر اخلاطی میں یہی ہے۔ جامع صغیر میں ہے کسی بڑے آدمی کے سامنے کی زمین کو بوسہ دینا حرام ہے، یہ کرنے والا اور اس پر راضی دونوں گنہگار ہیں، تتارخانیہ میں ایسا ہی ہے، علماء اور بزرگوں کے سامنے سجدہ کرنا جاہلانہ کام ہے

Marfat.com

اشمان كذا في الغرائب
انتهى باختصار ؎

کرنے والا اور راضی دونوں
گنہگار ہیں۔ غرائب میں ایسا
ہی ہے بہ اختصار۔ م۔

اور علمائے کبار بے نکیر و انکار زمین مدینہ طیبہ کو بوسہ دینے اور اس کی خاک پر منھ اور رخسارے ملنے کی قسمیں کھاتے اور ممکن ہو تو وہاں آنکھوں اور سر سے چلنے کی تمنائیں فرماتے اور اسی کو واجب بلکہ پورے واجب سے بھی کم بتاتے ہیں کہ یہاں تعظیم بالانحنا مقصود نہیں بلکہ براہ محبت و بطور تبرک اس زمینِ پاک کو بوسہ دینا اس کی خاک سے چہرہ نورانی کرنا، بن پڑے تو پاؤں رکھنے سے اس عظمت والے مقام کو بچانا۔

امام اعظم قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب الشفا فی تعریف حقوق المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں:

وجدير لمواطن اشتملت
تربتها على جسد الشريف
ومواقف سيد المرسلين
ومتبوأ خاتم النبيين
واول ارض مس جلد
المصطفى ترابها ان
تعظم عرصاتها وتنسم

اھ مختصراً، یعنی، لائق ہے ان
مواضع کو جن کی زمین جسم پاک
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پر مشتمل ہے۔ سید المرسلین صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قیام
گاہیں۔ خاتم النبیین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی جائے قرار

Marfat.com

نفحاتها وتقبل ربوعها | اور وہ پہلی زمین جس کی مٹی نے
وجد رانها ۔ | جسم پاک مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ

سے مس کیا کہ اس کے میدانوں کی تعظیم کی جائے اور اس کی مہکتی ہوئی خوشبوئیں سونگھی جائیں اور منزلیں اور دیواریں چومی جائیں۔

وعلی عهد ان ملأت محاجری
من تلکما الجدران والعرصات
لاعفرن مصون شیبی بینها
من کثرة التقبیل والرشفات

(ترجمہ اشعار) اور مجھ پر عہد ہے کہ اپنی آنکھوں کے گوشے ان دیواروں اور میدانوں سے بھروں گا، خدا کی قسم میں اپنی سفید ڈاڑھی کہ گرد وغیرہ سے بچائی جاتی ہے، ان میدانوں میں کثرت بوسہ بازی سے ضرور خاک آلودہ کروں گا۔

علامہ سندھی، تلمیذ امام ابن الہمام نے لباب المناسک میں فرمایا:

اذا وقع البصر علی | یعنی، جب مدینہ طیبہ اور اس کے
طیبة واشجارها المعطرة | مہکتے ہوئے درختوں پر نظر پڑے
بخیر الدارین وصل | دونوں جہاں کی بھلائی مانگے
وسلم علی النبی صلی اللہ | اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
تعالیٰ علیه وسلم والاحسن | علیہ وسلم سے صلوٰۃ وسلام عرض

Marfat.com

ان ینزل من راحلته تقربہا	کرے اور بہتر یہ ہے، کہ مدینہ
ویمشی حافیا ان	طیبہ کے قریب سواری سے
اطاق تواضعا للہ ورسولہ	اتر لے۔ اور ہو سکے تو روتا ہوا
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	برہنہ پا چلے، اللہ اور اللہ کے
وکلما کان ادخل فی الادب	رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
والاجلال کان حسنا	کے واسطے تواضع کے لئے
بل لومشی هناک علی	اور جو کچھ ادب وتعظیم میں زیادہ
احداقہ وبذل المجهود	دخل رکھے خوب ہے، بلکہ
من تذللہ وتواضعہ کان	وہاں آنکھوں کے بل چلے، اور
بعض الواجب بل لم	تذلل وفروتنی میں پوری
یف بمعشار عشرۃ ؛	کوشش خرچ کردے تو واجب

کا ایک حصہ ہو بلکہ سوواں بھی ادا نہ ہو۔ اللّٰھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ کما ینبغی فی حقہ العظیم امین۔

امام احمد قسطلانی، صاحب ارشاد الساری شرح صحیح بخاری شریف میں امام حافظ الحدیث فقیہہ علامہ ابو عبداللہ محمد بن عمر بن رشد سے نقل فرماتے ہیں:

"سفر مدینہ طیبہ میں میرے رفیق ابو عبداللہ وزیر ابن القاسم بن الحکم ساتھ تھے، ان کی آنکھیں دکھتی تھیں، جب

Marfat.com

میقات مدینہ طیبہ پر آئے، ہم سواریوں سے اتر لئے۔ پیادہ پا چلتے ہی انھیں آثار شفا نظر آئے، فوراً حسب حال ارشاد کیا :

وبالتراب منها اذا كحلنا جفوننا
شفينا ولا بأسا نخاف ولا كربا
نسح سجال الدمع فى عرصاته
ونلثم من حب مواطنه التربا

جب اس کی خاک کا ہم نے سرمہ لگایا شفا پائی تو اب کسی شدت و تکلیف کا اندیشہ نہیں۔ ہم آنسوؤں کے ڈول اس کے میدانوں میں بہاتے ہیں اور اس زمین پر چلنے والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں خاک کو چومتے ہیں۔"

پھر خود اپنے حال میں فرماتے ہیں۔ جب ہم مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے اور سب اہل قافلہ پیادہ ہوئے، میں نے کہا :

اتيتك زائرا وودت انى
جعلت سواد عينى امتطيه
ومالى لا اسير على المأقى
الى قبر رسول الله فيه

میں زیارت کے لئے حضور میں حاضر ہوا اور تمنا تھی

Marfat.com

کہ اپنی آنکھ کی پتلی پر اس پر اس راہ میں چلوں آنکھوں کے بل اس مزار پاک کی طرف جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہیں۔

علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض فرماتے ہیں

کان الشیخ احمد بن الرفاعی کل عام یرسل مع الحجاج السلام علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلما زارہ وقف تجاہ مرقدہ وانشد ؎

فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلہا
تقبل الارض منی فھی نائبتی
وھذہ نوبۃ الاشباح قد حضرت
فامدد یدیک لکی تحظی بھا شفتی

فقیل ان الید الشریفۃ بدأت لہ فقبلھا وھنیئًا لہ ثم ھنیئًا۔

یعنی، امام اجل قطب اکمل حضرت سیّد احمد رفاعی، رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال حاجیوں کے ہاتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کر بھیجتے۔ جب خود حاضر آئے مزار اقدس کے سامنے کھڑے ہوئے اور عرض

Marfat.com

کی کہ ؎

میں جب دور تھا، تو اپنی روح بھیج دیتا تھا کہ میری
طرف سے زمین کو بوسہ دے، تو وہ میری نائب تھی
اور اب باری بدن کی ہے کہ جسم خود حاضر ہے، دست
مبارک عطا ہو کہ میرے لب اس سے بہرہ پائیں۔

کہا گیا کہ دست اقدس ان کے لئے ظاہر ہوا۔ انھوں
نے بوسہ دیا، تو بہت بہت مبارک ہو ان کو۔

علامہ احمد بن مقری فتح المتعال میں فرماتے ہیں، جب امام اجل
علامہ تقی الملت والدین ابو الحسن علی سبکی ملک شام میں بعد وفات
امام اجل ابو زکریا مدرسہ جلیلہ اشرفیہ میں دار الحدیث کے درس دینے
پر مقرر ہوئے فرمایا:

وفی دار الحدیث لطیف معنی
الیٰ بسط لها اصبو و اٰوے
لعلی ان امس بحر وجهی
مکانا مس قدم النواوے

دار الحدیث میں ایک معنی لطیف ہے۔ میں اس کے
بستروں کی طرف میل کرتا اور قرار پکڑتا ہوں۔ شاید
میرا چہرہ لگ جائے اس جگہ پر جہاں امام نووی کے
قدم چھو گئے ہوں۔

Marfat.com

پس خلاصہ امر یہ قرار پایا کہ اگر آستانہ بلند ہو کہ بے جھکے بوسہ دے سکے تو بلاشبہ اجازت ہے اور اگر پست خصوصاً زمین دوز ہو تو اگر ولی زندہ یا مزار سامنے ہے، اس کے مجرے کی نیت سے جھک کر بوسہ دیا تو ناجائز ہے اور اگر محض بہ نظر تبرک اور جب اپنے نفس انحنا سے تعظیم مقصود نہ ہو تو کچھ حرج نہیں ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التحقیق، پھر بھی عالم مقتدا اور اسی طرح پیر اس شخص کو جس کے کچھ اتباع ہوں، کہ اس کے افعال اتباع کریں، اسے مناسب ہے کہ اپنے عوام متبعین کے سامنے نہ کرے، مبادا وہ فرق نیت پر آگاہ نہ ہوں اور اس کے فعل کو سند جان کر بے محل بجالائیں۔ ایسی حالت میں صرف اس قدر کافی ہے کہ آستانے کو ہاتھ لگا کر اپنی آنکھوں اور منہ پر پھیر لے جس طرح عبداللہ بن عمر وغیرہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم منبر انور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کرتے تھے۔

شفا شریف میں ہے:

روی، ابن عمر واضعا یدہ علی مقعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من المنبر ثم وضعہا علی وجہہ عن ابن قسیط والمجتبیٰ کان اصحاب النبی صلی

ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا گیا کہ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف پر اس جگہ ہاتھ لگایا جہاں آپ تشریف رکھتے تھے پھر اس کو اپنے منہ پر لگایا۔ ابن قسیط اور

Marfat.com

الله تعالیٰ علیہ وسلم اذا خلی المسجد جسوا رمانۃ المنبر التی تلی القبر بمیامنھم ثم استقبلوا القبلۃ یدعون ؎

محتبئ سے مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جب مسجد خالی ہوتی تھی تو اس کے کنگرو کو اپنے دائیں ہاتھوں سے چھوتے تھے، جو منبر کے قریب تھا پھر قبلہ رو ہو کر دعائیں کرتے تھے۔ م۔

یہ دونوں حدیثیں امام ابن سعد نے کتاب الطبقات میں روایت کیں کما فی مناھل الصفا فی تخریج احادیث الشفاءؔ۔

علامہ خفاجی نسیم الرّیاض میں فرماتے ہیں:

وھذا یدل علی الجواز التبرک بالانبیاء والصّلحین واثارھم وما یتعلق بھم ما لم یؤد الی فتنۃ او فساد عقیدۃ وعلی ھذا یحمل ما روی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من انہ قطع الشجرۃ التی وقعت تحتھا البیعۃ لئلا یفتتن بھا النّاس

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء اور صالحین اور ان کے آثار سے اور متعلقات سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے، بشرطیکہ فتنہ یا فساد عقیدہ پیدا نہ ہو اور اسی پر وہ حدیث محمول ہے جو ابن عمر رض سے مروی ہے کہ انھوں نے اس درخت کو کاٹ دیا تھا جس کے نیچے بیعت (رضوان) لی گئی تھی، کیونکہ لوگ جاہلیت

Marfat.com

لقرب عہدھم بالجاھلیۃ فلا منافاۃ بینہا ولا غیرہ بمن انکر مثلہ من جہلۃ عصرنا وفی معناہ انشد دا

کے زمانے سے قریب تھے تو فتنے کا احتمال تھا، اور ان دونوں میں کوئی منافاۃ نہیں اور ان لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں جو ہمارے زمانے کے جاہلوں میں سے ہیں۔ اسی مضمون کو ایک شاعر نے ادا کیا ہے ؎

امر علی الدیار دیار لیلیٰ
اقبل ذا الجدار والجدارا
وماحب الدیار شغفن قلبی
ولکن حب من سکن الدیارا

شعر، میں لیلیٰ کے شہر پر گذرتا ہوں، اس دیوار اور اس دیوار کو چومتا ہوں، شہروں کی محبت نے میرے دل کو نہیں گھیرا ہے، یہ تو ان لوگوں کی محبت ہے جو اس شہر میں رہتے ہیں۔

۔م۔

واللہ سبحٰنہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

اَلْحُجَّةُ الْفَآئِحَہ

تصنیف، اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دن معیّن کرکے مردے کی فاتحہ اور اس کو ایصال ثواب جائز ہے۔

Marfat.com

تقدیمؒ

مرنے کے بعد میت نہ تو کوئی نیک کام کرسکتی ہے اور نہ ہی توبہ واستغفار، اسلام نے مرنے والوں کی بخشش کا ایک ذریعہ ان کے زندہ بھائیوں کو بنایا ہے اور زندوں کو یہ حق مرحمت فرمایا ہے کہ وہ نیکیاں کرکے اللہ کے حضور دعا کریں کہ ان کا ثواب ان کے مردہ مسلمان بھائیوں کو پہنچے۔ اس موضوع پر قرآن وحدیث میں بشمار دلائل ہیں۔ قرآن کریم میں ایک جگہ ہے:

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

اے میرے رب، توان دونوں پر (ماں باپ پر)
رحم فرما جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔

دوسری آیت میں ہے:

وَالَّذِينَ جَاؤُا مِنْ بَعْدِ هِمْ يَقُولُونَ

Marfat.com

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ ؕ

اور وہ جوان کے بعد آئے، کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو بحالت ایمان ہم سے پہلے گذر چکے ہیں

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ زندہ لوگ مردوں کو کچھ فیض پہنچا سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے بعد والے لوگوں کی تعریف و مدح کے طور پر یہ بات بتائی ہے کہ وہ اپنے مردوں سے لاتعلق نہیں ہوجاتے ہیں بلکہ ان کے حق میں دعائے خیر اور طلب مغفرت کرتے ہیں۔

یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ اگر مردوں کو زندوں کے کسی فعل سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا ہے تو دعا بھی زندوں کا فعل ہے یہ عبث اور بے کار ہوں اس لئے قرآن میں یہ بیان کیا جاتا " کہ بعد والے بڑے بے عقل ہیں کہ مردوں کیلئے طلب مغفرت، جو ایک عبث کام ہے، کرتے ہیں، ان کو جو کچھ ملنا تھا، ان کے اپنے اعمال سے ملنا تھا، سو وہ ختم ہوئے " لیکن اس کے برعکس قرآن نے ان لوگوں کی تعریف کی، جو اس امر کا غیر مبہم ثبوت ہے کہ زندوں کی کوششیں مردوں کے حق میں بارآور ہوتی ہیں اور یہ لیس للانسان الا ما سعیٰ سے متصادم نہیں۔

یہاں یہ شبہ نہ ہونا چاہیئے کہ اس طرح تو زندہ لوگ

Marfat.com

عمل صالح چھوڑ دیں گے کیونکہ جب انہیں معلوم ہوگا کہ مرنے کے بعد محلے والے اور مسجد والے ہمیں از خود بخشوالیں گے تو پھر خواہ مخواہ عمل خیر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا جواب ظاہر ہے، کہ ایسا سوچنے والا سخت خسارے میں ہے۔ اوّل تو اس کو کیا معلوم کہ دوسرے اس کے لئے دعائے مغفرت کریں گے بھی یا نہیں دوسرے یہ کہ اللہ کے یہاں ان کی دعائے مغفرت مرتبۂ قبولیت بھی حاصل کر سکے گی یا نہیں، اس لئے ہر شخص کو چاہیے کہ خود ہی مصروفِ عمل رہے، دوسروں کا تو محض ایک سہارا ہے اس مسئلے کو اس کی تمام تفصیلات اور دلائل سے اس رسالے میں ملاحظہ کیجئے۔

الحجۃ الفائحہ لطیب التعین والفاتحہ

۱۳ ـــــ ۷

یعنی مہکنے والی حجت فاتحہ اور دن کی تعیین پر
یہ اعلیٰحضرت کے فارسی رسالے کا ترجمہ ہے۔

مرتب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتا

تیجا، دسواں، چالیسواں، ششماہی اور سالانہ (ایصال ثواب) دیار ہند میں جو مروج ہے اسے بعض علماء بدعت قبیحہ اور مکروہ کہتے ہیں اور کئی اقوال اس کی درستی پر دال ہیں، عام لوگ مردوں کو ثواب پہنچانے کی نیت سے کھانا پکاتے ہیں اور دونوں ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھتے ہیں، اسے علماء ظاہر، غیر مقلد فاتحہ کی وجہ سے مردار اور حرام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء

سوم و دہم و چہلم و شش ماہی و سالیانہ کہ دریں دیار ہند مروج است او را بعض علماء بدعت شنیعہ، مکروہ گویند و اقوال چند بر درستی اوست و طعامے کہ بعد موتے بہ نیت ثواب می پزند و ہر دو دست برداشتہ فاتحہ دہند آں را علمائے ظواہر غیر مقلدین بباعث فاتحہ مردار و حرام دانستہ گویند ایں طریقہ در زمانہ نبوی و اصحاب کبار مصطفوی و تابعین و اتباع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نبود بلکہ طعام

Marfat.com

جانتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ طریقہ زمانہ نبوی، صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے دور میں نہ تھا لہٰذا بزرگان دین کی نیاز (ایصال ثواب) کا طعام اور شیرینی مردار کی طرح ہے۔ بنابریں شریعت کا جو حکم واجب التعمیل ہو سند کتاب سے بیان فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

مختصراً اس مسئلے میں حرف آخر یہ ہے کہ ایصال ثواب اور اموات کو ہدیۂ اجر پہنچانا تمام اہل سنت وجماعت کے اتفاق سے پسندیدہ اور شریعت میں مستحب ہے۔ حضور سید الابرار علیہ افضل الصلات

و شیرینی کہ نیاز بزرگان دین است مثل مردار، پس دریں مسئلہ ہرچہ حکم شرعی واجب التعمیل باشد بیان فرمائید بسند کتاب۔ بینوا توجروا۔

الجواب

قول فیصل و سخن مجمل دریں باب آنست کہ ایصال ثواب و ہدیۂ اجر بہ اموات بہ اجماع کافۂ اہلسنت وجماعت امریست مرغوب و در شرع مندوب، احادیث بسیار از حضور سید الابرار علیہ افضل الصلوٰۃ من الملک الجبار در ترغیب و تصویب ایں کار وارد شد۔ امام علامہ محقق علی الاطلاق در فتح القدیر و امام علامہ فخر الدین زیلعی، در

Marfat.com

من الملک الجبار سے بہت سی حدیثیں اس کارِ خیر کی تصویب و ترغیب میں وارد ہوئی ہیں، امام علامہ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں اور امام علامہ فخر الدین زیلعی نے نصب الرایہ میں اور علامہ جلال الدین سیوطی نے شرح الصدور میں، علامہ فاضل ملا علی قاری نے مسلک متقسط میں اور دیگر ائمہ نے دیگر کتب میں ان میں سے کچھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ بے شک اس کارِ خیر کا انکار بے وقوف جاہل کر سکتا ہے، یا پھر گمراہ اور باطل پرست۔ اس دور کے اہل بدعت (امور خیر کے منکر) جن میں مخفی طور پر خونِ اعتزال جوش زن ہے معتزلہ کی نیابت اور وکالت میں ایصال ثواب کا انکار کرتے ہیں اور اہلسنت کے اجماع

در نصب الروایہ و امام علامہ جلال الدین سیوطی در شرح الصدور فاضل علامہ علی قاری در مسلک متقسط وغیرہم فی غیرہا بذکر برخی از انہا پرداختہ اند۔ وخود انکار ایں کار نباید مگر از سفیہہ جاہل یا ضال مبطل، مبتدعانِ زمانہ راکہ خونِ پنہان معتزلیت بجوش آمدہ است در پردہ ترخیص نیابت و تخصیص وکالت اہدائے ثواب را انکار کنند و پیش خویش اجماع قطعی اہلسنت را برہم زنند۔ باز بشہادت احادیث کثیرہ و جزم و تصحیح جمہور ائمہ وصول ثواب خاص بقربات مالیہ نیست بلکہ مالیہ و بدنیہ ہر دو را عام ہمیں است، مذہب ائمہ حنفیہ و بریں اند بسیارے از محققین شافعیہ و علیہ الجمہور و ہوالصحیح

Marfat.com

یقینی کا یکسر انکار کر دیتے ہیں۔ پھر دیہ بھی پیش نظر رہے) کہ بہت سی حدیثوں کی روشنی میں یہ امر ثابت ہے اور اسی کو جمہور ائمہ نے صحیح ومعتمد قرار دیا ہے کہ ثواب کا پہنچنا عبادات مالیہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عبادات مالیہ اور بدنیہ دونوں کو شامل ہے۔ یہی ائمہ حنفیہ کا مذہب ہے، بہت سے شافعی محقق اسی کے قائل ہیں، اسی پر اکثر علماء ہیں اور یہی صحیح اور راجح ومنصور ہے پھر دیہ بھی تو دیکھئے) کہ قرآن مجید پڑھنا اور صدقہ کرنا اور ان دونوں کا ثواب مسلمانوں کو پہنچانا، اس میں یہی تو ہے کہ ایک اچھے کام کو دوسرے اچھے کام سے اور ایک مستحب کو دوسرے مستحب سے جمع کر دیا گیا ہے اور ہر گز ان میں سے ایک دوسرے کو منافی نہیں جیسے

الرجیح المنصور، باز اجاع ایں ہر دو کہ ہم قرآن خوانند وہم تصدق کنند و ثواب ہر دو بمسلماناں رسانند، نیست مگر جمع حسن باحسن ومندوب بامندوب وزنہار یکے بادیگرے منافی نیست کالتلاوۃ من المصحف فی الصلوٰۃ نہ شرع بہ انکار ایں جمع وارد شد کقراءۃ القرآن فی الرکوع والسجود، پس اورا محذور گفتن از دائرہ عقل بیروں رفتن است، امام حجۃ الاسلام، محمد غزالی قدس سرہ العالی ذراحیار فرماید اذا لم یحرم الآحاد فمن این یحرم المجموع وہم درآنست ان افراد المباحات اذا اجتمعت کان ذالک المجموع مباحاً۔ تمام تحصیل ایں اصل، انیق امام المدققین ختم المحققین حضرت والد قدس

Marfat.com

نماز میں قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا اور نہ ہی شریعت نے ان دونوں کو جمع کرنے سے منع کیا ہے جیسے کہ رکوع وسجود میں قرآن مجید پڑھنے سے لہٰذا ان دو اچھے کاموں کے جمع کرنے) کو ممنوع کہنا دائرہ عقل وخرد سے باہر جانے کے برابر ہے۔ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

"جب ایک ایک کام حرام نہیں تو مجموع کیوں حرام ہوگا"۔

اسی میں ہے:

"چند مباح جمع ہو جائیں تو مجموع بھی مباح رہے گا"۔

اس نفیس قاعدے کی تحقیق امام المدققین خاتم المحققین حضرت

سرہ الماجد در کتاب مستطاب "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" ارشاد فرمودہ اند وایں معنی را از حدیث صحاح استنباط نمودہ من شاء فلیتشرف بمطالعتہ وخود معلم اول طائفہ مانعین مولوی اسماعیل را خوبیٔ ایں اجتماع قرآن وطعام مقبول ومسلم است، در صراط مستقیم چناں راہ اعتراف وتسلیم پوید:

"ہرگاہ ایصال نفع بمیت منظور دارد موقوف بر اطعام نہ گزارد، اگر میسر باشد بہتر است والا ثواب سورہ فاتحہ واخلاص بہترین ثوابہا است اھ"

وشک نیست کہ طریقہ ایصال ثواب دعا بجناب رب الارباب است

Marfat.com

والد قدس سرہ الماجد نے کتاب مستطاب "اصول الرشاد تقمع مبانی الفساد" میں فرمائی ہے اور یہ مطلب صحیح حدیثوں سے استنباط فرمایا ہے، جو چاہے اس کے مطالعے کا شرف حاصل کرے۔ خود منع کرنے والے فرقے کے امام اول مولوی اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک کلام مجید اور طعام کے اجتماع کی خوبی ہے و مسلم ہے، صراط متقیم' میں اس طرح راہ تسلیم واعتراف پر چلتے ہیں:

"جب میت کو نفع پہنچانا ہی مقصود ہے تو کھانا کھلانے پر توقف نہیں ہونا چاہیئے، اگر میسّر ہو تو بہتر ہے ورنہ سورۂ فاتحہ اور سورہ اخلاص کا ثواب نہایت بہتر ہے۔"

جل جلالہ، امام الطائفہ در صراط مستقیم گوید:

"ہر عبادتیکہ از مسلمان ادا شود و ثواب آں بروح کسے از گزشتگاں برساند و طریق رسانیدن آں دعائے خیر بجناب الٰہی است، پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن است۔"

دست برداشتن از آداب مطلق دعا است، در حصن حصین فرماید آداب الدعا منہا بسط الیدین میں و رفعہا، یعنی ہر دو دست برداشتن بحکم حدیث صحاح ستہ از آداب دعا است و از ائمہ و علمائے ما چہ گوئی خود معلم ثانی ..... منکرین در مسائل اربعین گوید:

"دست برداشتن برائے دعا وقت تعزیت ظاہر اجواز است۔"

Marfat.com

اس میں شک نہیں کہ ایصال ثواب کا طریقہ رب الارباب جل وعلا کے دربار میں دعا ہی ہے، امام الطائفہ صراط مستقیم میں لکھتے ہیں :

"مسلمان جو عبادت ادا کرے اور اس کا ثواب کسی گذرے ہوئے کی روح کو پہنچا دے اور ثواب پہنچانے کا طریقہ جناب الٰہی میں دعائے خیر ہے۔ یہ بھی یقیناً بہتر اور خوب ہے۔"

ہاتھوں کا اٹھانا مطلق دعا کے آداب سے ہے، حصن حصین میں فرماتے ہیں "اداب الدعاء منہا بسط الیدین ت مس و ر فعہا" یعنی

زیرا کہ حدیث شریف رفع یدین در دعا مطلقاً ثابت شدہ پس در ایں وقت ہم مضائقہ نہ دارد لیکن تخصیص آں برائے دعا وقت تعزیت ماثور نیست اھ"

ببینید با آنکہ خصوصیت را غیر ماثور گفت اما بہ دلیل اطلاق استظہار جواز کرد و در فعل او ہیچ مضائقہ نہ دید۔ بالجملہ ازیں امور زنہار چیزے نیست کہ در شرع مطہر مستنکر باشد و مجرد عدم، ورود خصوصیات را مطلقاً مستلزم منع دانستن غلطی است واضح و جہلے فاضح، فقیر بعون القدیر ایں مبحث را در مجموعہ مبارکہ البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ روشن تر گفتہ ام و علمائے سنت بارہا ایں مدعیان را تا خانہ رسانده

Marfat.com

صحاح ستہ کی احادیث سے ثابت ہے کہ دونوں ہاتھوں کا اٹھانا آداب دعا سے ہے، ہمارے ائمہ وعلمار کا کیا پوچھتے ہو خود طائفہ منکرین کا امام ثانی (مولوی محمد اسحٰق)، مسائل اربعین میں کہتا ہے:

"تعزیت کے وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا، ظاہر یہ ہے کہ جائز ہے، اس لئے کہ حدیث شریف میں مطلقاً دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا ثابت ہے لہٰذا اس وقت بھی مضائقہ نہ ہوگا لیکن بالخصوص تعزیت کے وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا منقول نہیں ہے۔"

دیکھئے، بالخصوص (تعزیت کے وقت دعا کے لئے) ہاتھ اٹھانے کو

و بر خاک مذلت نشانده اند حاجت تفصیل و تطویل نیست اما انچہ امام الطائفہ با وجود تسلیم عدم ورود دریں باب گفتہ است شنیدن دارد در تقریر ذبیحہ مطبوعہ رسالہ زبدۃ النصائح می گوید:

"ہمہ اوضاع از قرآن خوانی و فاتحہ خوانی و طعام خورانیدن سوائے کندن چاہ و امثالہ و دعا و استغفار و اضحیہ بدعت است گو بدعت حسنہ بالخصوص است مثل معانقہ روز عید و مصافحہ بعد نماز صبح یا عصر اھ"

ارباب طائفہ امام خود شاں پرسند کہ بآنکہ ایں طریقہ ہارا عموماً و فاتحہ خوانی را خصوصاً بدعت و محدث میدانی چہ گونہ حسنہ می گوئی و خلاف طائفہ

Marfat.com

غیر منقول کہا لیکن مطلق (دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کی حدیث) سے جواز کی تائید کی اور کہا کہ اس طرح کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں الحاصل ان امور سے ہرگز کوئی ایسا امر نہیں جو شریعت مطہرہ میں ناپسندیدہ ہو۔ محض کسی امر کے خصوصی طور پر (حدیث شریف) میں، وارد نہ ہونے کو مطلقاً ممنوع ہونے کی دلیل جاننا واضح غلطی اور جہالت ہے۔ فقیر نے بفضلہ تعالیٰ اس بحث کو مجموعۂ مبارکہ " البارقۃ الشارقۃ علیٰ مارقۃ المشارقۃ" میں بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ علمائے اہل سنت نے ان دعویداروں کو بارہا گھر تک پہنچایا اور خاک ذلت پر بٹھایا ہے تفصیل اور طوالت کی ضرورت نہیں لیکن ..... امام الطائفہ (ثانی) نے عدم

راہ می پوئی باز ذکر معانقہ عید سنگ آمد وسخت آمد آرے تلون ایں امام متبعانش را کار بجاں وکار با استخواں رسانده است ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وکلام معلم ثانی حالا گذشت کہ باوجود عدم ثبوت خصوصیت مضائقہ نہ دانست۔

اکنوں آمدیم بر نقل چند اقوال دیگر از کبراء وعمائد واساتذہ ومشائخ امام الطائفہ تا بے باک رواں دانند کہ بے منع شرع تحریم فاتحہ، زباں کشودن وطعام فاتحہ وشیرینی نیاز بزرگان قدست اسرارہم را حرام ومردار گفتن چہ کیفر ہا کہ نمی چشاند وکدام بدروز نمی نشاند۔ شاہ ولی اللہ در انفاس العارفین از والد خود شاں شاہ عبد الرحیم نقل کنند:

Marfat.com

درود کو تسلیم کرنے کے باوجود اس مسئلے میں جو کچھ کہا ہے سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ رسالۂ مطبوعہ زبدۃ النصائح میں تقریر ذبیحہ میں کہتے ہیں:

"کنواں کھودنے اور ایسی ہی دوسری چیزوں اور دعا و استغفار و قربانی کے علاوہ قرآن خوانی فاتحہ خوانی اور کھانا کھلانے کے تمام طریقے بدعت ہیں گو بالخصوص بدعت حسنہ ہیں مثلاً عید کے دن معانقہ کرنا اور صبح یا عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا اھ"

طائفۂ منکرین، کو اپنے امام (ثانی) سے پوچھنا چاہیئے کہ آپ ..... ان طریقوں کو عموماً اور فاتحہ خوانی کو خصوصاً بدعت و محدث جانتے ہیں اس کے

"می فرمودند، در ایام وفات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم چیزے فتوح نشد کہ نیاز آں حضرت طعام پختہ شود، قدرے نخود بریاں و قند سیاہ نیاز کردم الخ، در در ثمین فی مبشرات النبی الامین ہمیں سخن راچناں آوردند۔ الحدیث الثانی والعشرون اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اصنع طعاما صلة بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتح لی سنة من السنین شئی اصنع بہ طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمتہ بین الناس فرایتہ صلے

Marfat.com

باوجود "حسنہ" کس طرح کہتے ہیں اور طائفہ (وہابیہ) کے خلاف راستہ کیسے اختیار کرتے ہیں پھر عید کے دن معانقے کا ذکر تو اور بھی دشوار ہے۔ ہاں اس امام کی تلون مزاجی کی وجہ ہی سے ان کے متبعین کو جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں، ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم معلم ثانی کا کلام ابھی گذرا ہے کہ اس نے خصوصیت کے وارد نہ ہونے کے باوجود مصافحہ نہ جانا۔

اب ہم امام الطائفہ کے اکابر معتمدین اساتذہ ومشائخ سے چند اقوال نقل کرتے ہیں تاکہ بیباک رو جان لیں کہ شریعت کے منع کئے بغیر "فاتحہ" کو حرام کہنا اور فاتحہ کے طعام، بزرگان دین قدست اسرارہم کی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبین یدیہ ھذا الحمص

میتمجابشاشا:

شاہ صاحب مذکور در "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" نویسند:

"بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت بخوانند وحاجت از خدائے تعالیٰ سوال نمایند ہمیں طور ہر روز، میخوانده باشند" اھ

لفظ شیرینی وفاتحہ سر روز ازیاد مرداد۔ شاہ صاحب مسطور در ہمعات گویند: "از ایں جاست حفظ اعراس مشائخ ومواظبت زیارت قبور ایشاں والتزام فاتحہ خواندن وصدقہ دادن برائے ایشاں"

نیاز کی شیرینی کو حرام و مردار کہنا کیسی سزائیں چکھاتا ہے اور کیسے برے دن دکھاتا ہے، شاہ ولی اللہ انفاس العارفین میں اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے:

(ایک دفعہ) "حضرت رسالت پناہ کی رحلت کے دنوں میں کوئی چیز میسر نہ ہوئی کہ کھانا پکا کر آپ کی نیاز دی جا سکے میں نے کچھ بھنے ہوئے چنے اور گڑ بطور نیاز دیا۔" الخ

درثمین فی مبشرات النبی الامین میں اسی بات کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

بائیسویں حدیث۔ مجھے میرے والد ماجد نے بتایا کہ میں

شاہ صاحب مزبور در فتوائے مندرجہ زبدۃ النصائح گویند:

"اگر ملیدہ و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بہ روح پر ند و بخورانند مضائقہ نیست جائز است وطعام نذر اللہ اغنیار را خوردن حلال نیست واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیار را ہم خوردن دراں جائز است۔"

شاہ صاحب مرحوم ہم در انفاس العارفین نگارند:

"حضرت ایشاں در قصبہ ڈاسنہ بہ زیارت مخدوم اللہ دیا رفتہ بودند و شب ہنگام بود، دراں فرمودند مخدوم

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ثواب
پیش کرنے کے لئے کھانا پکایا کرتا تھا، ایک سال
مجھے کھانا تیار کرنے کے لئے کچھ نہ ملا، صرف بھنے
ہوئے چنے ملے، میں نے وہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے
میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شادماں وفرحاں
دیکھا، آپ کے سامنے وہی چنے تھے۔"

یہی شاہ صاحب، انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، میں لکھتے ہیں کہ:
"کچھ شیرینی پر عموماً خواجگانِ چشت کے نام فاتحہ
پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے حاجت کی دعا کریں۔ ہر روز

ضیافت ما می کنند، ومی گویند کہ چیزے خوردہ روید
توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد وملال بریاراں
غالب آمد، آنگاہ زنے بیامد طبق برنج وشیرینی بر سر
وگفت کہ نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہماں
ساعت ایں طعام پختہ بہ نشینندگان درگاہ مخدوم
اللہ دیار سانم دریں وقت آمد، الفلئے نذر کردم، د
آرزو کردم کہ کسے آں جا باشد، تا تناول کند۔"

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب در تحفۂ اثنا عشریہ فرمایند:
"حضرت امیر وذریۂ طاہرہ او را تمام امت بر مثال پیراں

Marfat.com

اسی طرح پڑھیں :

لفظ "شیرینی" اور "فاتحہ ہر روز" قابل یادداشت ہے۔ یہی شاہ صاحب "ہمعات" میں فرماتے ہیں :

"اسی لئے مشائخ کے عرسوں کی پابندی اور ان کی قبور کی باقاعدہ زیارت اور ان کے لئے فاتحہ پڑھنے اور صدقہ دینے کا التزام کیا جاتا۔"

یہی شاہ صاحب زبدۃ النصائح میں مندرجہ فتویٰ میں فرماتے ہیں کہ :

"اگر ملیدہ اور کھیر بطور فاتحہ کسی بزرگ کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکائیں اور کھلائیں تو

ومرشداں می پرستند وامور تکوینیہ را وابستہ بایشاں می دانند وفاتحہ ودرود وصدقات ونذر بنام ایشاں رائج ومعمول گردید وچنانچہ با جمیع اولیاء ہمیں معاملہ است"

ایں عبارت سراپا بشارت کہ حرف حرفش برسر مخالف برقے خاطف یار یکے تا صف حرف حرف بخاطر باید داشت واز مخالفاں پرسید کہ شاہ صاحب بطور شما جمیع امت را صراحتاً گمراہ ومشرک گفتند یا نہ وخود ایں چنیں امور را تجویز وتحسین نمودہ کافر ومشرک شدند یا نہ، بر تقدیر اول امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کہ غلام غلام ومرید مرید ایشاں است در صراط مستقیم بمدح ایشاں چناں تر زباں :

Marfat.com

تو مضائقہ نہیں جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نذر کا طعام مالداروں کو کھانا جائز نہیں اور اگر کسی بزرگ کے نام کی فاتحہ دی گئی ہو تو اغنیار کو بھی کھانا جائز ہے۔"

شاہ صاحب مرحوم انفاس العارفین میں رقم طراز ہیں کہ:

" والد گرامی قصبہ ڈانسہ میں مخدوم اللہ دیا کی زیارت کو گئے ہوئے تھے، رات کا وقت تھا اس وقت انھوں نے فرمایا کہ مخدوم ہماری دعوت کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں کچھ کھا کر جاؤ، ساتھی ٹھہر گئے حتیٰ کہ سب لوگ چلے گئے اور دوست پریشان ہو گئے اتنے

" جناب ہدایت مآب قدوہ ارباب صدق وصفا زبدۂ اصحاب فنا وبقا سید العلمار سند الاولیار حجۃ اللہ علی العالمین وارث الانبیار والمرسلین مرجع کل ذلیل وعزیز، مولانا ومرشدنا الشیخ عبد العزیز"

معاذ اللہ کافرے مشرکے را بچنیں الفاظ عظیمہ جلیلہ ستودہ وحجت خدا ونائب انبیار وکذا وکذا اعتقاد نمودہ خود کافر ومرتد گردید یا ہیچ باز شمایاں کہ ایں کافر ومرتد را امام وپیشوا وسرور مقتدا گرفتہ ودر ہر مسئلہ وعقیدہ سر بر خط فرمانش نہادہ قدم بر قدم او رفتہ اید ازیں بد ہمہ کافر وبے دین ومرتد ولعین شدید، ماچہ بچنوا توجروا۔

میں ایک عورت آئی، چاولوں اور شیرینی کا تھال اس کے سر پر تھا۔ اس نے کہا میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا شوہر آجائے تو میں اسی وقت یہ طعام پکا کر مخدوم اللہ دیا کی درگاہ کے حاضرین کے پاس پہنچا دوں گی۔ میرا شوہر اسی وقت آیا ہے۔ میں نے نذر پوری کی۔ میری آرزو تھی کہ اس جگہ کوئی موجود ہو تاکہ یہ طعام کھالے۔"

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تحفۂ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں کہ:

"حضرت امیر اور آپ کی ذریت طاہرہ کو تمام امت

باز بہ مطلب عنان تابیم، مولوی خرم علی بلہوری معلم ثالث طائفہ حادثہ در نصیحت المسلمین گوید:

"حاضری حضرت عباس کی۔ صحنک حضرت فاطمہ کی گیارہویں عبدالقادر جیلانی کی، مالیدہ شاہ مدار کا سہ منی بوعلی قلندر کی، توشہ شاہ عبدالحق کا، اگر منت نہیں صرف ان کی روحوں کو ثواب پہنچانا منظور ہے تو، درست ہے، اس نیت سے ہرگز منع نہیں اھ"

ملخصاً۔ خود امام الطائفہ در تقریر ذبیحہ سراید:

اگر شخصے بزے را خانہ پرورکند تا گوشت او خوب شود

پیر و مرشد کی طرح مانتے ہیں اور امور تکوینیہ کو ان سے
وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ و درود و صدقات
اور نذران کے نام رائج و معمول ہے ، جیسے کہ تمام
اولیاء سے یہی معاملہ ہے "

یہ عبارت سراپا بشارت جس کا ہر ہر حرف مخالف پر تباہ کن
بجلی ہے یا ہلاکت آفریں آندھی ، یاد رکھنے کے قابل ہے اور مخالفین
سے پوچھنا چاہیئے کہ شاہ صاحب نے تمہارے طریقے کے مطابق
تمام امت کو گمراہ و مشرک کہا ہے یا نہیں اور خود ایسے امور کی
تجویز و تحسین ظاہر کر کے کافر و مشرک ہوئے یا نہ ۔ بر تقدیر اول امام

اور اذبح کردہ و پختہ فاتحہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ خواندہ بخورانند خللے نیست "

ایں لفظ خواندہ بخورانند ، نیز نگاہ داشتن است کہ بسیارے از منکرین
ایں راہم مناط انکار سازند و گویند اگر ایں اجتماع اطعام و قرأت جائز
بودے تاہم بایستے کہ خورانده خوانند نہ کہ خوانده خورانند کہ عبث و باطل
است جواب کامل ازیں شبہ باطل در بارقہ شارقہ یاد کردہ ایم
ہم چناں ایں لفظ غوث الاعظم بر دل نگاشتے کہ ایں بر ایمان تقویۃ الایمان
صراحتاً شرک است ، طرفہ تر آنکہ اتباع جہول طعام فاتحہ
را حرام و مردار دانند و امام الطائفہ طعام و گوشت گاؤ نذر اولیاء ہمہ را

Marfat.com

الطائفہ اسمٰعیل دہلوی جو آپ کا غلام غلام اور مرید مرید سید احمد صاحب کا ہے اور صراط مستقیم میں شاہ صاحب کی تعریف میں اس طرح رطب اللسان ہے:

"جناب ہدایت مآب قدوۂ ارباب صدق وصفا زبدۂ اصحاب فنا و بقا، سید العلماء وسند الاولیاء حجۃ اللہ علی العالمین وارث الانبیاء والمرسلین مرجع کل ذلیل و عزیز مولانا و مرشدنا الشیخ عبد العزیز"

معاذ اللہ، کا فرد مشرک کی ایسے عظمت وجلالت والے الفاظ سے تعریف کرکے اور حجت خدا و نائب انبیاء وغیرہ وغیرہ کا اعتقاد

را حلال می خوانند بشرطیکہ تقرب بذبح بسوئے میت نباشد و سپید می گوید کہ جانورے کہ نذر اولیاء کردہ باشند اگرچہ چنداں نذر بر وجہ حرام و قبیح ہم کنند تاہم در حلت جانورے سخنے نیست فکیف کہ نذر اولیاء بر وجہ حسن باشد چہ جائے آنکہ محض بے نذر ایصال ثواب شود چہ محل آنکہ از ذبح جانور وا راقت دم اثرے نبود۔ ہمیں قرأت قرآنے و تصدق طعامے بمیاں آید مگر در تقریر مذکور چساں نگارد:

"اگر شخصے نذر کند کہ اگر فلاں حاجت من بر آید ایں قدر نیاز حضرت سید احمد کبیر بکنم وایں قدر طعام نیاز ایشاں کردم را بخورانم اگرچہ دریں نذر گفتگو ست لیکن طعام

کر کے خود کافر و مرتد ہوا یا کچھ کمی رہ گئی۔

پھر ہم مطلب کی طرف لوٹتے ہیں۔ طائفہ حادثہ کے معلم ثالث مولوی خرم علی بلہوری نصیحۃ المسلمین میں کہتے ہیں:

"حاضری حضرت عباس کی، صحنک حضرت فاطمہ کی گیارھویں عبدالقادر جیلانی کی، مالیدہ شاہ مدار کا، سہ منی بوعلی قلندر کی، توشہ شاہ عبدالحق کا اگر منت نہیں صرف ان کی روحوں کو ثواب پہنچانا مقصود ہے تو درست ہے اس نیت سے ہرگز منع نہیں اھ" ملخصاً۔

خود امام الطائفہ تقریر ذبیحہ میں نغمہ سرا ہیں کہ:

حلال است و ہمچنیں ست حکم گوشت، مثلاً اگر شخصے بگوید کہ دو من گوشت نذر سید احمد کبیر بعد آمدن حاجت خود خواہم خورانید، گوشت حلال است واگر بگوید کہ گوشت گاؤ خواہم خورانید نیز درست است واگر بہ ہمیں قصد گاؤ را نذر کند نیز رواست چرا کہ مقصودش گوشت است و ہمچنیں اگر گاؤ زندہ بنام سید احمد کبیر کسے را بدہد بطوریکہ نقدی دہند رواست و گوشت آں حلال است"۔

ہم در آنست:

"اگر کوئی شخص گھر میں بکری کی پرورش کرے تاکہ اس کا گوشت خوب ہو جائے اسے ذبح کرے اور پکا کر حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ پڑھ کر کھلادے تو کچھ حرج نہیں ہے"

"خوانده بخوراند" (فاتحہ پڑھ کر کھلادے) کے لفظ قابل غور ہیں اس لئے کہ بہت سے منکرین اس بات کو بھی بنائے انکار بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کھلانے اور قرآن مجید پڑھنے کو جمع کرنا جائز بھی ہو تب بھی کھانا کھلا کر پڑھنا چاہئے نہ کہ پڑھنے کے بعد کھلایا جائے۔ اس لئے کہ یہ عبث اور باطل ہے۔ اس باطل شبے کا جواب کامل

"اگر ہمیں طور نذر برائے اولیاء گذشتگاں قدس اللہ اسرارہم کند رواست، ایں قدر فرق است کہ بسبب انتقال از عالم دنیا بہ عالم برزخ منتفع بنقد وجنس وطعام نمی تو انند شد بلکہ ثواب آں اللہ تعالیٰ بہ ارواح مطہرہ ایشاں می رسانند پس حالت ایشاں در حالت حیات و بعد ممات برابر است۔"

باز می گوید:

"اگر نذر کند کہ بشرط برآمدن حاجت خود اگاؤ دو سالہ فربہ نیاز حضرت غوث الاعظم خواہد کرد، پس حکم ایں

ہم بارقہ شمارقہ "میں دے چکے ہیں، اسی طرح لفظ "غوث الاعظم" بھی قابل یادداشت ہے، اس لئے کہ یہ تقویۃ الایمان کے مطابق شرک ہے۔ طرفہ یہ کہ جاہل متبعین فاتحہ کے کھانے کو حرام اور مردار جانتے ہیں اور امام الطائفہ اولیار کی نذر کی گائے کے گوشت اور کھانے سب کو حلال کہتا ہے بشرطیکہ ذبح سے میت کا تقرب مقصود نہ ہو اور صاف کہہ رہا ہے کہ جس جانور کو اولیار کی نذر کیا گیا ہو، چاہے وہ لوگ کئی طرح کی حرام و قبیح نذریں بھی مانیں پھر بھی جانور کی حلت میں کلام نہیں ہے، چہ جائیکہ جب اولیار کی نذر بہتر طریقے پر ہو بالخصوص جب بغیر نذر فقط ایصال ثواب ہو اس لئے کہ اس جگہ جانور کے ذبح کرنے اور

مثلِ حکم طعام است اگر نذر بطریق حسن است ہیچ خلل نہ واگر قبیح است فعلش حرام است، و حیوان حلال۔"

ایں یازدہ قول است بعد دایام یازدہم شریف حضرت غوث اعظم قطب اکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سہ از، امام الطائفہ بالا گزشت و دو از شاہ عبدالعزیز صاحب عنقریب می آید و باللہ التوفیق والھدایۃ الیٰ سوار الطریق۔

سخن گفتن ماند از تعین اوقات کہ در مرد ماں رائج است ہمچوں سوم و چہلم و سرسال و شش ماہ اقول و بحول اللہ اصول توقیت یعنی کارے را وقت معین داشتن بر دو گونہ است، شرعی و عادی

Marfat.com

خون بہانے میں کچھ اثر نہیں صرف قرآن مجید کا پڑھنا اور طعام کا صدقہ کرنا درمیان میں آجاتا ہے۔

تقریر مذکور ہی میں لکھتے ہیں کہ:

"اگر ایک شخص نذر مانے کہ میرا فلاں مقصد پورا ہو گیا تو اتنی نذر حضرت سید احمد کبیر کے نام کی دوں گا اور اتنا کھانا ان کی نیاز کا لوگوں کو کھلاؤں گا اگرچہ اس نذر میں گفتگو ہے لیکن طعام حلال ہے، گوشت کا بھی یہی حکم ہے مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میں اپنا مقصد پورا ہونے کے بعد دو سیر گوشت سید احمد کبیر کی نذر کے طور پر لوگوں کو کھلاؤں گا،

شرعی آنکہ شرع مطہر علے را وقت تعیین فرمودہ است کہ در غیر وا صلا صورت نہ بندد و اگر بجائے آرند آں عمل شرعی نہ کردہ باشند، چوں ایام نحر مر اضحیہ را یا آنکہ تقدیم و تاخیرش، ازاں وقت نار وا باشد چوں اشہر الحرم حج ر حرام حج را یا آنکہ ثوابیکہ دریں است در غیر او نیابند چوں ثلث لیل مر نماز عشا را۔ و عادی آنکہ از جانب شرع اطلاق است، ہر وقتیکہ خواہند بجا آرند اما حدث را از زماں ناگزیر است و وقوع در زمان غیر معین محال عقلی کہ وجود و تعین مساوق ہمد گر است۔ پس از تعین چارہ نیست ایں ہم تعینات بر بنائے اطلاق علی وجہ البدلیۃ صالح ایقاع بود از ینہا یکے را بر بنا مصلحتے اختیار کنند یے آنکہ وقت معین را بنائے صحت یا مدار

Marfat.com

گوشت حلال ہے اور اگر کہے کہ گائے کا گوشت کھلاؤں گا تو بھی جائز ہے اور اگر اسی ارادے سے گائے نذر کرے وہ بھی جائز ہے اس لئے کہ اس کا مقصود گوشت ہے اسی طرح اگر زندہ گائے سید احمد کبیر کے نام پر کسی کو دے جیسے نقد پیسے دیئے جاتے ہیں، جائز ہے اور اس کا گوشت حلال ہے۔"

اسی تقریر میں ہے کہ:

اگر اسی طرح گذشتہ اولیاء قدس اللہ سرہم کی نذر دے تو جائز ہے۔ فرق اتنا ہے کہ عالم دنیا سے عالم برزخ کی طرف انتقال کی وجہ سے نقد جنس اور طعام سے نفع

حست یا مناط آثابت دانند پیداست کہ بایں تقیید مقید از فردیت مطلق برنیاید و حکمے کہ مطلق راست در جمیع افرادش ساری باشد بالم یرد منع من خصوص خصوصاً پس بیجا سبیل نہ آنست کہ ثبوت خصوصیت از مجوز جویند بلکہ آنکہ تصریح بمنع ایں خاص از شرع برآرند عبارت معلم ثانی طائفہ دربارۂ دست برداشتن بدعائے تعزیہ بالا شنیدی واینک معلم اول وامام معول طائفہ در رسالۂ بدعت چناں نغمہ سرا:

"طریق ثانی آنکہ بمطلق بالنظر الی ذاتہ حکمے از احکام شرعیہ متعلق گردد پس مطلق بنظر ذات خود در جمیع خصوصیات ہماں حکم اقتضا می نماید گو در بعض افراد بحسب عوارض خارجیہ

حاصل نہیں کر سکتے بلکہ فقط اس کا ثواب اللہ تعالیٰ ان کی ارواح مطہرہ کو پہنچا دیتا ہے لہٰذا ان کے حالات حیات اور بعد از وفات برابر ہیں۔"

پھر کہتے ہیں کہ:

"اگر نذر مانے کہ میری حاجت برآئی تو دو سالہ پلی ہوئی گائے حضرت غوث الاعظم کو نیاز دوں گا تو اس کا حکم وہی ہے جو کھانے کا حکم ہے، اگر نذر کچھ اچھے طریقے سے ہے تو کوئی حرج نہیں اور اگر قبیح ہے تو فعل حرام ہے اور حیوان حلال۔"

حکم مطلق مختلف گردد (الی ان قال) در تحقیق حکم صورت خاصہ مبحوث عنہا می نماید ہمانست متمسک بہ اصل کہ در اثبات دعوی خود حاجت بہ دلیلے نہ دارد دلیل او ہماں مطلق است دبس الخ

حضرت والد قدس سرہ الماجد ایں اصل منیف وقاعدہ شریف را بتحقیق بالغ و تنقیح بازغ در اصول الرشاد افادہ ارشاد فرمودہ اند آں جا باید جست من باول سخن باز گردم فاقول باز اگر دریں وقت معین مرجح حامل بر اختیارش فی نفسہ موجودست فبہا ورنہ ہنگام تساوی ارادۂ مختار ترجیح را البستہ است چنانکہ در دو جام تشنہ و دو راہ راہے

Marfat.com

گننی میں غوث اعظم قطب مکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں کے برابر یہ گیارہ اقوال ہیں۔ امام الطائفہ (مولوی اسمٰعیل) کے تین قول اس سے پہلے گذر چکے ہیں، نو شاہ عبد العزیز صاحب سے عنقریب آئیں گے۔ اللہ تعالےٰ ہی توفیق اور راہ راست کی ہدایت دینے والا ہے۔

رہا اوقات کا مقرر کرنا جیسے لوگوں میں رائج ہے مثلاً تیجا، چالیسواں، سالانہ اور ششماہی، اس کے متعلق میں کہتا ہوں کہ کسی کی امداد سے باطل شکنی کرتا ہوں کہ کسی کام کا وقت مقرر کرنا دو قسم ہے شرعی اور عادی۔ شرعی یہ کہ شریعت مطہرہ نے کسی کام کا وقت اس

مشاہدہ کنی علی الاول مصلحت عیاں است و علی الثانی کم نہ ازاں کہ ایں تعیین باعث تذکیر و تنبیہہ و مانع تسویف و تفویت باشد ہر عاقل از وجدان خود یابد کہ چوں کارے را وقتے معین بنہند آمدن وقت یادش دہد ورنہ بسا باشد کہ از دست رود از ہمیں جاست اوقات معین کردن ذاکرین و شاغلین و عابدین مر ذکر و شغل عبادت را یکے پیش از نماز صبح صد بار کلمۂ طیبہ بر خود گرفتہ است۔ دیگرے پس از نماز عشار صد بار درود، واگر ایں توقیت شرعی نہ دانند زنہار از شرع معاتب نشوند۔

جان برادر اگر بقول الجمیل شاہ ولی اللہ و صراط مستقیم امام الطائفہ وغیرہما کتب ایں فن کہ اکابر و عمائد طائفہ تصنیف کردہ اند رجوع آرے

طرح مقرر کر دیا کہ دوسرے وقت میں بالکل نہ ہو سکے اور اگر ادا کیا جائے تو وہ شرعی عمل نہ ہو جیسے کہ قربانی کے خاص دن مقرر ہیں، یا اس وقت سے تقدیم و تاخیر ناجائز ہو جیسے کہ اشہر الحرم (شوال ذوالقعدہ اور دس دن ذوالحجہ کے) حج کے احرام کے لئے (ان اوقات سے قبل گو احرام جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔ طحطاوی) یا جو ثواب اس وقت میں ہے دوسری جگہ نہیں ہوگا، جیسے کہ عشار کے لئے رات کا پہلا تہائی حصہ۔ عادی یہ کہ شریعت کی طرف سے عام اجازت ہے جب چاہیں ادا کریں، لیکن کام کرنے کے لئے کوئی زمانہ ضرور ہونا چاہیئے۔ غیر معین زمانے میں کام کا ہونا عقلاً ناممکن ہے اس لئے کہ وجود اور تعین

چیز ہا ازیں تعینات ملتزمہ یابی کہ زنہار از توقیت، شرعی نشانے نہ دارد ہیہات خود از تعیین ایام و اوقات چہ گوئی آں جا تو دہا ست از اعمال و اشغال و طرق و ہیئات محدثہ و مخترعہ کہ در قرون سالفہ از انہا اثرے و خبرے پیدا نبود و اینان را باحداث و ابتداع آنہا خود اعتراف است شاہ ولی اللہ در قول الجمیل گویند:

" صحبتنا و تعلمنا لآداب الطریقۃ متصلۃ الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ان لم یثبت تعین الآداب ولا تلک الاشغال "

مولوی خرم علی در ترجمہ ایں عبارت گفت:

Marfat.com

لازم وملزوم ہیں، لہٰذا وقت معین کے بغیر چارہ نہیں اور یہ تمام معین اوقات عام اجازت کی بنا پر یکے بعد دیگرے صلاحیت رکھتے ہیں کہ ان میں سے کسی ایک میں کام کرلیا جائے۔ اگر ان میں سے ایک وقت کو کسی مصلحت کی بنا پر اختیار کرلیا جائے اور یہ نہ سمجھا جائے کہ اس وقت کے علاوہ یہ کام صحیح نہیں یا حلال نہیں یا ثواب نہیں ہوگا تو ظاہر ہے کہ ایسی تقیید سے مقید مطلق کا فرد ہونے سے خارج نہیں ہوگا اور جو حکم مطلق کا ہوگا وہی اس کے تمام افراد کا ہوگا جب تک کہ کسی فرد خاص سے خصوصاً ممانعت نہ ہو، لہٰذا ایسی جگہ جواز کے قائل سے خصوصیت کے ثبوت کی دلیل نہیں مانگنی چاہیئے بلکہ منع کرنے والے کو شریعت

"ہماری صحبت وطریقت کے آداب سیکھنا متصل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اگرچہ تعین ان آداب کا اور تقرران اشغال کا ثابت نہیں اھ ملخصاً

ہم در شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل گوید:

"حضرت مصنف محقق نے کلام دلپذیر اور تحقیق عدیم النظیر سے شبہات ناقضین کو جڑ سے اکھاڑا، بعضے نادان کہتے ہیں کہ قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ کے اشغال مخصوصہ صحابہ اور تابعین کے زمانے میں نہ تھے، تو بدعت سیئہ ہوتے۔ الخ

Marfat.com

سے اس خاص کام کی ممانعت دکھانا چاہیئے۔

تعزیت کے وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے کے متعلق طائفہ (منکرین) کے امام ثانی مولوی اسحٰق صاحب کی عبارت آپ سن چکے ہیں، اب اس طائفہ کے معلم اول اور امام معتمد کی سنیئے وہ رسالہ "بدعت" میں نغمہ سرا ہیں:

"دوسرا طریقہ یہ کہ کسی حکم شرعی کا مطلق کی ذات سے تعلق ہو لہٰذا مطلق ذات کے لحاظ سے تمام خصوصی افراد میں اسی حکم کا تقاضا کرے گا، اگرچہ بعض افراد میں، عوارض خارجیہ کے اعتبار سے مطلق کا حکم مختلف ہو جائے

ہمدرآں از شاہ عبدالعزیز صاحب آرد:

"مولانا حاشیئے میں فرماتے ہیں، اور اسی طرح پیشوایانِ طریقت نے جلسات اور ہیئات واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کئے ہیں مناسبات مخفیہ کے سبب سے الخ

باز خود می گوید:

"یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخل بدعت سیئہ نہ سمجھنا چاہیئے جیسا کہ بعضے کم فہم سمجھتے ہیں۔"

امام الطائفہ در صراطِ مستقیم سراید:

"محققان از اکابر طریق در تجدید اشغال کوششہا کردہ اند

Marfat.com

(یہاں تک کہ اس نے کہا کہ ، خاص صورت کی حکم کی تحقیق میں جو شخص دعویٰ کرتا ہے کہ خاص صورت جس میں بحث ہے اس کا وہی حکم ہے جو مطلق کا حکم ہے، اس نے اصل سے استدلال کیا ہے اس لئے کہ وہ محتاج دلیل نہیں ہے اس کی دلیل وہی حکم مطلق ہے اور بس الخ۔

حضرت والد (مولانا نقی علی خاں) قدس سرہ الماجد نے اس نفیس قاعدے کی بینظیر تحقیق "اصول الرشاد" میں فرمائی ہے وہاں دیکھی جاسکتی ہے۔ ہم پھر مقصود کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ فاقول (میں کہتا ہوں)

بناءً علیہ مصلحت دید و وقت چناں اقتضار کرد کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب ایں وقت است تعین کردہ وتجدید اشغال نمودہ شود" اھ ملخصاً

(در حال پیر خود گوید:
"در تلقین وتعلیم طریقۂ چشتیہ بازدیٔے ہمت کشادند وتجدید اشغالے کہ ایں کتاب مستطاب برآں محتوی گردید فرمودند۔"
سبحان اللہ اینان کہ بر اصل شما صراحۃً احداث فی الدین کردند وقطعاً چیزہا برآوردند کہ قرون سابقہ ازآنہا خبرے نداشتند ضال ومبتدع

اگر اس وقت معین کو اختیار کرنے کا خود اسی میں کوئی مرجح پایا جاتا ہے تو بہتر ورنہ اگر یہ وقت دوسرے اوقات کی طرح ہی ہے تو فاعل کا ارادہ ہی اس کی ترجیح کے لئے کافی ہے جیسے کہ پیاسے کے سامنے پانی کے دو پیالے ہوں، یا کسی آدمی کے سامنے دو راستے (ایک جیسے) ہوں (جسے چاہے اختیار کرلے) بصورت اول (اگر خود وقت میں کوئی مرجح ہو) مصلحت واضح ہے، بصورت ثانی تعیین کا کم از کم اتنا فائدہ تو ضرور ہے کہ اس کام کی یاد دہانی ہوجاتی ہے، نیز وہ کام معرض تاخیر والتوا میں واقع نہیں ہوتا، ہر عقلمند بخوبی محسوس کرتا ہے کہ جب کسی کام کا وقت مقرر کردیا جائے تو اس وقت کے آنے سے وہ کام یاد آجاتا ہے، ورنہ

نباشند بلکہ ہمچناں امام و مقتدار و عرفار و علمار مانند، دیگراں بریں قدر جرم کہ چند امور محمودہ ثابتہ فی الشرع وقتے معین گرفتند معاذ اللہ گمراہ و بدعتی شوند۔

للہ الانصاف، ایں تحکم بے جا را چہ گفتہ آید۔ مگر شریعت کارخانگی شما است کہ ہر چوں کہ خواہید بپہلو گردانید۔ ہاں وہاں اے طالب حق ایناں را در طغیان و عدوان ایناں بگذار و روئے بہ آثار واحادیث آر تا چیزے از تعینات عادیہ بر تو خوانیم۔ ازیں قبیل است آنچہ در حدیث آمد کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم زیارت شہدار احد را سر سال مقرر فرمودند کما سیأتی و آمدن مسجد قبا را روز شنبہ کما فی الصحیحین عن ابن عمر رضی اللہ

Marfat.com

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ کام رہ ہی جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اہل ذکر و شغل اور عابد عبادات، اذکار اور اشغال کے اوقات مقرر کرتے ہیں کوئی صبح کی نماز سے پہلے سَو بار کلمہ طیبہ لازماً پڑھتا ہے تو کوئی عشاء کے بعد سَو دفعہ ضرور درود پاک پڑھتا ہے اگر اس تعین کو تعین شرعی نہ جانا جائے تو ہرگز شریعت کی طرف سے عتاب نہ ہوگا۔

جان برادر! اگر اس طائفہ کے اکابر و عمائد کی تصانیف مثلاً شاہ ولی اللہ صاحب کی تصنیف "القول الجمیل" اور امام الطائفہ کی صراط مستقیم وغیرہ کی طرف ہی رجوع کرے تو تجھے کئی ایسے تعینات کا پتہ چلے گا جن کا التزام کیا جاتا ہے مگر ان میں تعین شرعی نہیں پائی جاتی صرف

تعالیٰ عنہا و روزہ شکر رسالت دوشنبہ کما فی الصحیح مسلم عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ و با صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشاورہ دینی را صبح و شام کما فی الصحیح البخاری عن ام المؤمنین الصدیقہ رضی اللہ عنہا و انشائے سفر جہاد را پنجشنبہ، کما فیہ عن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ و عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ و تذکیر را روز پنجشنبہ کما فی صحیح البخاری عن ابی وائل۔ و علماء بدایت درس را روز چہار شنبہ کما فی التعلیم المتعلم للامام برہان الاسلام الزرنوجی حکایت کردش از استاذ خود امام برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ و گفت ہکذا کان یفعل ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب تنزیہ الشریعۃ فرمود و کذا کان جماعۃ من اہل العلم ایں ہمہ از باب توقیت عادی است

Marfat.com

تعینات کا ہونا تو دور کی بات ہے تعیین ایام و اوقات کی بھی کیا پوچھتے ہو، وہاں تو ایسے نو پیدا اعمال، اشغال، طریقوں اور ہیئات کے انبار لگے ہوئے ہیں جن کا نام و نشان تک قرون سابقہ میں نہیں خود انھیں ان کے جدید اور نو پیدا ہونے کا اعتراف ہے. شاہ ولی اللہ صاحب "القول الجمیل میں لکھتے ہیں :

"صحبتنا و تعلمنا لآداب الطریقة متصلة الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وان لم یثبت تعیّن الآداب ولا تلك الاشغال"

مولوی خرم علی، اس عبارت کے ترجمے میں کہتے ہیں :

حاشا کہ مراد سید الاسیاد علیہ افضل الصلاۃ والسلام من الملک الجواد آں باشد کہ زیارت جز بر منتہائے سال زیارت نیست یا روا نباشد یا اجر عظیمے کہ ایں روز بر بندہ نوازی و امت پروری و تشریف مزارات شہدائے کرام تراب اقدام برکت نظام نصیب آں شاہ عالم پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کنند و دیگر نہ کنند ہمچناں مقصود ابن مسعود آں نہ بود کہ جز بروز شنبہ وعظ نیست یا در غیر او جواز نے یا روز دیگر ایں اجر مفقود یا شرع مطہر ایں تعیین نمود، حاش للہ بلکہ ہمیں عادت علیہ السلام فرمودہ تا ہر ہفتہ بتذکیر مسلماناں پردازد و تعیین یوم طالبان خیر را بہ آسانی جمع و فراہم سازد ہمبریں قیاس در امور باقیہ آری در بعضے از انہا مرجحی جداگانہ حاصل است

"ہماری صحبت اور طریقت کے آداب سیکھنا متصل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک، اگرچہ تعین ان آداب کا اور تقرر ان اشغال کا ثابت نہیں" اھ ملخصا

نیز القول الجمیل کے ترجمے شفاء العلیل میں کہتے ہیں:

حضرت مصنف محقق نے کلام دلپذیر اور تحقیق عدیم النظیر سے شبہات ناقصین کو جڑ سے اکھاڑا۔ بعضے نادان کہتے ہیں کہ قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ کے اشغال مخصوصہ صحابہ اور تابعین کے زمانے میں نہ تھے تو بدعت سیئہ ہوئے الخ

کہ مصلحت دروے کم از تذکیر و تیسیر نیست، ہم ازیں باب است تعینات مردم در رسوم و چہلم و شش ماہ و سر سال کہ بعضے مصلحتے خاص دارد، و بعض آخر بقصد آسانی و یاددہانی معتاد و معہود گردید و لا مشاحۃ فی الاصطلاح ایں جا کلام مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کہ امام الطائفہ عم نسب و پدر علم و جد طریقت بود زر شنیدن دارد۔

ا در تفسیر عزیزی زیر قولہ عزوجل والقمر اذا اتسق فرمود:

"وارد است کہ مردہ دریں حالت مانند غریقے است کہ انتظار فریاد رسی می برد و صدقات و فاتحہ

اسی میں شاہ عبدالعزیز صاحب سے بیان کرتے ہیں :

"مولانا حاشئے میں فرماتے ہیں، اور اسی طرح پیشوایان طریقت نے جلسات اور ہیئات واسطے افکار مخصوصہ کے ایجاد کئے ہیں مناسبات مخفیہ کے سبب سے الخ"

پھر مولوی خرم علی خود کہتے ہیں :

"یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخل بدعت سیئہ نہ سمجھنا چاہیئے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں۔"

امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل صراطِ مستقیم میں کہتے ہیں :

دریں وقت بسیار بکار او می آید وازیں ست کہ طوائف بنی آدم تا یک سال وعلی الخصوص تا یک چلہ از موت دریں نوع امداد کوشش تمام می نماید اھ

ولطیف تر آنکہ شاہ صاحب موصوف عرس پیران و پدران خود شاں بہ اہتمام تمام بجا می آوردند و پیش ایشاں بر قبور درویشاں اجتماع مردم فاتحہ خوانی وتقسیم طعام وشیرینی بتجویز وتقریر ایشاں می شد چنانکہ در عامہ اہل سجادہ جاری وساری است۔

مفتی عبدالحکیم پنجابی بریں افعال شاہیہ بہماں شبہات وہابیہ کہ حضرات منکرین بکار می برند، بر شاہ صاحب زبان مطاعن ومثالب

Marfat.com

" محققین اکابر طریقت نے تجدید اشغال میں بہت کوششیں کی ہیں، اس لئے بہتر معلوم ہوا اور وقت نے تقاضا کیا کہ ایک کتاب نئے اشغال کے بیان کے لئے جو اس وقت کے مناسب ہیں لکھی جائے اور اشغال کی تجدید کی جائے " اھ ملخصاً۔

اور اپنے پیر کے متعلق کہتے ہیں:

"سید احمد صاحب نے) طریقۂ چشتیہ کی تعلیم و تلقین کیلئے بازوئے ہمت کھولا اور ان اشغال کی تجدید کی جن پر یہ مبارک کتاب مشتمل ہے :"

کشود ورقم نمود:

" کسانیکہ اقوال اینہا مطابق افعال شاں نیستندی. عرس بزرگان خود بر خود مثل فرض دانستہ سال بہ سال بر مقبرہ اجتماع کردہ طعام و شیرینی در آنجا تقسیم نمودہ مقابر را وثنا یعبد می کنند اھ " ملخصاً

شاہ صاحب در رسالہ ذبیحہ مطبوعہ زبدۃ النصائح بپاسخ ایں طعن فرمایند:

قولہ عرس بزرگانِ خود آہ ایں طعن مبنی است بر جہل احوال مطعون الیہ، زیراکہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ را ہیچ کس فرض نمی داند آرے زیارت و تبرک بقبور

Marfat.com

سبحان اللہ ان لوگوں نے تمہارے قاعدے کے مطابق دین میں نئی چیز پیدا کی اور یقیناً ایسی چیزیں پیش کیں جن کا اثر تک زمانہ سابقہ میں نہ تھا مگر گمراہ اور بدعتی نہ ہوئے بلکہ اسی طرح امام، مقتدا، عرفا اور علمار رہے، دوسرے علمار نے یہ جرم کیا کہ چند پسندیدہ اور ثابت فی الشرع امور کو جمع کر دیا اور جن اوقات میں ان کا کرنا جائز تھا ان میں سے بعض کو معین کر دیا۔ معاذ اللہ وہ اسی سے گمراہ اور بدعتی ہو گئے۔ خدارا انصاف کیجئے ع

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

اس بے جا سینہ زوری کو کیا کہا جائے شاید شریعت تمہارے گھر کی

صالحین و امداد ایشاں باہدائے ثواب و تلاوتِ قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن است و خوب است باجماع علمار و تعین روز عرس برائے آنست کہ آں روز مذکر انتقال ایشاں می باشد از دار العمل بدار الثواب والا ہر روز کہ ایں عمل واقع شود موجب فلاح و نجات است و خلف را لازم است کہ سلف خود را بایں نوع بر و احسان نماید باز تعین سر سال والتزامش را سندا نسا حادیث آورند کہ ابن المنذر و ابن مردویہ از انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کردند :

ہے کہ جس طرف چاہا پھیر دیا۔

اے طالب حق تو انھیں حد سے تجاوز اور سرکشی میں ہی رہنے دے اور آثار و احادیث کی طرف متوجہ ہو تا کہ ہم تمھیں کچھ تعینات عادیہ دکھائیں۔ اسی قسم میں سے ہے وہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ شہدائے احد کی زیارت کے لئے آخر سال کو مقرر فرمایا ہے۔ جیسے کہ عنقریب آئے گا اور مسجد قبا شریف میں تشریف آوری کے لئے ہفتے کا دن مقرر فرمایا۔ جیسے کہ صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے اور شکر رسالت کے طور پر روزہ رکھنے کے لئے پیر کا دن مقرر فرمایا، جیسے کہ مسلم شریف میں بروایت حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور ابو بکر صدیق

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یأتی احد اکل عام فاذا بلغ الشعب سلم علی قبور الشھداء فقال سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔

یعنی، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال بہ اُحد تشریف ارزانی میداشت، چوں بر درۂ کوہ می رسید بر گور شہیداں سلام می کرد و می فرمود، سلام باد شما بہ شکیبائی شما، پس چہ نیکوست سرائے آخرت اخرجہ امام ابن جریر در تفسیر خودش از محمد بن ابراہیم، روایت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورے کے لئے صبح و شام کا وقت۔

جیسے کہ صحیح بخاری میں ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے ہے اور سفر جہاد کے لئے جمعرات کا دن، جیسے کہ بخاری شریف میں بروایت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور طلب علم کے لئے دوشنبہ کا دن، جیسے کہ ابو الشیخ ابن حیان اور دیلمی کے نزدیک بروایت ابن مالک سند صالح سے اور عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعظ و نصیحت کے لئے جمعرات کا دن مقرر فرمایا:

جیسے کہ صحیح بخاری میں بروایت ابی وائل اور علماء سبق شروع

Marfat.com

نمود:

"وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یأتی قبور الشہداء علی رأس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار: وابوبکر وعمر وعثمان"

یعنی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال بر خاک شہدا قدم می فرمود و می گفت:

سلام علیکم الآیۃ، بعدہ حضرت صدیق و فاروق و ذی النورین ہمچناں می کردند، رضی اللہ تعالیٰ عنہم و در تفسیر کبیر است:

کرنے کے لئے بدھ کا دن مقرر فرماتے ہیں:

جیسے کہ امام برہان الاسلام زرنوجی کی کتاب تعلیم المتعلم میں ہے، اسے امام برہان الدین مرغینانی، صاحب ہدایہ نے اپنے استاذ سے روایت کیا اور کہا، امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسی طرح کرتے تھے۔

صاحب تنزیہہ الشریعہ نے فرمایا، اسی طرح اہل علم کرتے تھے یہ سب توقیت عادی کی مثالیں ہیں، حاشا وکلا کہ سید السادات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی مراد یہ ہو کہ سوائے انتہائے سال کے زیارت نہیں ہوتی یا ناجائز ہے یا بندہ نوازی امت پروری اور اقدام

عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ کان یاتی قبور الشھداء راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ ھکذا یفعلون:

یعنی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال بر مزار شہدا می شد و آیۂ مذکورہ میخواند و ہمچناں حضرات خلفار اربعۃ می کردند رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

بالجملہ حق آنست کہ تخصیصات مذکورہ ہمہ تعینات عادیہ است

Marfat.com

مبارک کے سے شہدائے کرام کے مزارات کو شرف بخشنے سے جو اجر عظیم سرور عالم، سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا جاتا ہے، دوسرے وقت میں عطا نہیں ہوگا۔

اسی طرح ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ ہفتے کے علاوہ تقریر ہی نہ ہو گی یا ناجائز ہے یا دوسرے دن یہ ثواب نہ ملے گا، یا شریعت مطہرہ نے یہ تعیین فرمائی ہے۔ حاشا وکلا ہر گز یہ مقصد نہ تھا بلکہ آپ نے اس عادت کو اپنے اوپر لازم کر لیا تھا کہ ہر ہفتے میں مسلمانوں کو وعظ و نصیحت فرمائیں اور دن معین کرنے سے طالبانِ خیر کا جمع کرنا آسان ہوگا۔

کہ زنہار جائے طعن و ملامت نیست ایں قدر را حرام و بدعت شنیعہ گفتن بجہلے صریح است وخطائے قبیح۔

شاہ رفیع الدین مرحوم دہلوی برادر مولانا شاہ عبد العزیز صاحب در فتوائے خودش چہ خوش سخن انصاف گفتہ عبارتش چناں آوردہ اند:

"سوال تخصیص ماکولات در فاتحہ بزرگاں مثلاً کھچڑا در فاتحہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و توشہ در فاتحہ شاہ عبد الحق رحمتہ اللہ علیہ وغیر ذالک وہمچناں، تخصص خورندگان چہ حکم دارد؟

جواب: فاتحہ وطعام بلاشبہ از مستحسنات است

Marfat.com

باقی امور میں بھی تعیین اسی طرح ہے ان میں سے بعض میں الگ مرجح موجود ہے، جیسے پیر کے دن آپ کا مبعوث ہونا اور علم نبوت کا کا حاصل ہونا اور جمعرات کی صبح کا خیر و برکت والی ہونا اور بدھ کے دن ابتدا کرنے سے تکمیل کی توقع ہونا، کیونکہ حدیث میں ہے کہ جو چیز بدھ کے دن شروع کی جائے وہ مکمل ہو کر رہتی ہے۔

بعض دیگر امور میں ترجیح ارادی ہوتی ہے کہ اس میں کم از کم یاددہانی اور آسانی والی مصلحت ضرور ہے۔ تیجے، چالیسویں، ششماہی اور انتہائے سال کی تعیین ہی کی قسم ہے۔ بعض میں کچھ مصلحت خاص ہوتی ہے اور بعض میں یاددہانی اور آسانی کے پیش نظر معین کرنے کی

و تخصص کہ فعل مخصص است بہ اختیار اوست کہ باعث منع نمی تواند شد، ایں تخصیصات از قسم عرف و عادت اند کہ بمصالح خاصہ و مناسبت خفیہ ابتداءً بظہور آمدہ و رفتہ رفتہ شیوع یافتہ الخ

اقول بلکہ اگر ایں جا خود ہیچ مصلحت دینی نباشد تا عدم مصلحت وجود مفسدت نیست کہ موجب انکار ایں کار شود ورنہ مباح کجا رود امام احمد در مسند بسند حسن از خاتونے صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی است، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم فرمود:

وصیام السبت لا لکِ ولا علیکِ؛

Marfat.com

عادت پڑ گئی ہے۔ اصلاح میں کیسے اعتراض ہو سکتا ہے۔

اس جگہ امام الطائفہ (مولوی اسمٰعیل دہلوی) کے نسب میں چچا علم میں باپ اور طریقت میں دادا مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کا کلام سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ تفسیر عزیزی میں آیۂ مبارک والقمر اذا اتسق کے تحت فرماتے ہیں:

"حدیث میں وارد ہے کہ مردہ اس حالت میں ڈوبنے والے کی طرح ہے جو کسی فریاد رس کا منتظر رہتا ہے اس وقت میں دعائیں، صدقے اور فاتحہ بہت مفید ہیں۔ اسی لئے لوگ ایک سال تک خصوصاً مرنے کے

روزہائے روز شنبہ نہ مرتراست نہ برتو"

علماء شرحش فرمایند:

لا لك فيه مزيد ثواب ولا عليك فيه ملام ولا عتاب

"نہ ترا در وے افزونیٔ ثوابے نہ برتو در وے ملامتے و عتابے"

روشن شد کہ تخصص بے مخصص اگر نافع نیاید، مضرہم نباشد وہو المراد آرے ہر عامی کہ ایں تعیین عادی را توقیت شرعی داند وگمان برد کہ ایصال ثواب در غیر ایں ایام صورت نہ بندد یا روا نہ باشد یا ثواب

"بعد چالیس دن تک اسی قسم کی امداد کی پوری کوشش کرتے ہیں۔"

کمال یہ کہ شاہ صاحب موصوف اپنے پیرانِ عظام اور آباء کے عرس پورے اہتمام سے کرتے تھے اور ان کے سامنے نیک لوگوں کی قبروں پر لوگ آپ کی تجویز و تائید سے جمع ہوتے فاتحہ خوانی کرتے اور طعام و شیرینی تقسیم کرتے جیسا کہ عام سجادہ نشینوں میں جاری ہے۔ مفتی عبدالحکیم پنجابی نے شاہ صاحب پر وہی بے بنیاد اعتراضات کئے جو حضرات منکرین کرتے ہیں اور شاہ صاحب پر زبان طعن و تشنیع دراز کی اور لکھا:

"وہ لوگ جن کے افعال ان کے اقوال کے مطابق نہیں

ایں ایام از ایام دیگر اتم است و وافر بلاشبہ غلط کار و جاہل و دریں گمان خاطی و مبطل است اما ایں قدر گمان معاذ اللہ در اصل ایمان خلل نیارد نہ موجب عذاب قطعی و وعید حتمی گردد۔۔۔۔

چنانکہ امام الطائفہ در تقویت الایمان اعتقاد دارد و ایں جہالت فاحشہ او از جہل آں عامی بدرجہا بدتر است آں از جہلے و جزافے بیش نیست و ایں ضلال بعید و اعتزال شدید ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحمید، ایں جا نیز حصہ امام الطائفہ در سفہ و سخافت و حمق جزافت پیدا است یقال لھم لیس من

Marfat.com

وہ اپنے بزرگوں کے عرس کو اپنے اوپر فرض کی طرح لازم جان کر سال بہ سال قبر پر جمع ہوتے ہیں اور وہاں طعام و شیرینی تقسیم کر کے قبروں کو پرستش کردہ شدہ بت بنا دیتے ہیں اھ ملخصاً۔

شاہ صاحب رسالہ ذبیحہ مطبوعہ زبدۃ النصائح میں اس طعن کا جواب فرماتے ہیں، **قولہ**:

عرس بزرگان خود الخ یہ طعن اس شخص کے حالات سے بے خبری پر مبنی ہے جس پر طعن کیا گیا ہے، اس لئے کہ کوئی شخص بھی مقررہ فرائض شرعیہ کے علاوہ کسی چیز کو فرض نہیں جانتا، ہاں صالحین کی قبروں کی زیارت، ان سے تبرک حاصل کرنا، ثواب اور تلاوت قرآن کے ہدیہ سے

یعلم کمن لایعلم، ہمچناں آنچہ عوام جہلہ در باب ایصال ثواب امور مستنکرہ احداث کردہ اند مثلاً ریا وسمعہ وتفاخر جمع اغنیاء ومنع فقراء وآنکہ در سوم جماعتے یکجا نشستہ ہر ہمہ قرآن بجہر خوانند وفریضہ استماع از دست دہند، ایں ہمہ ممنوع ومحظور ومکروہ ومخذور است، علماء را باید کہ بر مفاسد وزوائد سرزنش کنند نہ آں کہ باطلاق لسان وسلاطت زبان اصل کار را برہم زنند چنانکہ بسیارے از عوام در نماز خصوصاً نوافل کہ تنہا گزارند، بعدم مراعات تعدیل ارکان وغیرہ محظورات عدیدہ خو کردہ اند ایں معنی مستلزم نہی از نماز نباشد بلکہ ازیں خصائل شنیعہ تحذیر وترہیب می باید کرد وبرادائے نماز تحریض وترغیب ایں است سخن مجمل وقول فیصل کہ خواص آنسو وبعض عوام ایں سو ہر دو را

Marfat.com

ان کی امداد کر کے دعائے خیر کرنا اور طعام و شیرینی تقسیم کرنا بہتر اور
خوب ہے۔ علماء کے اتفاق سے اور عرس کے دن کو اس لئے معین
کیا جاتا ہے کہ وہ دن ان حضرات کے دنیا سے آخرت کی طرف
انتقال کی یاد دہانی کرتا ہے، ورنہ جس دن بھی یہ عمل واقع ہو ذریعۂ
نجات و کامیابی ہے۔ بعد والوں پر لازم ہے کہ اپنے سلف پر اس
طرح کے احسان کریں، پھر انتہائے سال کی تعیین اور اس کے التزام
پر شاہ صاحب نے حدیث شریف سے دلیل پیش کی کہ ابن منذر اور
ابن مردویہ نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ:

ان رسول اللہ صلی　　　　یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعا

گراں آید اما چہ تواں کرد کہ حق ایں ست و از حق نشاید اگزشت۔

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کان	علیہ وسلم ہر سال احد تشریف
یأتی احدا کل عام فاذا	لے جاتے، جب پہاڑ کے درے
بلغ الشعب سلم علی قبور	پر پہنچتے تو شہداء کی قبر پر سلام
الشھداء فقال سلام	کہتے اور فرماتے تم پر تمہارے
علیکم بما صبرتم	صبر کی وجہ سے سلامتی ہو دار آخرت
فنعم عقبی الدار۔	کیا ہی اچھا ہے۔

امام ابن جریر نے اپنی تفسیر میں محمد بن ابراہیم سے روایت کی،

انھوں نے کہا:

النبی صلی اللہ تعالیٰ	یعنی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم یاتی قبور	ہر سال کے آخر میں شہداء
الشھداء علی رأس کل	کے مزارات پر تشریف لے جاتے
حول فیقول سلام علیکم	اور فرماتے سلامٌ علیکم الآیۃ۔ آپ
بما صبرتم فنعم عقبی	کے بعد حضرت صدیق وفاروق
الدار وابوبکر وعمر و	و ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم
عثمان ؓ	اسی طرح کرتے تھے۔

تفسیر کبیر میں ہے:

عن رسول اللہ صلی	یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
اللہ علیہ وسلم انہ کان	وسلم ہر سال کے آخر میں مزارات
یأتی قبور الشھداء رأس	شہداء پر جلوہ افروز ہوتے اور

Marfat.com

كل حول فيقول سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار والخلفاء الاربعة هكذا يفعلون:

آیت مذکورہ پڑھتے، اسی طرح حضرات خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کرتے تھے۔

الحاصل حق یہ ہے کہ تحقیقات مذکورہ (تیجا چالیسواں) تمام تعینات عادیہ ہیں کہ ہرگز جائے طعن وملامت نہیں ہیں۔ صرف اتنی بات کو حرام اور بدعت کہنا واضح جہالت وخطائے فاش ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب کے بھائی شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی مرحوم نے اپنے فتویٰ میں کیا خوب انصاف کی بات کہی ہے، اس کی عبارت اس طرح نقل کی گئی ہے:

"سوال بزرگوں کی فاتحہ میں کھانے کی تخصیص، جیسے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ میں کھچڑا اور عبدالحق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی فاتحہ میں توشہ اسی طرح کھانے والوں کی تخصیص کا کیا حکم ہے؟"

جواب:۔ فاتحہ وطعام بلاشبہ مستحسن ہے تخصیص مخصیصین کا اختیاری فعل ہے، جو منع کرنے کا باعث نہیں بن سکتا یہ تخصیصات عرفیہ اور عادیہ ہیں جو خاص مصلحتوں اور مخفی مناسبتوں کی بنا پر ابتداءً ظاہر ہوئیں اور رفتہ رفتہ عام ہوگئیں۔ الخ

میں کہتا ہوں کہ اگر یہاں کوئی بھی دینی مصلحت نہ ہوتا ہم کسی

Marfat.com

مصلحت کے نہ ہونے کو خرابی کا ہونا لازم نہیں تاکہ اس کام کا انکار کیا جاسکے، اور نہ مباح کہاں جائے گا۔

امام احمد نے مسند میں سند حسن سے ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

وصیام السبت لا لك ولا علیك	ہفتے کے دن کا روزہ نہ تیرے لئے اور نہ تجھ پر۔

علماء نے اس کی شرح میں فرمایا:۔

لا لك فیه مزید ثواب ولا علیك فیه ملام ولا عتاب:	نہ تیرے لئے اس میں زیادتی ثواب ہے اور نہ تجھ پر اس میں ملامت وعتاب ہے۔

واضح ہوگیا کہ اگر کسی مخصص کے بغیر تخصیص مفید نہیں تو نقصان دہ بھی نہیں (ہمارا یہی) یہی مقصد ہے، ہاں ہر وہ عام آدمی (خاص آدمی صاحب علم ایسا گمان رکھے گا ہی نہیں) کہ اس تعیین عادی کو تعیین شرعی جانے اور گمان کرے کہ ان دنوں کے علاوہ ایصال ثواب ہو ہی نہیں سکتا یا جائز نہیں یا ان دنوں میں ثواب زیادہ ہے، تو وہ غلط کار جاہل ہے اور اس گمان میں جھوٹا اور خطادار ہے لیکن صرف اتنا گمان معاذاللہ اصل ایمان میں خلل پیدا نہیں کرتا اور نہ ہی قطعی عذاب اور یقینی وعید کا، موجب ہے۔

اسی طرح عوام جہلاء نے ایصال ثواب کے بارے میں جو ناپسندیدہ

Marfat.com

نا پسندیدہ امور

امور پیدا کر رکھے ہیں مثلاً دکھلاوا، چرچا اور تفاخر، مالداروں کو جمع کرنا اور فقراء کو منع کرنا ایسے ہی تیجے میں ایک جماعت ایک جگہ بیٹھ جاتی ہے اور تمام لوگ بلند آواز سے قرآن مجید سے پڑھتے ہیں اور قرآنِ مجید سننے کے فریضے کو ترک کر دیتے ہیں۔ یہ تمام باتیں ممنوع، مکروہ اور ناروا ہیں علماء کو چاہیئے کہ زائد خرابیوں پر لوگوں کو تنبیہ کریں یہ نہیں کہ زبان کی تیزی اور روانی کے سہارے سے اصل کام ہی کو ختم کر دیں جیسے کہ اکثر عوام نمازیں خصوصاً نوافل جنہیں وہ تنہا ادا کرتے ہیں، ارکان نماز کو آہستہ آہستہ ادا نہ کرنے اور دیگر ممنوعات کے عادی بن جاتے ہیں اس بنا پر انھیں نماز ہی سے نہ روکا جائے بلکہ ان ناپسندیدہ عادات سے روکنا اور ڈرانا چاہیئے اور نماز ادا کرنے کا شوق و رغبت دلانا چاہیئے۔ یہ مختصر تقریر اور قول فیصل مخالفین کے خواص اور اس طرف کے بعض عوام دونوں کو ناگوار ہوگا لیکن کیا کیا جائے کہ حق یہی ہے اور حق سے راہ فرار نہیں اللہ تعالیٰ ہی راہ راست کی ہدایت فرمانے والا ہے وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

واللہ الھادی الی سبیل الرشاد والصلوٰۃ والسلام علی المولی الجواد محمد وآلہ وصحبہ الامجاد واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عنہ بمحمدٍ المصطفےٰ

Marfat.com

النبیّ الامّی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ
عبد المصطفٰے احمد رضا خاں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین وفضلائے شرعیت امین اس مسئلے میں کہ کسی شخص نے ایک کلام مجید تلاوت کر کے ختم کیا اور اس کا ثواب پندرہ شخصوں کی ارواح کو للہ بخشا، ان روحوں میں تقسیم ہو جائیگا یعنی فی روح دو پارے پہنچیں گے یا فی روح کو پورے کلام مجید کا ثواب پہنچے گا، اور نتیجہ اس کا دنیا میں ملے گا یا عقبیٰ میں۔ دوسرے یہ کہ ثواب کس طرح کہہ کر پہنچائے؟

الجواب

اللہ عزوجل کے فضل سے امید ہے کہ ہر شخص کو پورے کلام مجید کا ثواب پہنچے گا۔ ردالمحتار میں ہے:

سئل ابن حجر المکی عما لو قرأ لاھل المقبرۃ الفاتحۃ ھل تقسم الثواب بینھم او یصل لکل منھم مثل ثواب ذلک کاملا اجاب بانہ افتی جمع بالثانی وھو اللائق بسعۃ الفضل۔

Marfat.com

اس مسئلے کی پوری تحقیق فتاویٰ فقیر میں ہے، نتیجہ ملنا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ مسلمانوں کو نفع رسانی سے اللہ عزوجل کی رضا اور رحمت ملتی ہے اور اس کی رحمت دونوں جہان کا کام بنا دیتی ہے آدمی کو اللہ تعالیٰ کے کام میں اللہ کی نیت چاہئے، دنیا اس سے مقصود رکھنا حماقت ہے۔ دعا کرے کہ الٰہی جو میں نے پڑھا، اس کا ثواب فلاں شخص یا فلاں فلاں اشخاص کو پہنچا اور افضل یہ ہے کہ تمام مسلمین و مسلمات کو پہنچائے۔

مسلک منقسط میں ہے:

یقرء ما تیسر له من الفاتحة والاخلاص سبعاً او ثلاثاً ثم یقول اللهم اوصل ثواب ما قرأناه الی فلان او الیهم۔

محیط و تتارخانیہ و شامی میں ہے:

الافضل لمن یتصدق نفلاً ان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لانها تصل الیهم ولا ینقص من اجره شیٔ۔

فتاویٰ رضویہ جلد چہارم

ص ۲۰۶

Marfat.com

احکام قبور مؤمنین

Marfat.com

تقدیم

مسلمانوں کے قبرستانوں کو مسمار کر کے کوئی عمارت بنانا جائز نہیں، مسلمانوں کی قبریں واجب التعظیم ہیں. اس رسالۂ مبارکہ میں صرف مقابر کے احکام ہی نہیں بیان کئے گئے ہیں بلکہ وقف کے بہت سے احکام بیان کر دیئے گئے ہیں اور اس سلسلے میں متعدد کتب کے بہترین حوالہ جات یکجا کئے گئے ہیں جو بدّت: راز کی عرق ریزی اور جاں فشانی کے بعد بھی علمار کے لئے حاصل کرنا ممکن نہیں اور اس ضمن میں اصول فقہ کی بہت سی نادر ابحاث بھی شامل ہیں جو اصل رسالہ دیکھنے پر ہی منکشف ہو سکتی ہیں۔

سید شجاعت علی قادری

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال:

علمائے دین اور مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک گورستان (اہلسنت) قدیم کی (ویرانی) قبروں کو عمداً کھود کر اپنے رہنے کے لیے مکان بنانا موافق مذہب حنفی کے جائز ہے۔ یا نہیں؟ اور ایسا کرنے میں اہل قبور کی توہین واہانت ہوگی۔ یا نہیں؟ بینوا، توجروا۔

الجواب:

ومنہ الھدایۃ الی الحق والصواب

جاننا چاہیئے، کہ انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وعامۂ مومنین اہلسنت کے ساتھ جو قلبی عداوت فرقۂ نجدیہ وہابیہ کو ہے ایسی اور کسی فرقۂ مبتدعہ کو نہیں ہے اسی وجہ سے اس فرقۂ محدثہ کے اکابر کی تصانیف اباطیل اہانت محبوبان خدا سے بھری پڑی ہیں

Marfat.com

جس کا جی چاہے وہ نجدی، اسمٰعیل دہلوی وصدیق حسن بھوپالی و خرم علی و رشید گنگوہی وغیرہ کی تالیفات باطلہ اٹھا کر دیکھ لے کہ قسم قسم کی اہانتوں سے پر ہیں

منجملہ ان کے ایک اہانت قبور انبیاء و شہداء و اولیاء علیہم السلام کا منہدم و نابود کرنا اس فرقے کا شعار ہو گیا ہے۔

شیخ نجدی نے روضۂ اقدس کو گرانے کا ارادہ کیا تھا

علامہ احمد بن علی بصری کتاب فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب میں فرماتے ہیں:

منہا انہ صح انہ یقول

لو اقدر علی حجرۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لہدمتہا۔

یعنی میں اگر قدرت پاؤں تو روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توڑ دوں۔

شیخ نجدی نے شہداء و صحابہ کرام کے مزار توڑے

اور یہی علامہ بصری ایک دوسرے مقام میں لکھتے ہیں:

اقول تہدیم قبور شہداء الصحابۃ المذکورین لاجل البناء علی قبورہم

یعنی نجدی کا شہداء صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبور کو تعمیر کی وجہ سے توڑ ڈالنا بڑی ضلالت

Marfat.com

ضلالۃ ای ضلالۃ انتھٰی مختصراً۔

اور گمراہی اس نجدی کی ہے۔

اور یہی علامہ مذکور تیسرے مقام میں لکھتے ہیں:

قال بعضھم ولو کان المبنی علیہ مشہوراً بالعلم والصلاح او کان صحابیاً وکان المبنی علیہ قبۃ و کان البناء علیٰ قدر قبرہ فقط فینبغی ان لا یھدم لحرمۃ نبشہ وان اندرس اذا علمت ھذا فا البناء علےٰ قبور ھؤلاءِ الشھداءِ من الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم لا یخلوا ما ان یکون واجبًا او جائزًا بغیر کراھۃ وعلیٰ کل فلا یقدم علی الھدم الا رجل مبتدع ضال لاستلزامہ

بعض علماء نے فرمایا کہ، صاحب قبہ اگر کوئی مشہور عالم متقی یا صحابی ہے اور قبہ صرف قبر کے برابر ہو تو اسے منہدم نہ کرنا چاہیئے، کیونکہ خواہ اس کا نشان بھی کیوں نہ مٹ جائے مگر اس کا کھولنا جائز نہیں۔ اب آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان شہید صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبور پر عمارات بنانا یا تو واجب ہوگا یا بلاکراہت جائز اور بہر صورت منہدم کرنا جائز نہیں اور یہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو بدعتی اور گمراہ ہو۔

Marfat.com

انتهاك حرمة اصحاب رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الواجب علیٰ کلّ مسلمٍ محبتهم ومن محبتهم وجوب توقیرلهم وای توقیر لهم عند من هدم قبورهم حتّٰی بدت ابدانهم واکفانهم کما ذکر بعض علماء نجد فی سوال ارسلہ الیّ انتهی مختصرا ؎

کیونکہ اس سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیحرمتی ہوتی ہے، حالانکہ ان کی تعظیم اور توقیر ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اب وہ لوگ تعظیم کرنے والے کیسے قرار پا سکتے ہیں جنہوں نے شہداء کی قبور کھود ڈالیں جبکہ بعض کے جسم اور کفن بھی ظاہر ہو گئے۔

ان بدبختوں کے نزدیک ظاہری موت کے بعد یہ بالکل بے حس و بے شعور ہو جاتے ہیں اور مر کر معاذ اللہ (پناہ بخدا) مٹی میں مل جاتے ہیں۔ ملا اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب تقویت الایمان کے صلا میں حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان ارفع و اعلیٰ میں بکتا ہے کہ:

"میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔"

لہ سابقاً علامہ بصری علیہ الرحمت کے قول میں گذرا کہ نجدی نے جب

Marfat.com

جب سید المرسلین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی نسبت ان ملاعنہ کا ایسا ناپاک خیال ہے اور ان کے روضۂ اطہر اور شہدار وصحابہ کرام علیہم الرضوان کی قبور کو منہدم کرنے کا بیہودہ خیال ہے تو باقی اموات عامہ مومنین صالحین کی نسبت پوچھنا کیا ہے۔

جب قبور مومنین بلکہ اولیار علیہم السلام اجمعین کا توڑنا اور منہدم کرنا شعار نجدیہ وہابیہ ہوا، تو کسی کو جائز نہیں ہے کہ وہ صورت مسئولہ میں قبور مومنین اہلسنت کو توڑ کر بلکہ ان کو کھود کر ان پر اپنی رہائش وآسائش کے مکان بنا کر ان میں لذات دنیا میں مشغول و منہمک ہو، جو قطعاً و یقیناً اصحاب قبور کو ایذا دینا اور ان کی اہانت اور توہین کرنا ہے جو کسی طرح جائز نہیں کہ:

اہلسنت کے نزدیک انبیا و شہدار و اولیار اپنے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۸) قبور شہدار وصحابہ کرام علیہم الرضوان کو شہید کیا تو ان میں ان کے کفن اور بدن شریف سب سلامت تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو مدفون ہوئے تخمیناً بارہ سو سال گزر چکے تھے۔ پس ہزار تف ہے ملا اسمٰعیل اور اس کے مقلدین وہابیہ روسیاہ پر کہ ان کا ایسا ناپاک عقیدہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس واطہر کے ساتھ کہ جو مسلمان کی شان کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ اہلسنت کو ان کی صحبت بد سے بچائے۔ آمین

Marfat.com

ابدان مع اکفان کے زندہ ہیں۔

اہلسنت کے نزدیک انبیار وشہدار علیہم التحیتہ والثنا اپنے ابدان شریفہ سے زندہ ہیں بلکہ انبیار علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ابدان لطیفہ زمین پر حرام کئے گئے ہیں، کہ وہ ان کو کھا دے اسی طرح شہدار و اولیار علیہم الرحمتہ والثنا کے ابدان وکفن بھی قبور میں صحیح وسلامت رہتے ہیں۔ وہ حضرات روزی ورزق دیئے جاتے ہیں۔

علامہ سبکی علیہ الرحمتہ شفاء السقام میں لکھتے ہیں:

وحیاۃ الشھداء اکمل واعلیٰ فھذا النوع من الحیاۃ والرزق لا یحصل لمن لیس فی رتبتھم واما حیاۃ الانبیاءَ اعلیٰ واکمل واتم من الجمیع لانھا للروح والجسد علی الدوام علیٰ ماکان فی الدنیا ﴿	شہدار کی زندگی بہت اعلیٰ ہے زندگی اور رزق کی یہ قسم ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوتی جوان کے ہم رتبہ نہیں اور انبیار کی زندگی سب سے اعلیٰ ہے، اس لئے کہ وہ جسم وروح دونوں کے ساتھ ہے جیسی کہ دنیا میں تھی، اور ہمیشہ رہے گی۔

اور قاضی ثنار اللہ صاحب پانی پتی تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں:

" اولیار اللہ گفتہ اند۔ ارواحنا اجسادنا

یعنی ارواح ایشاں کار اجساد می کنند۔ دگاہے
اجساد از غایت لطافت برنگ ارواح می بر آید۔
میگویند، کہ رسول خدا را سایہ نبود (صلی اللہ تعالیٰ
علیہ والہ واصحابہ وسلم) ارواح ایشاں از زمین
وآسمان وبہشت ہر جا کہ خواہند می روند۔ وبسبب
ایں ہمیں حیات اجساد آنہارا در قبر خاک نمی خورد
بلکہ کفن ہم می ماند۔ ابن ابی الدنیا از مالک روایت
نمود۔ ارواح مومنین ہر جا کہ خواہند سیر کنند، مراد از
مومنین کاملین اند۔ حق تعالیٰ اجساد ایشاں را قوت
ارواح می دہد کہ در قبور نماز میخوانند (ادا کنند) وذکر
می کنند، وقرآن کریم می خوانند۔"

ترجمہ۔ اولیاء اللہ کا فرمان ہے کہ ہماری روحیں
ہمارے جسم ہیں، یعنی ان کی ارواح جسموں کا کام دیا
کرتی ہیں اور کبھی اجسام انتہائی لطافت کی وجہ سے
ارواح کی طرح ظاہر ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ ان کی ارواح زمین
آسمان، اور جنت میں جہاں بھی چاہیں آتی جاتی ہیں۔
اس لئے قبروں کی مٹی ان کے جسموں کو نہیں کھاتی
ہے بلکہ کفن بھی سلامت رہتا ہے۔ ابن ابی الدنیا

Marfat.com

نے مالک سے روایت کی ہے کہ مومنین کی ارواح جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں، مومنین سے مراد کاملین ہیں۔ حق تعالیٰ ان کے جسموں کو روحوں کی قوت عطا فرماتے ہیں۔ وہ قبروں میں نماز ادا کرتے اور ذکر کرتے ہیں، اور قرآنِ کریم پڑھتے ہیں۔
اور شیخ الہند محدث دہلوی علیہ الرحمۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

" اولیائے خدائے تعالیٰ نقل کردہ شدند ازیں دارِ فانی بدارِ بقا، وزندہ اند نزد پروردگار خود۔ ومرزوق اند وخوش حال اند۔ ومردم را ازاں شعور نیست۔ الخ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے اولیاء اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئے ہیں، اور اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں، انھیں رزق دیا جاتا ہے، وہ خوش حال ہیں، اور لوگوں کو اس کا شعور نہیں۔

اور علامہ علی قاری شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

لا فرق لھم فی الحالین ولذا قیل اولیاء اللہ لا یموتون ولا ینقلبون من دارٍ الیٰ دارٍ الخ	اولیاء اللہ کی دونوں حالتوں (حیات و ممات) میں اصلاً فرق نہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے

Marfat.com

دوسرے گھر میں تشریف لے جاتے ہیں "

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ نے شرح صدور میں اولیائے کرام علیہم الرضوان کی حیات بعد ممات کے متعلق چند روایات مستندہ لکھی ہیں، جو یہاں نقل کی جاتی ہیں :

امام عارف باللہ استاذ ابو القاسم قشیری قدس سرہ اپنے رسالے میں بسند خود حضرت ولی مشہور سیدنا ابو سعید خراز قدس اللہ سرہ الممتاز سے راوی، کہ میں مکہ معظمہ میں تھا۔ باب بنی شیبہ پر ایک جوان مردہ پڑا پایا۔ جب میں نے اس کی طرف نظر کی تو مجھے دیکھ کر مسکرایا، اور کہا :

یا ابا سعید اما علمت ان الاحباء احیاء

وان ماتوا وانما ینقلبون من دار الی دار ؎

اے ابو سعید! کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے زندہ ہیں، اگرچہ مرجائیں۔ وہ تو یہی ایک گھر سے دوسرے گھر میں بدلائے جاتے ہیں "

وہی عالی جناب حضرت سیدی ابو علی قدس سرہ سے، راوی ہے :

میں نے ایک فقیر کو قبر میں اتارا، جب کفن کھولا، ان کا سر خاک پر رکھ دیا، کہ اللہ تعالیٰ ان کی غربت پر رحم کرے۔ فقیر نے آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے

Marfat.com

فرمایا:

یا ابا علی تذللنی بین یدی من یدللنی.

اے ابو علی! تم مجھے اس کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میرے ناز اٹھاتا ہے۔

میں نے عرض کی:

"اے سردار میرے، کیا موت کے بعد زندگی ہے؟"

فرمایا:

بلیٰ انا حیّ وکل محبّ لانصرنک بجاهی غداً.

میں زندہ ہوں، اور خدا کا ہر پیارا زندہ ہے۔ بیشک وہ جاہت و عزت جو مجھے روز قیامت ملے گی اس سے میں تیری مدد کروں گا"

وہی جناب مستطاب حضرت ابراہیم بن شیبان قدس سرہ سے راوی:

"میرا ایک مرید جوان فوت ہوگیا۔ مجھ کو سخت صدمہ ہوا نہلانے بیٹھا، گھبراہٹ میں بائیں طرف سے ابتدا کی، جوان نے وہ کروٹ ہٹا کر اپنی دہنی کروٹ میری طرف کی۔ میں نے کہا جان پدر۔ تو سچا ہے۔ مجھ ہی

Marfat.com

سے غلطی ہوئی :

وہی امام، حضرت ابویعقوب سوسی نہرجوری قدس سرہٗ سے راوی :

"میں نے ایک مرید کو نہلانے کے لئے تختے پر لٹایا اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔ میں نے کہا، جان پدر میں جانتا ہوں کہ تو مردہ نہیں۔ یہ تو صرف مکان بدلنا ہے۔ لے میرا ہاتھ چھوڑ دے۔"

جناب ممدوح انھیں عارف موصوف سے راوی :

"مکہ معظمہ میں ایک مرید نے مجھ سے کہا۔ پیر و مرشد! میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا، حضرت ایک اشرفی لیں۔ آدھی میں میرا دفن اور آدھی میں میرا کفن کریں جب دوسرا دن ہوا، اور ظہر کا وقت آیا۔ مرید مذکور نے آکر طواف کیا، پھر کعبے سے ہٹ کر لیٹا، تو روح نہ تھی میں نے قبر میں اتارا۔ آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا کیا موت کے بعد زندگی۔ کہا :

اَنَا حَیٌّ وَ کُلُّ مُحِبِّ اللّٰہِ حَیٌّ :

میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر دوست زندہ ہے۔

نامناسب افعال کرنے سے اموات مسلمین کو ایذا ہوتی ہے

Marfat.com

اور بعض عامۂ مومنین اور بقیہ اموات کے ابدان گو سلامت نہ رہتے ہوں، تاہم ان کی قبور پر بیٹھنے بلکہ ان پر تکیہ لگانے اور قبرستان میں جوتوں کی آواز کرنے سے ان کو ایذا ہوتی ہے۔ احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت بلاریب ہے۔ حاکم و طبرانی عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا، فرمایا:

یا صاحب القبر انزل من القبر لا توذی صاحب القبر ولا یوذیک۔	او قبر والے قبر سے اتر آ۔ نہ تو صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے۔

سعید بن منصور اپنی سنن میں راوی:

کسی نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا۔ فرمایا:

کما اکرہ اذی المؤمن فی حیاتہ فانی اکرہ اذاہ بعد موتہ۔	مجھ کو جس طرح مسلمان زندہ کی ایذا ناپسند ہے، یوں ہی مردہ کی

امام احمد علیہ الرحمتہ بسند احسن انھیں حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

سید عالم صلی اللہ وسلم نے مجھے ایک قبر سے تکیہ لگائے

Marfat.com

دیکھا، فرمایا:

لا تؤذ صاحب ھذا القبر — اس قبر والے کو ایذا نہ دے

یا فرمایا:

لا تؤذہ — اسے تکلیف نہ پہنچا۔

اس ایذا کا تجربہ بھی تابعین عظام اور دوسرے علمائے کرام نے جو صاحب بصیرت تھے کرلیا ہے۔ ابن ابی الدنیا ابو قلابہ بصری سے راوی:

میں ملک شام سے بصرہ کو جاتا تھا، رات کو خندق میں اترا وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ جب جاگا، تو صاحب قبر کو دیکھا کہ مجھ سے گلہ کرتا ہے اور کہتا ہے:

لقد اذیتنی منذ اللیلۃ — اے شخص تو نے مجھ کو رات بھر ایذا دی۔

امام بیہقی دلائل النبوۃ میں اور ابن ابی الدنیا حضرت ابو عثمان نہدی سے۔ وہ ابن مینا تابعی سے راوی:

میں مقبرے میں گیا، دو رکعت پڑھ کر لیٹ گیا۔ خدا کی قسم میں خوب جاگ رہا تھا، کہ سنا، کوئی شخص قبر میں سے کہتا ہے

قم فقد اذیتنی — اٹھ کہ تو نے مجھ کو اذیت دی

حافظ ابن مندہ امام قاسم بن مخیمرہ رحمتہ اللہ تعالیٰ سے راوی:

Marfat.com

"اگر میں تپائی بھال پر پاؤں رکھوں کہ میرے قدم سے پار ہو جائے تو یہ مجھ کو زیادہ پسند ہے، اس سے کہ قبر پر پاؤں رکھوں۔" پھر فرمایا:

ایک شخص نے قبر پر پاؤں رکھا۔ جاگتے میں سنا:

الیك عنّی یا رجل ولا تؤذنی ؛	اے شخص الگ ہٹ مجھے ایذا نہ دے۔

اور علامہ شرنبلالی مراقی الفلاح میں لکھتے ہیں:

اخبرنی شیخی العلامة محمد بن احمد الحموی الحنفی رحمة اللہ تعالیٰ بانهم یتاذون بخفق النعال ؛	مجھ کو میرے استاذ علامہ محمد ابن احمد حنفی نے خبر دی کہ جوتے کی پہچل سے مردے کو ایذا ہوتی ہے۔

اسی واسطے ہمارے فقہائے کرام احناف علیہم الرحمتہ فرماتے ہیں، کہ:

قبر پر رہنے کو مکان بنانا، یا قبر پر بیٹھنا یا سونا، یا اس پر یا اس کے نزدیک بول و براز کرنا یہ سب امور اشد مکروہ، قریب بحرام ہیں۔

فتاوی علمگیری میں ہے:

ویکرہ ان یبنی علی	قبر پر عمارت بنانا، سونا

Marfat.com

القبر او ینام او یطاء علیہ او یقضی حاجۃ الانسان من بول او غائط الخ۔ — روندنا، بول و براز کرنا مکروہ ہے۔

علامہ شامی اس کی دلیل میں حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں:

لان المیّت یتاذی بما یتاذی بہ الحیّ؛ — یعنی اس لئے کہ جس سے زندوں کو اذیت ہوتی ہے اس سے مردے بھی ایذا پاتے ہیں۔

بلکہ دیلمی نے امّ المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کلیّے کی تصریح روایت کی کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

المیت یوذیہ فی قبرہ مایوذیہ فی بیتہٖ؛ — میّت کو جس بات سے گھر میں ایذا ہوتی ہے، قبر میں بھی اس سے اذیت پاتا ہے۔

ابن ابی شیبہ اپنی مصنّف میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

اذی المومن فی موتہٖ کاذاہ فی حیوتہٖ؛ — مسلمان کو بعد موت ایذا دینی ایسی ہی ہے جیسے زندگی میں اسے تکلیف پہنچائی۔

اور اظہر من الشمس ہے کہ قبور کو کھود کر ان پر رہنے کو مکان

Marfat.com

بنایا تو اس میں یہ سب امور موجود ہیں۔ جس سے یقیناً اہل قبور کی توہین ہوتی ہے اور ان کو ایذا دینا ہے جو ہرگز ہمارے حنفی مذہب میں جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی معترض کہے، کہ شرح کنز میں علامہ زیلعی لکھتے ہیں:

ولو بلی المیت وصار تراباً جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ؛

(ترجمہ) اگر میت پرانی ہو جائے اور مٹی میں مل جائے تو دوسرے کو اس قبر میں دفن کرنا، کھیتی باڑی کرنا اور اس پر عمارت بنانا جائز ہے۔"

تو جواب اس کا اولاً یہ ہے کہ یہ قول علامہ زیلعی کا احادیث مذکورہ اور روایاتِ مسطورہ کے معارض ہے لہٰذا قابل قبول نہیں ہے اور ثانیاً یہ کہ علامہ شرنبلالی نے امداد الفتاح میں علامہ زیلعی کے اس قول کو رد کر دیا ہے، دوسری روایت معارضہ ہے پس قابل تعمیل نہیں۔

قال فی الامداد ویخالفہ ما فی التتارخانیہ اذا صار المیّت تراباً فی القبر یکرہ دفن غیرہ فی قبرہ لان الحرمۃ باقیۃ الخ

یعنی جب قبر میں میّت گل کر مٹی بھی ہو جائے تب بھی اس کی قبر میں غیر کو دفن کرنا مکروہ ہے کہ اس کی تعظیم و حرمت کے خلاف ہے کہ اس میّت

Marfat.com

کی تعظیم و حرمت اب بھی باقی ہے۔

اور موید ہے اس کی وہ جو علّامہ نابلسی علیہ الرحمتہ نے حدیقہ ندیہ شرح طریقۂ محمّدیہ نے لکھا ہے:

معناہ ان الارواح تعلم بترک اقامۃ الحرمۃ والاستھانۃ فتاذی بذلک:

یعنی قبر پر تکیہ لگانے سے جو اہل قبور کو ایذا ہوتی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ روحیں جان لیتی ہیں، کہ اس نے ہماری تعظیم میں قصور کیا، لہٰذا ایذا پاتی ہیں۔

اور شیخ الہند علیہ الرحمتہ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

"شاید کہ مراد آنست کہ روح وے ناخوش میدارد، و راضی نیست بتکیہ کردن بر قبر وے از جہت تضمن اہانت و استخفاف را بوے۔"

(ترجمہ) اس کے معنی غالباً یہ ہیں کہ اس کی روح قبر پر تکیہ لگانے سے ناخوش ہوتی ہے کیونکہ اس میں اس کی توہین ہے۔

جب قبر پر تکیہ لگانے سے اہل قبور کی اہانت اور ان کی توہین اور ان کی ترک تعظیم ہوتی ہے، تو اس پر کھیتی کرنے سے اور اس پر مکان بنانے سے تو بطریق اولیٰ ان کی توہین ہوگی، اور ثالثاً یہ کہ ہم میاں معترض نجدی شعار سے پوچھتے ہیں کہ تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ،

Marfat.com

کہ میت بالکل مٹی ہوگئی ہے اور اس کی ہڈی بھی باقی نہیں رہی ہے۔
اس واسطے کہ قبر ابھی تک کھودی نہیں گئی ہے اور نہ میت کے مٹی ہونے کا قرآن اور حدیث میں کوئی وقت مقرر ہوا ہے، کہ اتنی مدت کے بعد میت کی ہڈیاں بھی مٹی ہو جاتی ہیں بلکہ تجربے سے بارہا مشاہدہ ہوا ہے کہ کسی بہت پرانی بستی کے اطراف میں کوئی جگہ کھودی جائے تو اس میں قبور نکلیں جن میں ہڈیاں (بلکہ بعض کے ابدان) اب تک باقی صحیح وسلامت تھیں، کتبوں سے تین تین چار چار صدیوں کی قبور معلوم ہوتی تھیں تو بلا دلیل بلا ضرورت شرعی کے کسی ممنوع امر کا کسی مبہم روایت کی بنا پر مرتکب ہونا ہرگز جائز نہیں ہے۔ اگر معترض پھر عود کرے، اور کہے، کہ بمبئی وغیرہ عظیم شہروں میں قبور کھود کر ان میں دوسرے اموات دفن کئے جاتے ہیں، تو اگر قبور کھودنے سے اموات کی توہین ہوتی ہے، تو ان شہروں میں یہ کام کیوں ہوتا ہے تو جواب اس کا یہ ہے، کہ ان شہروں میں جگہ بہت تنگ ہے قبرستانوں میں اتنی وسعت نہیں ہے کہ میت کے لئے الگ الگ قبر ہو، لہٰذا اس ضرورت شدیدہ سے یہ جائز ہے کہ الضرورات تبیح المحظورات قاعدۂ متفقہ ہے۔

کبیری شرح منیہ میں ہے:

ولا یحفر قبر لدفن
اخر مالم یبل الاول

فلم یبق له عظم الا عند
الضرورة بان لم یوجد
مکان سواہ الخ

بالجملہ صورت مسئولہ میں قبور کو کھود کر ان پر مکانات بنانا ہمارے حنفی مذہب میں جائز نہیں اور بلاشبہ وشک ایسا کرنے سے اہل قبور کی توہین ہوگی جو جائز نہیں ہے۔

ھذا ما عندی والعلم الاتم عند ربی قال بفمہ و امر برقمہ العبد الفقیر محمد عمر الدین السنی الحنفی القادری الہزاروی عفا اللہ تعالیٰ عنہ۔

Marfat.com

جو کچھ مجیب لبیب نے لکھا ہے حق اور صواب ہے۔ چنانچہ خزانۃ الرّوایۃ میں مرقوم ہے:

فی مفید المستفید عن مفاتیح المسائل واذا صار المیّت ترابا فی القبر یکرہ دفن غیرہ فی قبرہ لان الحرمۃ باقیۃ انتہٰی۔

اور یہ بھی خزانۃ الروایۃ میں ہے:

لا یجوز لاحدٍ ان یبنی فوق القبور بیتاً او مسجد الان الموضع القبر حق المقبور ولھٰذا لا یجوز نبشہ انتہی مختصراً

نمقہ الراجی الی رحمتہ ربہ الشکور
عبد الغفور صانہ اللہ عن الاٰفات والشرور

Marfat.com

لله در المجیب حیث اجاب فاجاد واصاب فیما افاد

حررہ المسکین محمد بشیر الدین عفی عنہ

اس فتوے کو دیکھا۔ فتویٰ صحیح ہے۔ جواب درست ہے۔

حررہ محمد عبد الرشید دھلوی عفی عنہ

الجواب الصحیح محمد افضل المجید عفی عنہ

الجواب صحیح وصواب حررہ

العبد المفتقر مطیع الرسول

عبد المقتدر القادری البدایونی

عفی عنہ

۱۳۱۷
الرسول قادری
حنفی
محمد عبد المقتدر مطیع

ذلک کذالک محمد فضل احمد البدایونی عفی عنہ

المجیب مصیب

۱۳۱۸
قادری
محمد ابراھیم

اصاب من اجاب واللہ اعلم بالصواب

محمد حافظ بخش المدرس بالمدرسۃ المحمدیہ ببلدہ بدایوں

بخش حنفی
محمد حافظ

صح الجواب حررہ عبد الرسول محب احمد عفی عنہ

المدرس بالمدرسۃ

بدایوں

محب احمد قادری
عبد الرسول

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ لِلّٰہِ الّذی جَعَلَ الارضَ کِفَاتًا ہ ذاکرۃ المومنین احیاءً واَمواتًا ہ وجعل موتھم راحۃً وسباتًا ہ وحرم اھانتھم تحریمًا بتاتًا ہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من سقانا من فضلہ وفضلتہ ماءً فراتًا ہ واعطانا فی کلِّ محجۃ ابلج حجۃ نقضًا واثباتًا ہ وابدّ تعظیم المومنین ابد الا بدین ولم یُوقت لہ میقاتًا ہ فجعلھم عظامًا وان صاروا عظامًا ہ وحرم ایذاءھم ولوکانوا رفاتًا ہ وعلیٰ الہ وصحبہ واھلہ وحزبہ المکرمین عند اللہ جمیعًا واشتاتًا

جزی اللہ المجیب خیرًا ویثیب

جامع الفضائل قامع الرذائل حامی السنن ماحی الفتن مولٰنا مولوی محمد عمر الدین جعلہ اللہ کاسمہٖ عمر الدین ولسعیہ درعیہ عمر الدین کا جواب ناہج مناہج صواب کافی ووافی ہے۔ مگر بحکم المامور معذور بنظر تکثیر افاضہ دو وصل مفید کا اضافہ منظور۔ وصل اوّل اس بیانِ مجیب کی تائید وتصویب میں کہ قبور المسلمین کی تعظیم ضرور اور اہانت محظور، اور یہ کہ کیا کیا امور موجب ایذائے اصحاب قبور۔ یہاں اگر سلسلۂ سخن میں بعض امور مذکورہ جواب کا اعادہ ہو، تو غیر محذور کہ تکرر فرع موجب مزید تاکید وا وقع فی الصدور م والمسک ماکررتہٗ یتضوع

Marfat.com

وصل دوم میں اخفاق مرام وازہاق اوہام وتبکیت مخطیان بخاریہ لیام، اور اس امر کا بیان کامل وتام کہ مقابر عام مسلمین میں کوئی وقفی مکان بنانا بھی حرام نہ کہ اپنی سکونت وآرام کا مقام، نیز روایت علامہ زیلعی کی تحقیق انیق۔ اس وصل میں دو فتوے فقیر کی نقل پر قناعت ہے، کہ ان میں بحمداللہ تعالیٰ کفایت ہے۔ وباللہ التوفیق۔

وَصلِ اوّل

علمائے کرام کا اتفاق ہے، کہ مسلمان کی عزت مردہ و زندہ برابر ہے۔ محقق علی الاطلاق رحمتہ اللہ تعالیٰ فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

الاتفاق علی ان حُرمَۃ المسلم میتاً کحرمتہ حیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

کسر عظم المیّت واذاہ ککسرہ حیًّا۔ مردے کی ہڈی کو توڑنا اور اسے ایذا پہنچانا ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی کو توڑنا۔ رواہ الامام احمد وابوداؤد وابن ماجۃ باسناد حسن عن امّ المؤمنین عائشۃ الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

Marfat.com

یہ حدیث مسند الفردوس میں ان لفظوں سے ہے:

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

المیّت یؤذیہ فی قبرہٖ ما یؤذیہ فی بیتہٖ۔ مردے کو قبر میں بھی اس بات سے ایذا ہوتی ہے جس سے گھر میں اسے اذیت ہوتی۔

علامہ مناوی شرح میں فرماتے ہیں:

افاد ان حرمۃ المؤمن بعد موتہٖ باقیۃ۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی حرمت بعد موت کے بھی ویسے ہی باقی ہے۔ سیدنا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اذی المؤمن فی موتہٖ کاذاہ فی حیاتہٖ۔ مسلمان مردہ کو ایذا دینا ایسا ہے جیسے زندہ کو۔

رواہ ابوبکر بن شیبۃ۔

علماء فرماتے ہیں:

المیّت یتاذی بما یتاذی بہ الحی۔ جس بات سے زندوں کو ایذا پہنچتی ہے، مردے بھی اس سے تکلیف پاتے ہیں۔ کذا فی ردّ المحتار وغیرہ من معتمدات الاسفار۔

علامہ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، اشعۃ اللمعات

Marfat.com

یں امام علامہ ابو عمر یوسف بن عبد البر سے نقل فرماتے ہیں:

"ازیں جا مستفاد می گردد کہ میت متالم می گردد
بتمام آنچہ متلذذ می شود بداں زندہ" انتہی کلامہ۔

یہاں تک ہمارے علماء نے تصریح فرمائی۔ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا ہو اس میں آدمیوں کو چلنا حرام ہے۔ ف شامیۃ عن الطحطاویۃ اخر کتاب الطہارۃ نصوا علی ان المرور فی سکتۃ حادثۃ فیہا حرام۔

اور فرماتے ہیں:

"مقبرے کی گھاس (سبز) کاٹنا مکروہ ہے کہ جب تک وہ (گھاس سبز) تر رہتی ہے، اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے۔ اس (سبز گھاس) سے اموات کا دل بہلتا ہے اور ان پر رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ ہاں خشک گھاس کاٹ لینا جائز ہے مگر وہاں سے تراش کر جانوروں کے پاس لے جائیں اور یہ ممنوع ہے کہ انھیں گورستان میں چرنے چھوڑ دیں

فی جنائز رد المحتار	رد المحتار کے جنائز میں ہے
یکرہ ایضاً قطع النبات	کہ تر گھاس کا مقبرے سے
الرطب والحشیش من المقبرۃ	کاٹنا، خشک کا نہیں مکروہ
دون الیابس کما فی البحر	ہے جیسا کہ بحر اور شرح
والدرر وشرح المنیۃ	منیہ میں ہے اور امداد میں

Marfat.com

وعلله فی الامداد بانه مادام رطبا یسبح اللہ تعالیٰ فیونس المیت و تنزل بذکرہ الرحمة ونحوہ فی الخانیة انتھیٰ وفی العلمگیریة عن البحر الرائق لو کان فیہا حشیش یحش ویرسل الی الدّواب ولا ترسل الدواب فیہا اھ

اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ جب تک وہ تر رہتی ہے اللہ کی تسبیح کرتی رہتی ہے جس سے میت کو انس حاصل ہوتا ہے اور اس کے ذکر کی وجہ سے رحمت نازل ہوتی ہے اور خانیہ میں بھی اسی طرح ہے انتہیٰ، اور علمگیریہ میں بحر الرائق سے ہے کہ اگر قبرستان میں خشک گھاس ہو تو کاٹ کر لائی جا سکتی ہے مگر جانور اس میں نہ چھوڑے جائیں۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو مقابر میں جوتا پہنے چلتے دیکھا۔ ارشاد فرمایا:

"ہائے کم بختی تیری اے طائفی جوتے والے۔ پھینک اپنی جوتی۔"

اخرج الائمة ابوداؤد والنسّائی والطحاوی وغیرھم عن بشیر بن الخصاصیة واللفظ للامام الحنفی

ابوداؤد، نسائی، اور طحاوی وغیرہم نے بشیر بن خصاصیہ سے روایت کی اور لفظ امام حنفی کے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای رجلاً یمشی بین القبور فی نعلین۔ فقال ویحک یا صاحب السّبتتین الق سبتیتیک اھ السِّبْتہ بکسر المھملۃ وسکون الموحدۃ ھی التی لا شعر فیھا۔ قال القاضی عیاض کان من عادۃ العرب لبس النعال بشعرھا غیر مدبوغۃ۔ وکانت المدبوغۃ تعمل بالطائف وغیرہ الخ۔

نے ایک شخص کو قبروں کے درمیان جوتیاں پہن کر چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا خرابی ہو تیری اے جوتیوں والے اپنی جوتیاں اتار دے. سبتہ مہملہ کے کسرہ اور سکون بار سے وہ چمڑا جس میں بال نہ ہوں قاضی عیاض نے فرمایا، عرب والے کچے چمڑے کے مع بالوں کے جوتے پہنا کرتے تھے اور پکائے ہوئے چمڑے کے جوتے طائف وغیرہ میں بنائے جاتے تھے۔

فاضل محقق حسن شرنبلالی اور ان کے استاذ علامہ محمد بن احمد حموی فرماتے ہیں:

”چلنے میں جو آواز کفش پا سے پیدا ہوتی ہے، اموات کو رنج دیتی ہے۔“

حیث قال فی اس لئے کہ مراقی الفلاح

اخبرنی شیخی العلامة محمد بن احمد الحموی الحنفی رحمة اللہ تعالیٰ بانھم یتاذون بتحقق النعال انتھی اھ اقول ودجھہ ماسیاتی عن العارف الترمذی رحمة اللہ تعالیٰ؛

میں کہا کہ مجھے خبر دی میرے شیخ علامہ محمد بن احمد حموی حنفی رحمہ اللہ نے کہ مردے جوتیوں کی پہچل سے تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں اس کی دلیل عنقریب عارف ترمذی سے منقول ہو کر آئے گی۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لان یجلس احدکم علے جمرة فتحرق ثیابہ فتخلص الی جلدہ خیر لہ من ان یجلس علے قبر.

بیشک آدمی کو آگ کی چنگاری پر بیٹھا رہنا یہاں تک کہ وہ اس کے کپڑے جلا کر جلد تک توڑ جائے، اس کے لئے بہتر ہے اس سے کہ قبر پر بیٹھے۔ رواہ مسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجة عن سیدنا ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مجھے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا، ارشاد فرمایا: او قبر پر بیٹھنے والے! قبر سے اتر آ۔ صاحب قبر کو ایذا نہ دے، نہ وہ تجھے ایذا دے۔

Marfat.com

اخرج الطحاوی فی معانی الاثار والطبرانی فی المعجم الکبیر بسندٍ حسن والحاکم وابن مندۃ عن عمارۃ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال رآنی رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جالسًا علیٰ قبرٍ فقال یا صاحب القبر انزل من علی القبر لا تؤذی صاحب القبر ولا یؤذیك ولفظ امام الحنفی فلا یؤذیك ؛

طحاوی نے معانی الآثار میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں بسند حسن اور حاکم اور ابن مندہ نے عمارہ بن حزم سے روایت کی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا تو فرمایا، اے قبر پر بیٹھنے والے قبر سے اتر اور قبر والے کو تکلیف نہ دے اور نہ وہ تجھے تکلیف نہ دے اور امام حنفی کے لفظ یہ ہیں فلا یوذیك ؛

اور امام احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مسند میں یوں روایت کیا :

عمرو بن حزم کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا ، فرمایا :

لا تؤذِ صاحب القبر — صاحب قبر کو ایذا نہ دے ۔

کما فی المشکوٰۃ قلت — جیسے مشکوٰۃ میں ہے

Marfat.com

وھذا الحدیث لایلائمہٗ	میں کہتا ہوں اس حدیث
تاویل الامام ابی جعفر	سے امام ابوجعفر کی تاویل
والنھی عن شئ لاینافی	مناسبت نہیں رکھتی ہے
النھی عن اعم منہ	اور کسی چیز سے روکنا اس چیز
فافھم ؕ	سے عام روکنے کو مستلزم
	نہیں ۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح میں فرماتے ہیں :

" شاید کہ مراد آنست ، کہ روح وے ناخوش میدارد وراضی نیست بہ تکیہ کردن بر قبر وے جہت تضمن وے اہانت واستخفاف را بوے " اھ

ترجمہ ۔

شاید مراد یہ ہے کہ اس کی روح ناراض ہوتی ہے اپنی قبر پر تکیہ لگانے کی وجہ سے اہانت محسوس کرتی ہے ۔

اقول ۔ اس توجیہہ پر امام علامہ محدث عارف باللہ حکیم الامۃ سیدی محمد بن علی ترمذی قدس سرہٗ نے جزم فرمایا ۔ تصریح فرماتے ہیں کہ :

" ارواح کو ان کی بے حرمتی وتنقیص شان معلوم ہوجاتی ہے لہٰذا ایذا پاتی ہیں ۔ "

سیدی عبدالغنی	عبدالغنی نے حدیقہ میں

Marfat.com

فی الحدیقۃ عن نوادر	نوادر سے نقل کرتے ہوئے
الاصول معناہ ان	فرمایا، اس کے یہ معنی ہیں کہ
الارواح تعلم بترک	ارواح اپنی اہانت وذلت کو
اقامۃ الحرمۃ والاستہانۃ	محسوس کرتی ہیں اور اس سے
فتتاذی بذالک اھ	انھیں ایذا ہوتی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لان امشی علی جمرۃ او	البتہ چنگاری یا تلوار پر چلنا
سیفٍ او اخصف نعلی	یا جوتا پاؤں سے گانٹھنا مجھے
برجلی احب الیّ من ان	اس سے زیادہ پسند ہے کہ
امشی علی قبرٍ۔	کسی قبر پر چلوں۔

رواہ ابن ماجۃ عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واسنادہ جیّد کما افاد المنذری۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لأن اطاء علی جمرۃ	بے شک مجھے آگ پر پاؤں
احب الیّ من ان اطاء	رکھنا زیادہ پیارا ہے مسلمان
علی قبر مسلم۔	کی قبر پر پاؤں رکھنے سے۔

رواہ الطبرانی فی الکبیر باسنادٍ حسن قالہ امام عبدالعظیم
ان ہی صحابی اجل سے کسی نے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا۔ فرمایا:

کما اکرہ اذی المومن	میں جس طرح مسلمان کی ایذا

Marfat.com

فی حیاته فانی اکره اذاه بعد موته.

اس کی زندگی میں مکروہ جانتا ہوں، یوں ہی بعد موت اس کی ایذا کو ناپسند کرتا ہوں۔ اخرجه سعید بن منصور فی سننه کما فی شرح الصدور۔

اقول: وهٰذه الاحادیث تؤیّد ما اخترنا وتؤذن ان تاویل ابی جعفر رحمة الله تعالٰی لیس فی محله فما فی عامة الکتب نأخذ لاعتضادها بنصوص الاحادیث ولانّه علیه الاکثر وقد نصوا ان العمل بما علیه الاکثر وانّه لایعدل عن روایة ما وافقتها درایة فکیف اذا کان هو الاشهر الاظهر الاکثر الازهر وبهذا یضعف ما زعم العلامة البدر فی العمدة

میں کہتا ہوں، ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جو بات ہم نے اختیار کی ہے وہ درست ہے اور ابو جعفر رحمہ اللہ کی تاویل برمحل نہیں، لہٰذا ہم وہ مسلک اختیار کرتے ہیں جو عام کتب میں ہے، کیونکہ اسے احادیث کی صراحت سے تقویت حاصل ہے اور اس لئے بھی کہ اکثر کا یہی قول ہے اور علماء نے صراحت کر دی ہے کہ عمل اس پر ہوگا جس پر اکثریت ہوگی اور اس روایت سے عدول نہیں کیا جاتا ہے جو درایت کے مطابق ہو، تو پھر اس سے

Marfat.com

فتنبصر ؛ عدول کا جواز کیا ہو گا جو اشہر، اظہر، اکثر اور واضح ہے اور اسی سے علامہ بدر کا زعم عمدہ میں ضعیف قرار پاتا ہے، تو غور کیجئے۔

ان ہی احادیث سے ہمارے علماء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم، نے بے ضرورت[1] قبر پر چلنے اور اس پر بیٹھنے اور پاؤں رکھنے سے منع فرمایا، کہ یہ سب حرمت مومن کے خلاف ترک ادب وگستاخی ہے۔

ففی النوادر والتحفة والبدائع والمحیط وغیرها ان ابا حنیفة کرہ وطا القبر والقعود او النوم وقضاء

تو نوادر، تحفہ اور بدائع اور محیط وغیرہ میں ہے کہ ابو حنیفہ نے قبر کا روندنا، بیٹھنا، سونا، اس پر قضائے حاجت کرنا مکروہ

---

[1] قولہ، بے ضرورت. ضرورت کی صورت مثلاً قبرستان میں میت کے لئے قبر کھودنے یا دفن کرنے جانا چاہتے ہیں، بیچ میں قبریں حائل ہیں اس کے لئے اجازت ہے، پھر بھی جہاں تک بن پڑے بچتے ہوئے جائیں اور ننگے پاؤں ہوں، ان اموات کی دعا واستغفار کرتے جائیں. ف حاشیة العلامة الطحطاوی علی مراقی الفلاح عن شرح المشکوٰة الوطا لحاجة کدفن المیت لایکرہ اھ وعن السراج فان لم یکن له طریق الا علی القبر جاز له المشی علیه للضرورة ۱۲ منه

Marfat.com

الحاجۃ علیہ کذا نقل العلامۃ ابن امیر الحاج فی الحلیۃ۔
اقول۔ والکراھۃ عند الاطلاق کراھۃ تحریم کما صرحوا بہ مع ما یفیدہ من النھی الوارد فی الاحادیث معللا بالایذاء والایذاء حرام فھذا ما ندین اللہ تعالیٰ بہ وان قیل وقیل؛

کہا ہے۔ اسی طرح ابن امیر لحاج نے حلیہ میں نقل کیا۔
میں کہتا ہوں جب کراہت مطلق ہو تو مراد کراہت تحریم ہوتی ہے جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے، پھر اس نہی سے بھی تائید ہوتی ہے جو احادیث میں ایذا کی علت سے معلل ہے اور ایذا حرام ہے، پس دیانت داری کی بات یہی ہے اب خواہ کوئی کچھ کہتا رہے۔

حاشیہ طحطاوی علی شرح نور الایضاح میں سراج وہاج سے ہے:

ان لم یکن لہ طریق الا علی القبر جاز لہ المشی علیہ للضرورۃ اھ اقول: وھذا ایضاً دلیل علیٰ

اگر قبر پر ہی سے راستہ ہو تو اس پر چلنا ضرورتاً جائز ہے۔" میں کہتا ہوں، اس سے بھی ثابت کہ ہمارا قول کراہتِ تحریمی کا درست

Marfat.com

ما اخترنا من کراهة التحریم فان المفهوم المخالف معتبرٌ فی الرّوایات وکلام العلماء بالاتفاق فافادان المشی لایجوز بلاضرورة ومالایجوز فادناه کراهة التحریم.

ہے، کیونکہ مفہوم مخالف روایات اور کلام علماء میں بالاتفاق معتبر ہے، تو معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت چلنا جائز ہے، ورنہ کم از کم مکروہ تحریمی ہے.

سیدی عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں:

قال الوالد رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرحہ علی الدرر ویکرہ ان یّوطاء القبر لما روی عن ابن مسعود الخ وذکر اثر الذی رویناہ.

والد صاحب نے درر کی شرح میں فرمایا کہ قبر کا روندنا مکروہ ہے کیونکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پھر آپ نے وہی اثر روایت کیا جو ہم روایت کر چکے ہیں ــــ

اور محیط سے نقل فرمایا کہ:

یکرہ ان یطاء علی القبر یعنی بالرّجل ویقعد علیہ اھ قولہ یعنی بالرِّجل قلت

قبر کو پیروں سے روندنا اور اس پر بیٹھنا مکروہ ہے. پیروں سے روندنے کی تشریح اس لئے کردی کہ جماع پر محمول نہ کیا جائے

Marfat.com

فسّر بذالك لئلّا يحمل على الجماع ٭ اقول: ويكره ايضاً بل اشدّ لما فيه من زيادة الاستخفاف كالوطأ على سطح المسجد مع الدّلالة على تناهى القلب فى تناسى الموت فكان الحمل على الوطأ بالرجل ليكون ادخل فى النهى عن الوطأ بمعنى الاجماع بطريق دلالة النص لا لانه غير مكروه هكذا ينبغى ان يفهم

اور جامع الفتاوٰی سے لائے: انه التراب الذى عليه حق الميّت فلا يجوز ان يوطأ

اور مجتبٰی سے لائے: انّ المشى على القبور يكره

اور شرعۃ الاسلام وشرح شرعۃ سے:

میں کہتا ہوں، جماع بھی مکروہ ہے بلکہ اس کی کراہت زائد ہے کیونکہ اس میں زیادہ توہین ہے، جیسے مسجد کی چھت پر وطی کرنا، پھر اس میں موت کا بھول جانا بھی شامل ہے، لہذا پیروں سے روندنے پر محمول کرنا اس لئے ہے تاکہ جماع کی ممانعت بطریق دلالت النص دلالت کرے۔ یہ مطلب نہیں کہ وطی مکروہ نہیں، اس طرح سمجھنا چاہئے۔ اور جامع الفتاوٰے سے نقل کیا، کہ یہ وہ مٹی ہے جس پر میت کا حق ہے لہذا اس کو روندنا جائز نہیں اور مجتبٰی میں ہے، قبروں پر چلنا مکروہ ہے شرعۃ الاسلام اور اس کی شرح میں ہے: سنت یہ ہے کہ جوتوں سے قبریں نہ روندی جائیں

من السنه ان لا يطاء القبور
فی تعليه فان النبی صلی
الله تعالیٰ عليه وسلم
كان يكره ذالك الخ
اور امام شمس الائمہ حلوائی سے
انه قال يكره ۔ اور امام علی
ترجمانی سے ۔ قال ياثم
بوطا القبور لان سقف
القبر حق الميت اھ اقول
وهذا نص علی ما اخترنا
من كراهة التحريم اذ
لا اثم فی المكروه تنزيها
لان مرجعه الی خلاف
الاولیٰ ولانه ربما تعمده
النبی صلی الله تعالیٰ عليه
وسلم بيانا للجواز والنبی
معصوم عن تعمد الاثم
ولان الاثم لا يجوز فلا
معنی لبيان الجواز

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے
مکروہ سمجھتے تھے اور شمس الائمہ
حلوائی نے کہا کہ یہ مکروہ ہے،
اور امام علی ترجمانی سے ہے کہ
قبروں کے روندنے سے
گناہگار ہوگا کیونکہ قبر کی چھت
میّت کا حق ہے۔ میں کہتا
ہوں یہ بھی ہمارے اختیار کردہ
قول کراہت تحریمہ کی صراحت
کرتا ہے کیونکہ مکروہ تنزیہی میں
کوئی گناہ نہیں ہوتا، وہ صرف
خلاف اولیٰ ہے کیونکہ، حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان جواز
کے لئے قصداً ایسا کیا اور نبی
قصداً گناہ کرنے سے معصوم ہوتا
ہے۔ پھر گناہ جائز نہیں ہوتا تو
بیان جواز کے کیا معنی؟ پھر
اباحت کے ساتھ مجتمع ہوتا ہے
جیسا کہ اشعر تبہ ردالمحتار ابی السعود

Marfat.com

ولانهم صرحوا انه يجامع
الاباحة كما في اشربة
رد المحتار لابي السعود و
المعصية لا تجامعها
ولانهم يعبرون عنها
بنفي الباس واي باسٍ
اعظمُ من الاثم ولان
الموثم واجب الترك
وما وجب تركه كان فعله
مقارب الحرام وهذا معنى
كراهة التحريم ولانهم
نصوا ان فاعل المكروه
تنزيها لا يعاقب اصلاً كما
في التلويح مع ما اعتقدنا
ان الله تعالیٰ ان يعاقب
علیٰ كل جريرة ولو
صغيرة فهذه بحمد الله
تعالیٰ سبعة
دلائل ناطقة بان

ہے، اور معصیت اس کے ساتھ
مجتمع نہیں ہوتی ہے، پھر وہ اس
کی تعبیر نفی باس سے کرتے ہیں اور
گناہ سے بڑھ کر کون باس عظیم ہوگا
اور اس لئے کہ گناہگار بنانے والی
چیز واجب الترک ہے اور جس چیز
کا ترک واجب ہو اس کا فعل
حرام کے قریب ہوگا اور یہی معنی
کراہت تحریم کے ہیں اور اسلئے
بھی کہ فقہاء نے تصریح کردی ہے
کہ مکروہ تنزیہی کے فاعل پر بالکل
گناہ نہ ہوگا جیسا کہ تلویح میں ہے
اس کے ساتھ ہی ہم یہ اعتقاد بھی
رکھتے ہیں کہ اللہ چھوٹے سے چھوٹے
جرم پر سزا دے سکتا ہے۔ یہ
سات دلائل ہیں، جن سے معلوم
ہو کہ بعض حضرات نے حقہ پینے
کے سلسلے میں مکروہ تنزیہی
کو صغائر سے بتا کر فاحش غلطی

Marfat.com

ما وقع عن بعض ابناء
الزمان فی رسالة
شرب الدخان من
ان المکروہ تنزیہاً
من الصغائر غلط فاحش
وخطاء عظیم نعم قد
صرح البحر فی بحرہ ان
المکروہ تحریماً منہا
فتثبت ولا تخبط۔
نور الایضاح اور اس کی
شرح مراقی الفلاح میں ہے
عہ فصل فی زیارة القبور
ندب زیارتہا من غیر
ان یطأ القبور۔ اسی میں
ہے ۲ہ کرہ وطؤہا
بالاقدام لما فیہ
من عدم الاحترام

کی ہے۔ البتہ صاحب بحر
نے تصریح کی ہے کہ مکروہ
تحریمی صغائر سے ہے۔
لہ فصل زیارت قبور کے
بیان میں ہے زیارت قبور
مستحب ہے مگر قبریں
نہ روندی جائیں۔
۲ہ قبروں کو پیروں سے روندنا
مکروہ ہے کیونکہ اس میں
بے حرمتی ہے: قاضی خاں
نے کہا کہ اگر کسی شخص نے
قبرستان میں کوئی راستہ دیکھا
جس کے بارے میں اسے
گمان ہے کہ یہ لوگوں نے بنالیا
ہے تو وہ اس پر نہ چلے اور
اگر اس کے دل میں اس قسم
کا خیال نہ پیدا ہو تو چلنے میں

لہ ھو المولوی عبد الحیؒ اللکنوی ۱۲

Marfat.com

وقال قاضی خان لو وجد طریقا فی المقبرة وھو یظن انہ طریق احدثوہ لم یمشی فی ذالک و ان لم یقع فی ضمیرہ لا باس بان یمشی فیہ اھ ملخصا۔

اقول وھذا ایضاً دلیل ما اخترناہ فانہ علق نفی الباس ان لا یقع فی قلبہ انہ طریق علی قبر فافاد وجود الباس فیما اذا وقع ذلک فی نفسہ وایضاً قد تقدم التصریح بالحرمۃ من الشامی والطحطاوی عن علمائنا رحمھم اللہ تعالی۔

مضائقہ نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بھی ہمارے قول کی دلیل ہے، کیونکہ اس میں جواز کی صورت دل میں اس خیال کا نہ آنا ہے کہ یہ راستہ قبروں پر بنایا گیا ہے، جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اگر اس کے دل میں اس قسم کا خیال پیدا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے، پھر شامی اور طحطاوی جو ہمارے علماء ہیں، ان سے منقول شدہ تصریحات پہلے گذر چکی ہیں۔

علامہ اسمٰعیل نابلسی حاشیہ درر و غرر میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

لاباس بزیارۃ القبور والدعاء للاموات ان کانوا مومنین من وطاء القبور کما فی البدائع والملتقط اھ	قبروں کی زیارت اور ان کے حق میں دعا کرنے میں حرج نہیں بشرطیکہ قبریں نہ روندی جائیں جیسا کہ بدائع اور ملتقط میں ہے۔

طریقہ محمدیہ میں ہے:

من آفات الرجل المشی علی المقابر اھ	پیر کی آفتوں میں سے قبروں کا روندنا ہے۔

امام علامہ محقق علی الاطلاق ان لوگوں پر اعتراض فرماتے ہیں جن کے اعزّا و اقربا کے گرد مخلوق دفن ہے، وہ ان قبروں کو روندتے ہوئے اپنے عزیزوں کی گور تک جاتے ہیں، انھیں چاہیئے کنار گورستان سے زیارت اور دعا کرلیں اور ان کی قبروں کے قریب نہ جائیں:

فقد قال فی الفتح یکرہ الجلوس علی القبور وطؤہ فما یصنعہ من دفنت حول اقاربہ خلق من وطأ تلک القبور	چنانچہ فتح میں کہا، قبر پر بیٹھنا اور اس کو روندنا مکروہ ہے تو وہ لوگ جن کے رشتہ داروں کے گرد دوسروں کی قبریں ہوں ان کا ان

لہ علی صیغۃ المفعول ای آمنین ۱۲

الیٰ ان یصّل الیٰ قلبو قریبہٖ	قبروں کو روندنا مکروہ ہے۔
مکروہ اھ	

امام محدث حافظ الحدیث ابوبکر بن ابی الدنیا حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

اقبلت من الشام	یعنی میں ملک شام سے بصرہ
الی البصرۃ فنزلت الخندق	کو آتا تھا۔ رات کو خندق میں
فتطہرتُ وصلّیتُ رکعتین	اترا، وضو کیا، اور دو رکعت
باللیل ثم وضعت راسی	نماز پڑھی۔ پھر ایک قبر پر سر
علیٰ قبرٍ فنمت۔ ثم	رکھ کر سو رہا، جب جاگا تو ناگاہ
انتبھتُ فاذا بصاحب	سنا، کہ صاحب قبر شکایت
القبر یشتکی ویقول لقد	کرتا اور فرماتا ہے کہ تو نے
اذیتنی منذ اللیلۃ الخ	رات بھر مجھے ایذا پہنچائی۔

ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی دلائل النبوۃ میں حضرت ابو عثمان نہدی، وہ مینا تابعی سے راوی:

"میں مقبرے میں گیا، دو رکعت پڑھ کر لیٹ رہا۔
خدا کی قسم! میں خوب جاگ رہا تھا، کہ سنا، صاحب
قبر کہتا ہے:

قم فقد اذیتنی	اٹھ کہ تو نے مجھے ایذا دی۔

امام حافظ، ابو مندہ قاسم بن مخیمرہ سے راوی:

Marfat.com

"کسی شخص نے ایک قبر پہ پاؤں رکھا، قبر سے آواز آئی:

الیک عنی ولا تؤذنی — اپنی طرف ہٹ (دور ہو) اے شخص میرے پاس سے اور مجھے ایذا نہ دے۔

ذکرھما العلامۃ السیوطی فی شرح الصدور

اقول، وفیھما تائید لما علیہ عامۃ علمائنا خلافاً للامام ابی جعفر ومن تابعہ من بعض المتاخرین۔

اور اس فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے حضرت سیدی ابوالحسین نوری مدظلہ العالی سے سنا، کہ ہمارے بلاد میں مارہرہ مطہرہ کے قریب ایک جنگل میں گنج شہیداں ہے، کوئی شخص اپنی بھینس لئے جاتا تھا ایک جگہ زمین نرم تھی، ناگاہ بھینس کا پاؤں جا رہا، معلوم ہوا یہاں قبر ہے۔ قبر سے آواز آئی:

اے شخص تو نے مجھے تکلیف دی، تیری بھینس کا پاؤں میرے سینے پر پڑا۔ فیھا قصۃ لطیفۃ تدل علی عظیم قدرۃ اللہ تعالیٰ وعجیب صنعہ فی الشھداء۔

اب بحمد اللہ تعالیٰ حکم مسئلہ مثل آفتاب روشن ہو گیا، جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے قبر پہ بیٹھنے اور اس سے تکیہ

Marfat.com

لگانے اور مقابر میں جوتا پہن کر چلنے والوں کو منع فرمایا، اور علمار نے اس خیال سے کہ قبور پر پاؤں نہ پڑے، گورستان میں جو راستہ جدید نکالا گیا ہو اس میں چلنے کو حرام بتایا اور حکم دیا کہ قبر پر پاؤں نہ رکھیں بلکہ اس کے پاس نہ سوئیں۔ سنت یہ ہے کہ زیارت میں بھی وہاں نہ بیٹھیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ زیارت میں بھی وہاں نہ بیٹھیں۔ دور ہی سے زیارت کر آئیں اور قبرستان کی خشک گھاس اگرچہ جانوروں کو کھلانا جائز فرمایا مگر یوں کہ یہاں سے کاٹ کر لے جائیں نہ کہ جانوروں کو مقابر میں چرائیں اور تصریح فرمائی کہ مسلمان کی عزت مردہ و زندہ برابر ہے اور جس بات سے زندوں کو ایذا پہنچتی ہے مردے بھی اس سے تکلیف پاتے ہیں اور انھیں تکلیف دینا حرام تو خود ظاہر ہوا کہ یہ فعل مذکور فی السوال کس قدر بے ادبی اور گستاخی و باعث گناہ و استحقاق عذاب ہے۔ جب مکان سکونت بنایا گیا تو چلنا پھرنا، بیٹھنا لیٹنا، قبور کو پاؤں سے روندنا۔ ان پر پاخانہ پیشاب، جماع سب ہی کچھ ہوگا اور کوئی دقیقہ بے حیائی اور اموات مسلمین کی ایذا رسانی کا باقی نہ رہے گا۔ والعیاذ باللہ رب العالمین ۝

علمار فرماتے ہیں، جہاں چالیس مسلمان جمع ہوتے ہیں ان میں، ایک ولی اللہ ضرور ہوتا ہے، کما صرح بہ العلامۃ المناوی رحمہ اللہ تعالیٰ فی التیسیر شرح الجامع الصغیر۔

اور ظاہر ہے کہ مقابر مسلمین میں صدہا مسلمانوں کی قبریں ہوتی ہیں بلکہ خدا جانے ایک ایک قبر میں کس کس قدر دفن ہیں تو بالضرورت ان

Marfat.com

میں بندگانِ مقبول بھی ضرور ہوں گے بلکہ اس امر کی اموات میں زیادہ امید ہے کہ بہت بندے خدا کے جو زندگی میں آلودۂ گناہ تھے بعد موت پاک و طیب ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الموت کفارۃ لکلِّ مسلمٍ — موت کفارۂ گناہ ہے ہر سنی[1] مسلمان کے لئے۔

---

[1] فائدہ جلیلہ۔ محاورۂ قرآن و حدیث میں مومن و مسلم خاص اہل سنت کو کہتے ہیں، کہ زمانۂ نزولِ قرآنِ عظیم وارشاد احادیث کریمہ میں صرف اہل حق اہل سنت جماعت ہی تھے۔ اس زمانۂ برکت نشان میں کسی بدمذہب و مبتدع کا ہونا محال تھا، کہ بدمذہبی شبہ و تاویل سے پیدا ہوتی ہے جسے یقین قطعی سے بدلنے والے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ فرما تھے۔ اگر شبہ گذرتا، حضور کشف فرماتے، شبہ والا مانتا، تو سنی ہوتا، نہ مانتا تو کافر ہو جاتا۔ یہ بیچ کی شق وہاں ممکن ہی نہ تھی ولہٰذا آیۂ کریمہ ویتبع غیر سبیل المومنین سے جب علماء نے حجیت اجماع پر استدلال کیا، تصریح فرما دی کہ مبتدعین کا اتفاق اجماع میں ملحوظ نہیں، کہ مومنین سے مراد امت اجابت ہیں۔ مبتدعین امت اجابت نہیں۔ امت دعوت ہیں۔ دیکھو توضیح و تلویح بحث اجماع وغیرہ۔ یہ فائدہ نفیسہ یاد رکھنے کا ہے کہ انما المومنون اخوۃ وغیرہا آیات و احادیث میں مومنین سے اہلسنت ہی مراد ہیں۔ انھیں کے باہم اتفاق و اتحاد کا حکم ہے۔ ندوۂ خذلہا اللہ تعالیٰ کی تعمیم اور تمام گمراہوں۔ بدمذہبوں سے اتحاد و ناکی تعلیم سب بے دینوں کی تکریم و تعظیم پر ان نصوص کو پیش کرنا محض بددینی اور ضلالت ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

Marfat.com

اخرجه ابو نعیم والبیہقی فی شعب الایمان عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال السیوطی صححہ ابن العربی

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا۔ فاجر معلن کے فسق و فجور کا اس کی زندگی میں اعلان کیا جائے تاکہ لوگ اس احتراز کریں:

اخرج ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ والترمذی فی النوادر والحاکم فی الکنی والشیرازی فی الالقاب وابن عدی فی الکامل والطبرانی فی الکبیر و البیہقی فی السنن والخطیب فی التاریخ کلھم عن الجارود عن بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس:

ابن ابی الدنیا نے ذم غیبت میں اور ترمذی نے نوادر میں اور حاکم نے کنی میں اور شیرازی نے القاب میں اور ابن عدی نے کامل میں اور طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے سنن میں اور خطیب نے تاریخ میں، سب نے جارود سے جارود نے بہز بن حکیم سے انھوں نے اپنے باپ سے اور ان کے دادا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ کیا تم فاجر کا ذکر کرنے سے ڈرتے ہو، لوگ اسے کب پہچانیں گے؟ فاجر کی برائیاں بیان کرو، تاکہ لوگ اس سے بچیں۔

Marfat.com

اور بعد موت کیسا ہی فاسق فاجر ہو، اس کے برا کہنے اور اس کی برائیاں ذکر کرنے سے منع فرمایا، کہ وہ اپنے کیے کو پہنچ گیا۔

اخرج الامام احمد
والبخاری والنسائی عن امّ
المومنین الصدیقة رضی
الله تعالیٰ عنها عن النبی
صلی الله تعالیٰ علیه وسلّم
قال لا تسبوا الاموات فانهم
قد افضوا الیٰ ما قدموا ۔
واخرج ابوداؤد والترمذی
والحاکم والبیهقی عن ابن
عمر رضی الله تعالیٰ عنهما
عن النبی صلے الله تعالےٰ
علیه وسلم اذکر
محاسن موتاکم وکفوا
عن مساویهم واخرج
النسائی بسند جیدٍ عن
عائشة رضی الله تعالیٰ عنها
عن النبی صلی الله تعالیٰ

امام احمد، بخاری اور نسائی
نے ام المومنین عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کی
انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
سے۔ تم مُردوں کو برا نہ کہو، کیونکہ
انھوں نے جو کچھ کیا تھا وہ اس
کی جزا کو پہنچے اور ابوداؤد ترمذی،
حاکم اور بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ
عنہما سے روایت کی کہ تم اپنے
مردوں کی خوبیاں بیان کرو اور
ان کی برائیوں سے درگذر کرو
اور نسائی نے بسند جید عائشہ رضہ
سے روایت کی اور انھوں نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تم اپنے
مردوں کو بھلائی سے ہی یاد کرو،

Marfat.com

علیہ وسلم لا تذکروا
ھلکا کم الا بخیر ؎

بعد اس اطلاع کے بھی اگر ایسے اشخاص اپنی حرکت سے باز نہ آئیں تو اب ان کی گستاخیاں عوام مومنین کے ساتھ ہی نہیں بلکہ حضرات اولیائے کرام کے ساتھ بھی ہوں گی، اور اشد واعظم مصیبت اس کی، جو اولیار کی جناب رفیع میں گستاخ ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے:

من عادی لی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب — جو میرے کسی ولی سے دشمنی باندھے میں نے اس سے لڑائی کا اعلان کردیا۔ رواہ الامام البخاری عن سیدنا ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اقول وکفی بالجامع الصحیح حجۃً۔

غرض ان لوگوں پر ضرور ہے کہ اپنے حال سقیم پر رحم کریں، اور خدائے جبار قہار جل جلالہٗ کے انتقام سے ڈریں اور مسلمانوں کی اموات کو ایذا نہ پہنچائیں۔ آخر انھیں بھی اپنے امثال کی طرح ایک دن زمین میں جانا اور بے کس بے بس ہو کر پڑنا ہے، جیسا آج یہ لوگوں کے ساتھ پیش آتے ہیں ویسا ہی اور لوگ کل ان کے ساتھ کریں گے۔

عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما تدین تدان (جیسا کرو گے۔ ویسا بھرو گے) اخرجہ ابن عدی فی الکامل

Marfat.com

عن ابن عمر واحمد فی المسند عن ابی الدرداء و عبد الرزاق فی الجامع عن ابی قلابۃ مرسلا وھو عند الاٰخرین قطعۃ حدیث قلت ولہ شواھد جمۃ وھو من جوامع کلمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ کی طرف شکوے کہ یہ بلا ان جاہلوں میں ان اجہلوں کی پھیلائی ہوئی ہے، جنھوں نے اموات کو بالکل پتھر سمجھ لیا کہ مر گئے اور خاک ہو گئے۔ نہ اب کچھ سنیں، نہ سمجھیں۔ نہ کسی چیز سے ایذا یا راحت پائیں اور جہاں تک بن پڑا قبور مسلمین کی عظمت قلوب عوام سے چھیل ڈالی۔

فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ہ

Marfat.com

وصلِ دوم

اُولیٰ	بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	فتوائے

مسئلہ :

از کلکتہ امرتلالین نمبر ۸ . مرسلہ حاجی لعل خاں صاحب دبار دوم بلفظہ از کانپور بازار نیا گنج کمپنی دادو جی دادا بھائی سورتی مرسلہ عبدالرحیم صاحب . ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۳۲۱ھ ۔

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ اس مسئلے میں کہ ایک طرف چند پرانی قبریں پائی جاتی ہیں اور باقی ایک تہائی میدان پڑا ہوا ہے اور وہاں کے عمر رسیدہ قریب اسّی سے سو برس کے بزرگوں سے تحقیق کرنے پر وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کے ہوش سے ہم لوگوں

Marfat.com

کے جاننے میں کسی حصہ اس سطح زمین میں کوئی میت دفن نہیں ہوئی ہے۔ اس پر چند مسلمانان عالی ہمت نے اس تہائی خالی سطح زمین پر مدرسہ اور کتب خانہ بنانے کے لئے حاکم وقت سے درخواست کی۔ تحقیقات کرنے کے بعد کہ وہاں کوئی قبر نہیں ہے، حاکم نے اجازت دے دی۔ ان حضرات نے مدرسہ وکتب خانہ بنانے کے لئے تمام سامان فراہم کیا ہے۔ اس صورت میں ایسے مقام پر مدرسہ وکتب خانہ بنانا درست ہے یا نہیں۔ اور مدرسہ کی نیو (بنیاد) کھودتے وقت اگر احیاناً وہاں مردے کی بوسیدہ ہڈی نکلے، تو اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

وقف کی تبدیل جائز نہیں۔ جو چیز جس مقصد کے لئے وقف ہے اسے بدل کر دوسرے مقصد کے لئے کر دینا روا نہیں۔ جس طرح مسجد یا مدرسہ کو قبرستان نہیں کرسکتے، یوں ہی قبرستان کو مسجد یا مدرسہ یا کتب خانہ کر دینا حلال نہیں۔

سراج وہاج پھر فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

لا یجوز تغییر وقف عن   وقف کو اس کی ہیئت سے

هیأته فلا یجعل الدار بستانًا ولا الخان حمامًا ولا الرباط دکانًا الا اذا جعل الواقف الی الناظر مایری فیه مصلحة الوقف اھ قلت فاذا لم یجز تبدیل الھیئاة فکیف تبغییر اصل المقصود۔

سے تبدیل کرنا جائز نہیں لہذا گھر کا باغ بنانا اور سرائے کا حمام بنانا اور رباط کا دکان بنانا، ہاں جب واقف نے نگہبان پر معاملہ چھوڑ دیا ہو تو جائز ہے۔ میں کہتا ہوں جب ایک ہیئت کی تبدیلی جائز نہیں تو اصل کی تغییر کیونکر جائز ہوگی۔

اور اس پارہ قبرستان میں ستّو برس سے کوئی قبر نہ ہونا اسے قبرستان ہونے سے خارج نہیں کرسکتا۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی کے قول مفتی بہ پر تو واقف کے صرف اتنے کہنے سے کہ میں نے یہ زمین دفن مسلمان کے لئے وقف کی یا اس زمین کو مقبرۂ مسلمین کردیا، وہ تمام زمین قبرستان ہوجاتی ہے، اگرچہ ہنوز ایک مردہ بھی دفن نہ ہوا۔ اور امام محمد کے قول پر ایک شخص کے دفن سے ساری زمین قبرستان ہوجاتی ہے۔

اسعاف پھر ردالمحتار میں ہے:

تسلیم کل شیئ بحسبہ ففی المقبرة بدفن واحد وفی السقایة بشربہ وفی الخان بنزولہ۔ ھدایہ و

ہر چیز کا سپرد کرنا اس کی حیثیت کے مطابق ہوتا ہے تو مقبرے میں ایک شخص کا دفن کرنا ہے اور سقایہ میں ایک گھونٹ پانی

Marfat.com

وهندیہ : وعند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ یزول ملکہ بالقول کما ھوا صلہ وعند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اذا استقی النّاس من السقایۃ وسکنوا الخان والرّباط دفنوا فی المقبرۃ زال الملك ویکتفی بالواحد لتعذر فعل الجنس کلّہ وعلی ھذا البئر والحوض :

پنیا ہے اور سرائے میں اترنا ہے ہدایہ اور ہندیہ میں ہے اور ابو یوسف کے نزدیک اس کی ملک کہنے سے زائل ہو جائیگی جیسی کہ ان کی اصل ہے۔ اور امام محمد کے نزدیک جب لوگ سقایہ سے سیراب ہوں اور سرائے میں رہیں اور رباط میں اور مقبرہ میں دفن کریں تو ملک زائل ہو جائے گی اور ایک پر اکتفا کیا جائے گا کیونکہ تمام جنس کا فعل متعذر ہے اور کنوئیں اور حوض کا حکم بھی ایسا ہی ہے۔

ور منتقی اور شامی میں ہے :

قدم فی التنویر والدرّ والوقایۃ وغیرھا قول ابی یوسف وعلمت اوجحیتہ فی الوقف والقضاء

تنویر، درر اور وقایہ وغیرہا میں ابو یوسف کا قال مقدم رکھا اور تم اس کی ارجحیت وقف اور قضا میں جان چکے ہو۔

پس صورت مستفسرہ میں وہاں مدرسہ وکتب خانہ بنانا ہی جائز نہیں، اگرچہ مردے کی ہڈی نہ نکلے۔ اور نکلنے کی حالت میں ممانعت اور

Marfat.com

اشد ہو جائے گی، کہ قبر مسلم کی بے حرمتی ہوئی۔

کما بیّنا فی الامر باحترام المقابر، واللہ تعالیٰ اعلم۔

فتوائے ثانیہ

مسئلہ

از کانپور مسجد رنگیاں، مرسلہ مولوی شاہ احمد حسن صاحب مرحوم بوساطت جناب مولانا مولوی وصی احمد صاحب ۱۲ رجمادی الآخرہ ۱۳۲۱ ہجری

بخدمت سراپا برکت مولنا مولوی صاحب مجدد مائۃ حاضرہ صاحب حجت قاہرہ، امام جماعت عالم سنت مولنا وسیدنا المولوی محمد احمد رضا خاں صاحب تمت فیوضاتہم وعمت سکنۃ المشارق والمغارب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کانپوری مولوی احمد حسن صاحب سے ملاقات ہوئی۔ کہتے تھے، کہ بالفعل ایک اشد ضرورت ہے وہ یہ جامع العلوم والوں نے ایک فتویٰ لکھا مستفتی میرے پاس لایا۔ میں نے ان کے خلاف جواب لکھا۔ جامع العلوم والوں نے

Marfat.com

اس کو دیوبند بھیجا۔ انھوں نے اپنے ہم مذہبوں کے جواب کی تصدیق کی۔ مستفتی پھر میرے پاس آیا کہ اب میں کس کے قول پر عمل کروں۔ میں نے کہا کہ جو فیصلہ حَکَم کرے، اس پر عمل کرو۔ حضرت مولانا سے بڑھ کر حَکَم کون ہے، لہٰذا اس استفتا کو اپنے ہمراہ لیتے جاؤ اور مولانا سے جواب لکھوا لاؤ۔ اور فوراً روانہ کردو۔ چونکہ میرا ارادہ حاضری کا تھا، میں نے استفتا لے لیا اور اتفاق کہ میں حاضر نہ ہوسکا، اور یہ بہت ضروری ہے لہٰذا اس عریضے میں ہمراہ سیّد عبدالشکور صاحب حاضر خدمت کرتا ہوں۔ اسی وقت فیصلہ لکھ دیجئے اور سید صاحب ہی کے ہمراہ واپس فرمایئے کہ میں روانہ کردوں۔ مولوی احمد حسن صاحب انتظار میں ہوں گے۔

نقل استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین، کہ ایک سطح وقف زمین کہ قبرستان کے نام سے مشہور ہے جس کی ایک طرف چند پرانی شکستہ قبریں پائی جاتی ہیں۔ الخ دبعینہٖ سوال آمدہ از کلکتہ امرتلا لین وار کانپور بازار نیا گنج ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۲۱ھ کہ عنقریب فتاویٰ میں گذرا۔

Marfat.com

جواب اہالی مدرسہ جامع العلوم

ایسے مقام پر کتب خانہ اور مدرسہ بنانا جائز ہے لعدم المانع اور اگر بوسیدہ ہڈی اتفاقی طور پر نکل آئے تو اس کو کہیں دفن کر دے وقال الزّیلعی ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ اھ شامیہ ص۵۹۹ واللہ اعلم۔

الاحقر محمد رشید مدرس دوم، مدرسہ جامع العلوم کانپور

محمد رشید دو عالم زفیض
۱۳ ھ ۱۳

من اجاب فقد اصاب محمد عبد اللہ عفی عنہ

ھذا الجواب غیر صحیح لانہ مخالف لعبارۃ الفقہاء

محمد عبد الرزاق مدرس مدرسہ امداد دار العلوم کانپور

محمد عبد الرزاق

Marfat.com

خلاصۂ جواب جناب مولوی احمد حسن صاحب

صورت مسئولہ میں اس مقام پر کتب خانہ و مدرسہ بنانا ناجائز ہے اس لئے کہ یہ جگہ جب مقبرے کے نام سے مشہور اور وقف ہے تو شرعاً یہ مقبرہ سمجھا جائے گا اور اس مقبرے کے لئے یہ زمین وقف ہوگی اور اس کی شہرت اس کے ثبوت کے لئے دلیل کافی ہے۔

درمختار میں ہے:

تقبل فیہ الشہادة بالشہرة الخ

ردالمحتار میں ہے الخ علمگیریہ:

الشہادة علی الوقف بالشہرة تجوز الخ

اور اس کے مندرس ہوجانے سے دوسرا کوئی نفع لینا درست نہ ہوگا۔ قاضی خاں مطبوعہ مصر جلد ثالث صـ۳۱۴:

مقبرة قدیمة بمحلة لم یبق فیہا آثار المقبرة ھل لا یباح لاھل المحلة الانتفاع بہا قال ابونصر رحمہ اللہ تعالی لا یباح۔	ایک محلے میں پرانا قبرستان ہے جس کے نشانات باقی نہیں رہے، کیا اہل محلہ اس سے نفع حاصل کر سکتے ہیں، ابونصر رحمہ اللہ نے کہا کہ مباح نہیں۔

Marfat.com

علمگیری جلد ثانی مطبوعہ مصر ص۴۷۰ و ۴۷۱:

سئل الامام شمس الائمۃ محمود الاوز جندی فی المقبرۃ اذا اندرست ولم یبق فیھا اثر الموتٰی لا العظم ولا غیرہ ھل یجوز زرعھا واستغلالھا قال لا ولھا حکم المقبرۃ کذا فی المحیط ۔	امام شمس الائمۃ محمود اوزجندی سے ایسے قبرستان کے بارے میں دریافت کیا گیا جس کے نشانات مٹ گئے ہوں اور اس میں ہڈیاں تک نہ رہی ہوں کیا اس میں کھیتی باڑی اور اسے کرائے پر دینا جائز ہے؟ فرمایا نہیں، وہ قبرستان کے حکم میں ہے۔

نہ عدم جواز انتفاع بالمقبرہ امام زیلعی کی اس عبارت ہی کے خلاف ہے اس لئے کہ انھوں نے جواز میت کے بوسیدہ اور خاک ہوجانے پر مرتب فرمایا ہے اور یہاں عدم جواز اس وجہ سے نہیں بلکہ بہ سبب مقبرے کے وقف ہونے میں ہے، جیساکہ مصحح نے علمگیر مطبوعہ مصر میں لکھا ہے، عبارت منقولہ علمگیریہ پر یہ عبارت لکھی ہے:

قولہ قال لا ھذا لا ینافی ماقالہ الزیلعی لان المانع ھھنا کون المحل موقوفا علی الدفن فلا یجوز استعمالہ فی	ان کا قول "" انھوں نے کہا نہیں! یہ زیلعی کے قول کے منافی نہیں، کیونکہ یہاں مانع محل کا دفن کے لئے موقوف ہونا ہے تو اس کا استعمال غیر میں

Marfat.com

غیرہ فلیتامل ولیحرر جائز نہیں، ولیحرر
اھ مصححہ؛

اور مسائل سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ غیر جنس کی طرف وقف جائز نہیں۔

علمگیریہ جلد ثانی ص۴۷۸:

سئل شمس الائمۃ الحلوانی عن مسجد او حوض خرب لا یحتاج الیہ لتفرق الناس ھل للقاضی ان یصرف اوقافہ الی مسجد آخر او حوض آخر۔ قال نعم ولو لم یتفرق الناس ولکن استغنی الحوض عن العمارۃ الی عمارۃ وھناک مسجد محتاج الی العمارۃ او علی العکس ھل یجوز للقاضی صرف وقف ما استغنی عن العمارۃ الی عمارۃ ما ھو محتاج الی

شمس الائمہ حلوانی سے مسجد یا حوض کے بارے میں دریافت کیا گیا جو ویران ہوں اور ان کی ضرورت نہ رہی ہو کیونکہ وہاں آبادی نہیں رہی، کیا قاضی اس کے اوقاف کو دوسری مسجد یا دوسرے حوض میں صرف کر سکتا ہے؟ فرمایا ہاں اور اگر لوگ وہیں رہتے ہیں مگر اس حوض کی ضرورت نہ رہی ہو اور دوسری مسجد عمارت کی محتاج ہو یا بالعکس تو کیا قاضی اس وقف کی آمدنی جس کی ضرورت نہ ہو دوسرے وقف کی تعمیر پر

Marfat.com

العمارة فقال لا كذا فی المحیط۔ خرچ کر سکتا ہے؟ تو فرمایا نہیں، محیط میں اسی طرح ہے۔

لہٰذا اس زمین میں جو دفن کے لئے وقف ہو، مدرسہ وغیرہ بنانا جائز نہ ہوگا گو خالی ہی کیوں نہ ہو، اور دوسرے اس کا خالی ہونا، فقط اتنی شہادت سے کہ ہماری عمر میں ہمارے علم میں کوئی میت دفن نہ کی گئی، نہیں ثابت ہو سکتا، بلکہ اس قدیم مقبرے کا یہ ہونا سمجھا جاتا ہے، کہ جب دو تہائی زمین میں قبریں اس قدر پرانی ہیں، کہ سو برس کے لوگوں کے ہوش سے قبل کی ہیں، تو ایک ثلث میں اس سے بھی پہلے کی ہوں گی اور وہ بالکل منہدم ہو گئی ہوں اور زمین صاف معلوم ہوتی ہو، زمین بھر جانے کی وجہ سے دفن کرنا چھوڑ دیا گیا ہو۔ ہاں اگر کوئی شخص بیان کرے کہ جب سے یہ زمین مقبرے کے لئے وقف ہوئی کوئی میت اس تہائی میں نہ دفن کی گئی تو البتہ خالی ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔ پھر بھی مدرسہ وغیرہ سوائے دفن کے دوسرے کام میں لانا ناجائز ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ عبدہ العاصی فضل الٰہی عفی عنہ

وھذا الجواب صحیح

کتبہ عبد الرزاق عفی عنہ

الجواب الشانی صحیح

کتبہ احمد حسن عفی عنہ

Marfat.com

جوابِ مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ

الجواب:

یہ جواب صحیح نہیں ہے اور مجیب صاحب نے جو روایت نقل کی ہے اس سے بھی مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ الحاصل وہ قبرستان وقف نہیں ہے تو کچھ کلام نہیں ہے اور قبرستان کو جو وقف مشہور کر دیتے ہیں، یہ سب جگہ جاری نہیں۔ اکثر جگہ دیکھا گیا ہے کہ گورستان وقف نہیں ہوتا اور بعد تسلیم اس بات کے کہ وہ وقفی ہے اس صورت میں کہ وہاں دفن اموات کا ایک مدت دراز سے بند ہے تو اس میں دوسرا مکان وقفی بنا دینا درست ہے، لہٰذا مدرسۂ وقفی بنانا اس گورستان میں جائز ہے، چنانچہ اس روایت سے واضح ہے، یعنی عینی شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۳۵۹:

فان قلت هل یجوز ان تبنی المساجد علی قبور المسلمین قلت قال ابن القاسم لو ان مقبرة من مقابر المسلمین عفت	اگر تم کہو، کیا مسلمانوں کی قبروں پر مساجد کا بنانا جائز ہے؟ میں کہوں گا، ابن قاسم نے کہا اگر مسلمانوں کا کوئی قبرستان ختم ہو جائے اور وہاں کچھ لوگ مسجد بنالیں

Marfat.com

فبنى قوم عليها مسجدًا لم
ار بذلك باسا وذلك
لان المقابر وقف من
اوقاف المسلمين لدفن
موتاهم لا يجوز لاحد
ان يتملكها فاذا درست
واستغنى عن الدفن فيها
جاز صرفها الى المسجد
لان المسجد ايضًا وقف
من اوقاف المسلمين لا
يجوز تمليكه لاحد فمعنا
هما على هذا واحد ۔

تو میں اس میں کوئی مضائقہ
نہیں سمجھتا، کیونکہ قبرستان ۔
بھی مسلمانوں کا ایک وقف
ہے ان کے مردوں کو دفن کرنے
کے لئے، کسی کے لئے اس کا
مالک بننا جائز نہیں ۔ اب
جبکہ وہ مٹ گیا اور اس میں
دفن کی ضرورت نہیں رہی تو
اسے مسجد کے استعمال میں
لانا جائز ہوا، کیونکہ مسجد بھی،
مسلمانوں کے اوقاف میں سے ایک ہے
لہٰذا ان دونوں کا مقصد ایک ہے،

اور کتب فقہیہ میں بھی روایات جواز موجود ہیں ۔ مگر بندے کو مہلت نہیں ۔ فقط ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

الجواب صحیح

بندہ محمود عفی عنہ

رشید احمد
۱۳۰۱ھ

Marfat.com

الجواب صحیح

بندہ مسکین محمد یٰسین عفی عنہ

(مہر: محمد یٰسین عفی عنہ)

الجواب صحیح۔ غلام رسول عفی عنہ

جبکہ وہ مقبرہ نہایت کہنہ ہے اور اس وقت دفن کرنا وہاں متروک ہوگیا ہے تو بنار مدرسہ اس جگہ میں خصوصاً حصہ خالی میں درست ہے البتہ اگر وہ مقبرہ فی الحال دفن اموات میں کام آتا ہو تو کوئی اور بنا اس میں درست نہیں ہے:

قال فی علمگیریۃ ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ کذا فی التبیین.

علمگیریہ میں ہے کہ اگر میت پرانی ہو جائے اور مٹی ہو جائے تو دوسرے کو اس قبر میں دفن کرنا جائز ہے اور اس میں کھیتی کرنا اور اس پر عمارت بنانا بھی جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

(مہر: ۱۳۰۷ فتوکل علی العزیز الرحمن)

Marfat.com

الجواب

اَللّٰھُمَّ ھدایۃ الحقّ والصّواب

جواب بہ اوّل غلط صریح ۔ اور حکم ثانی حق وصحیح اور تحریر ثالث جہل قبیح ہے ۔

گنگوہی صاحب کا بے محل شقشقہ

اولاً سوال میں صاف تصریح تھی کہ " ایک سطح وقف زمین " پھر مجیب سوم کی تشقیق کہ " اگر وہ قبرستان نہیں " الخ محض شقشقہ بے معنی ہے ۔

وقف میں شہرت کافی ہے

ثانیاً " قبرستان کو جو وقف مشہور کر دیتے ہیں ، یہ سب جگہ جاری نہیں " اس یہ ، کا مشارٌ الیہ شہرت ہے یا واقفیت ۔ اول صحیح ہے ، مگر مہمل ۔ وثانیاً مہمل ۔ سوال اس صورت خاصہ سے ہے جہاں شہرت موجود ہے ۔ اس پر حکم کے لئے ہر جگہ شہرت کیا ضرور ۔ یوں ہی دوم بھی اگر مقصود سلب واقفیت بحال انتفائے شہرت ہو ، اور ان ہی ، دونوں صورتوں میں یہ قول کہ ، اکثر جگہ دیکھا گیا ، کہ گورستان وقف نہیں

ہوتا۔ رو بصحت رکھتا ہے۔ اگرچہ کثیر و اکثر میں فرق نہ کرنا ضیق نطاق بیان اور اگر نفی واقفیت شہرت مراد، تو محض مردود ظاہر الفساد اور اب وہ شہادت مشاہدۂ اکثر بلاد صراحتاً حکایت بھی کی عنہ ہے۔ متون و شروح و فتاوائے مذہب میں تصریحات جلیہ ہیں، کہ شہرت مثبت واقفیت و مسوغ شہادت ہے۔

کلام مجیب دوم سلمہ میں بھی اس کی بعض نقول منقول۔ پھر باوصف تسلیم دلیل شرعی نفی مدلول جہل قطعی۔ یہاں شہادت شہرت کو نہ ماننا نہ اسی مقبرے بلکہ عامہ اوقاف قدیمہ کو یکسر مٹا دینا ہے۔ طول عہد کے بعد شہود معائنہ کہاں۔ اور مجرد خط حجت نہیں۔

فتاویٰ خیریہ میں ہے:

لا یعمل بمجرد الدفتر ولا بمجرد الحجۃ لما صرح بہ علماؤنا من عدم الاعتماد علی الخط وعدم العمل بہ کمکتوب الوقف الذی علیہ خطوط القضاۃ الماضین وانما العمل فی ذلک بالبینۃ الشرعیۃ ؛ اسی میں ہے: کتاب الوقف انما ھو

صرف تحریری صورت کافی نہیں اور نہ صرف دلیل سے کیونکہ ہمارے علماء نے تصریح کردی ہے کہ خط پر اعتماد نہیں اور اس پر عمل نہ ہوگا، جیسے وہ وقف نامہ جس پر گذشتہ قاضیوں کی تحریریں ہوں۔ اس معاملے میں شرعی گواہوں پر عمل ہوگا؛ اسی میں ہے: وقف کی تحریر

Marfat.com

كاغذ به خط وهو لا يعتمد عليه ولا يعمل به كما صرح به كثير من علمائنا والعبرة في ذالك للبينة الشرعية وفي الوقف يسوغ للشاهد ان يشهد بالسماع ويطلق ولا يضر في شهادته قوله بعد شهادته لم اعاين الوقف ولكن اشتهر عندي او اخبرني به من اثق به ۔

تو ایک کاغذ ہے جس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی عمل کیا جا سکتا ہے جیسا کہ ہمارے بہت سے علماء نے تصریح کی ہے۔ اعتبار اس سلسلے میں شرعی گواہوں کو ہے اور وقف میں گواہ کے لئے جائز ہے کہ سن کر گواہی دے اور اطلاق رکھے اور اس کی شہادت میں ادائے شہادت میں بعد یہ کہنا کہ میں نے وقف کا معائنہ نہیں کیا، لیکن میرے نزدیک مشہور ایسا ہی ہے یا مجھے قابل اعتماد شخص نے خبر دی ہے کچھ مضر نہیں۔

اب اگر شہرت بھی مقبول نہ ہو، تو ہزاروں وقف سوا اس کے کہ محض بے ثبوت و باطل قرار پائیں اور کیا نتیجہ ہے۔

وقف میں تبدیلی حرام ہے اور گنگوہی صاحب کی سفاہت!

Marfat.com

ثالثاً. مقبرے کے لئے وقف تسلیم کر کے اس میں مدرسہ وغیرہ دوسرے مکان وقفی بنانے کو درست بتانا ظلم واضح وجہل فاضح ہے کہ اس میں صراحتاً تغیر وقف ہے اور وہ حرام ہے حتیٰ کہ متولی کو بھی جو وقف پر دلالت رکھتا ہے، نہ کہ اجنبی، حتیٰ کہ علماء نے ہیأت کی بھی بے اذن واقف اجازت نہ دی نہ کہ تغیر اصل وقف۔

عقود الدریہ میں ہے:

لا یجوز للناظر تغییر صیغۃ الواقف کما افتیٰ بہ الخیر الرملی والحانوتی وغیرھما۔ سراج الوھاج وھندیہ میں ہے۔ لا یجوز تغییر الوقف عن ھیأتہ فلا یجعل الدار بستاناً ولا الخان حماماً ولا الرباط دکاناً الا اذا جعل الواقف الی الناظر مایری فیہ مصلحۃ الوقف۔ فتح القدیر وردّ المحتار وشرح الاشباہ للعلامۃ البیری، میں ہے:	وقف کے نگہبان کے لئے وقف کے صیغے کی تبدیلی جائز نہیں، جیسا کہ خیر رملی اور حانوتی وغیرہما نے فتویٰ دیا ہے۔ سراج الوہاج اور ہندیہ میں ہے، وقف کو اس کی ہیئت سے تبدیل کرنا جائز نہیں، لہٰذا گھر کو باغ اور سرائے کو حمام اور رباط کو دکان بنانا جائز نہیں۔ ہاں اگر نگرانِ وقف کو اجازت دے رکھی ہے کہ وہ ہر وہ کام کر سکتا ہے جس میں وقف کی صلاح ہو تو ٹھیک ہے۔

Marfat.com

الواجب الوقف ابقاء الوقف علیٰ ما کان علیه دون زیادة۔

وقف کرنے کے لئے مالک ہونا شرط ہے

شے ایک بار وقف ہو کر، دوبارہ وقف نہیں ہو سکتی

رابعاً۔ مدرسہ یا کتب خانہ یا کوئی مکان کیا خالی دیواروں کا نام ہے۔ ہر عاقل ادنیٰ عقل والا بھی جانتا ہے کہ زمین ضرور اس میں داخل، تنہا دیواروں کو بناء عملہ کہتے ہیں۔ نہ بیت و خانہ مدرسہ جائے درس۔ محل درس زمین ہے۔ یا دیواروں پر بیٹھ کر درس ہو گا۔ اور یوں بھی ہوتا ہم قرار استقرار کو انتہا علی الارض سے کیا چارہ۔ اور یہ زمین ایک بار ایک جہت کے لئے وقف ہو چکی۔ دوبارہ وقفیت کیونکر معقول۔ کہ واقف کا وقت وقف مالک ہونا شرط وقف ہے، کہ ہمارے مذہب میں بالاتفاق اہل دقوف اس پر صحت وقف موقوف اور وقف بعد تمامی کسی کی ملک نہیں تو پھر اصل واقف بھی اگر دوبارہ اسے وقف کرنا چاہے محض باطل ہو گا، نہ کہ زید و عمرو بلکہ یہ حکم عام ہے، خواہ وقف دوبارہ جہت اخریٰ پر ہو یا اسی جہت اولیٰ پر کہ علی الاول تحویل باطل ہے اور علی الثانی تحصیل حاصل والکل باطل۔ بحر الرائق و عالمگیریہ وغیرہما میں ہے:

اما شرائطہ فمنها	بہر حال اس وقف کی شرائط
العقل والبلوغ ومنها	توان میں سے بلوغ اور عقل

Marfat.com

ان یکون قربۃ ومنھا الملک وقت الوقف وتیفرع علیٰ اشتراط الملک انہ لایجوز وقف الاقطاعات ولا وقف الارض الحوز للامام اھ ملتقطا۔ اسعاف میں ہے:

اتفق ابویوسف ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ ان الوقف یتوقف جوازہ علی شروط بعضہا فی المتصرف کالملک فان الولایۃ علی المحل، شرط الجواز والولایۃ تستفاد بالملک اوھی نفس الملک۔ اسی میں ہے: لو وقف ارضاً اقطعہ ایاھا السلطان فان کانت ملکا لہ او مواتا صح وان کانت من بیت المال لایصح۔

ہے اور ان میں سے اس کا عبادت ہونا ہے، وقت وقت ملک کا ہونا ہے اور اس پر یہ بھی متفرع ہے کہ جاگیر کا وقف جائز نہیں، اور امام کی گھیری ہوئی زمین کا وقف بھی جائز نہیں۔ امام ابویوسف اور محمد رحمہما اللہ نے اتفاق کیا ہے کہ وقف کا جواز، بعض شرائط پر موقوف ہے۔ کچھ تو اس میں سے متصرف میں ہیں جیسے ملک، کیونکہ ولایت محل شرط جواز ہے اور ولایت یا تو ملک سے مستفاد ہے، وہ خود ملک ہے۔

اسی میں ہے:

اگر کسی شخص نے بادشاہ کی دی ہوئی جاگیر وقف کردی تو اگر وہ اس کی ملک ہے یا مردہ زمین

Marfat.com

ہے تو صحیح ہے اور اگر بیت المال سے ہے تو صحیح نہیں ؛

زمین وقف میں کوئی عمارت دوسری غرض کیلئے وقف نہیں ہو سکتی

خامسًا۔ تنہا عمارت وقف ہو گی یا تنہا زمین، یا دونوں ثانی بدیہی البطلان لان الوقف لا یوقف، یوں ہی ثالث لانہ علیہ یتوقف۔ اول کا جواز ارض غیر محتکرہ میں صرف اس صورت میں ہے کہ یہ عمارت اسی کام پر وقف ہو جس پر اصل زمین کا وقف ہے۔ ھو الصحیح بل ھو التحقیق وبہ التوفیق، تو زمین، مقبرہ اور دیواریں مدرسہ یہ محض وسوسہ۔

فتاویٰ علامہ خیر الدین رملی میں ہے:

سئل فی کرم مشتمل علی عنب وتین وارضہ وقف سیدنا الخلیل علیہ وعلیٰ نبینا وسائر الانبیاءً افضل الصلٰوۃ واتم السلام من الملک الجلیل ادعیٰ رجلٌ بانہ وقف جدہ

فت اب باغ کے بارے میں دریا کیا گیا جس میں انگور اور انجیر ہیں اور اس کی زمین ہے، جو حضرت ابراہیم نے وقف کیا تھا، ایسے باغ پر ایک شخص نے دعویٰ کر دیا کہ یہ اس کے دادا نے وقف کیا تھا، کیا

Marfat.com

هل تسمع دعواه۔ اجاب
لا تسمع ولا تصح اذ الكرم
اسم للارض والشجر وان
اريد به الشجر فوقف
الشجر على جهة غير
جهة الارض مختلف فيه
وقد قال صاحب الذخيرة
وقف البناء من غير
وقف الارض لم يجز
هو الصحيح وان اريد كل
من الارض والشجر فبطلانه
بديهى التصور وان اريد
الارض فبديهية البطلان
اولى اھ ملتقطاً۔ اسی میں
اس کے متصل ہے:
كيف يصح للواقف
وقفها على نفسه وهى
وقف الجليل عليه الصلوٰة
والسلام اھ وهذا معنى

اس کا دعویٰ سنا جائے گا؟
جواب دیا نہیں، کیونکہ باغ
زمین اور درختوں کے مجموعہ
کا نام ہے اور اگر اس سے
مراد درخت ہوں تو درختوں کا
زمین کی جہت کے غیر میں
وقف کرنا مختلف فیہ ہے۔
صاحب ذخیرہ نے کہا ہے کہ
عمارت کا وقف کرنا زمین کے
بغیر جائز نہیں۔ یہی صحیح ہے اور
اگر زمین اور درخت سب
مراد ہیں تو اس کا باطل ہونا ظاہر
ہے اور اگر صرف زمین ہو تو
اس کا باطل ہونا اور بھی ظاہر ہے۔
اسی میں اس کے متصل ہے:
کہ واقف اس کو اپنے اوپر کیونکر
وقف کر سکتا ہے، حالانکہ یہ
وقف ابراہیم علیہ السلام کا
ہے۔ یہی معنی ہیں ان کے

Marfat.com

قولہ فبطلانہ بدیھی التصور ؛
رد المحتار میں ہے :
الذی حرّرہ فی البحر اخذا من قول الظھیریۃ واما اذا وقفہ علی الجھۃ التی کانت البقعۃ وقفا علیھا جاز اتفاقا تبعًا للبقعۃ وان قول الذخیرۃ لم یجز ھو الصحیح مقصور علی ما عدا صورۃ الاتفاق وھو ما اذا کانت الارض ملکا او وقفا علی جھۃ اخری اھ علی ھذا ینبغی ان یستثنی من ارض الوقف ما اذا کانت معدۃ للاحتکار وبہ یتضح الحال ویحصل التوفیق بین الاقوال اھ ، ملخصا وقد اوضحناہ

قول کے کہ اس کا بطلان ظاہر ہے۔
رد المحتار میں ہے :
جو بحر نے فیصلہ کیا ہے وہ ظہیریہ کے قول سے ماخوذ ہے اور اگر اسی جہت پر وقف کیا جس پر وہ خطہ وقف تھا تو وقف اس کی اتباع میں جائز ہے اور ذخیرہ کا قول "جائز نہیں" صحیح ہے اور یہ اتفاق کی صورت کے غیر پر مقصور ہے اور یہ اس وقت ہے جبکہ زمین ملک یا وقف ہو، کسی دوسری جہت پر، اس بنا پر زمین وقف سے اس صورت کا استثنا ضروری ہے جبکہ وہ زمین احتکار کے لئے تیار کی گئی ہو، اس سے صورت حال واضح ہو جاتی ہے اور تمام اقوال میں توفیق

Marfat.com

فیما علقنا علیہ ۞ ممکن ہے۔

گنگوہی صاحب کی سخت نا فہمی

متعلقہ روایتوں کو بے علاقہ بتانا

سادساً: مدرسہ یا کتب خانہ جو بنایا جائے گا، جبکہ شرعاً وقف نہیں ہو سکتا۔ لاجرم ملک بانیان پر رہے گا اور اب یہ صراحتاً وقف میں تصرف مالکانہ اور اپنے انتفاع کے لئے اس میں عمارت بنانا ہوگا، تو آفتاب کی طرح واضح ہے کہ قاضی خاں و علمگیری و محیط کی عبارات جو مجیب دوم سلمہ نے نقل کیں، کہ مقبرہ اگرچہ مندرس ہو جائے، اس میں قبر کا نشان درکنار۔ اموات کی ہڈی تک نہ رہے جب بھی اس سے انتفاع حرام۔ اور ہمیشہ اس کے لئے حکم مقبرہ رہے گا۔

اسی طرح فتاویٰ ظہیریہ و خزانۃ المفتین و اسعاف کی عبارات کہ:

مقبرۃ قدیمۃ بمحلۃ	جو قبرستان پرانا ہو اور اس
لم یبق فیہا آثار المقبرۃ	میں مقبرے کے آثار باقی نہ
لایباح لاھل المحلۃ	رہے ہوں، اس سے اہل محلہ
الانتفاع بہا وان کان	نفع حاصل نہیں کر سکتے ہیں

Marfat.com

فیہا حشیش یحش منہا — اگر اس میں گھاس ہو تو وہ
ویخرج الحشیش الی الدواب — بھی کاٹی جاسکتی ہے۔ کاٹ
ولا ترسل الدواب فیہا، — کر باہر لائی جائے مگر جانور قبرستان
میں نہ چھوڑے جائیں" قطعاً مفید مدعا نہیں۔

اور مجیب صاحب سوم کا یہ زعم کہ:

"مجیب صاحب نے جو روایت نقل کی ہے، اس سے بھی مدعا ثابت نہیں ہوتا" محض سوء فہم اور جہل مبین۔

گنگوہی صاحب پر گرفت

سابعًا۔ مجیب سوم کو جب فقہ میں کوئی راہ نہ ملی، ناچار متون و شرح و فتاوائے مذہب سب بالائے طاق رکھ کر نصوص اصول و فروع فقہ حنفی سب سے آنکھ بند کر کے شرح صحیح بخاری سے ایک روایت خارج عن المذہب پر قناعت کی کہ ابن القاسم نے کہا، کہ میری رائے میں جب مقبرے کے آثار مٹ جائیں اور اس کی حاجت نہ رہے تو وہاں مسجد بنا لینا جائز ہے۔

عربی لفظوں کا ترجمہ دیکھ لیا، اب یہ ادراک کیسے کہ یہ ابن القاسم کون ہیں، کس مذہب کے عالم ہیں؟ ان کا قول مذہب حنفی میں کہاں تک سنا جاسکتا ہے؟ اور وہ بھی خاص ان کی اپنی رائے، اور وہ بھی اصول و فروع مذہب کے صریح خلاف۔ مجیب صاحب علامہ عینی

Marfat.com

رحمتہ اللہ تعالیٰ شرح جامع صحیح میں صرف اقوال مذہب پر اقتصار نہیں کرتے، بلکہ ائمہ اربعہ اور ان سے بھی گذر کر بعض دیگر سابق ولاحق بلکہ بعض بدمذہبوں، مثلاً داؤد ظاہری وابن حزم تک پہنچ کے اقوال نقل کرجاتے ہیں، بلکہ بارہا ابن وآن ہی کے قول پر قناعت فرماتے اور ائمہ مذہب کا مذہب بیان میں نہیں لاتے، جاہل کہ تراجم علماء سے آگاہ نہیں آپ کی طرح دھوکا کھاتا ہے اور خادم علم بحمد اللہ تعالیٰ فرق مراتب وتفرقہ مذاہب کی خبر رکھتا ہے۔ علامہ عینی یہاں کسی کتاب فقہ کی تحریر میں نہیں یہ اسطرادی بالائی فوائد ہیں جن سے اقاویل ناس پر اطلاع مقصود اور مذہب تو اصلاً وفرعاً کتب مذہب میں مضبوط ہوچکا۔ ان کی ان نقول کا اکثر مادہ تصانیف ابن المنذر وابن بطال وغیرہما شافعیہ وغیرہم ہیں۔ ان کی عادت ہے کہ محل نقل میں سطریں کی سطریں بلکہ کہیں صفحے کے صفحے بلاغرد بے تغیر لفظ نقل فرماجاتے ہیں، جس پر ان کے امام عصری امام ابن حجر عسقلانی، رحمتہ اللہ تعالیٰ نے الدرر الکامنہ میں تنبیہ کی، یہاں بھی صدر کلام ذکر ما یستنبط منہ من الاحکام سے آپ کی منقولہ حکایت تک اسی قسم کی عبارت ہے۔ عالم تو متعدد وجہ سے پہچانے گا کہ یہ کلامِ حنفیہ نہیں۔ آپ نے اتنا ہی دیکھا ہوتا کہ اس عبارت میں ہے الی جواز نبش قبورھم للمال ذھب الکوفیون والشافعی واشھب بھذا الحدیث، حنفیہ کا محاورہ نہیں کہ اپنے ائمہ کا مذہب یوں بیان کریں، کہ کوفے والے ادھر گئے ہیں، قائل حنفی ہوتا تو ذھب

Marfat.com

المتنا یا اصحابنا یا علماؤنا و امثال ذالک لکھتا۔ یہ ابن القاسم واشہب، دونوں[1] حضرات مالکی المذہب عالم ہیں۔ خود امام ہمام کے شاگرد، اور ان کے مذہب میں اہل روایت و درایت جیسے ہمارے ہاں زفر و حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہم، آپ کی مقدس بزرگی کہ مذہب حنفی کے صریح خلاف ایک مالکی عالم کی رائے پر فتویٰ دیتے، اور اپنے زعم میں اسے مذہب حنفی کی روایت سمجھ رہے ہیں حالانکہ ائمہ تو ہمارے ائمہ وہ اس مذہب کے بھی امام مجتہد سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ یہ ابن القاسم ہمارے علماء سے نہیں۔ مگر ہاں جب نافہمی کی ٹھیری تو آپ کو کیا لگتا۔ کہ اس ذکر اصحابنا کو بھی قال ابن القاسم کے تحت میں داخل۔ اور انھیں کے مقولے میں شامل مانتے۔

ثامنًا۔ مجیب صاحب نے ناحق اس حکایت غیر مذہب پر قناعت کی کہ فقط بیچارے مردہ مسلمانوں کی قبریں، طلبہ اور مدرسہ کے بھنگی بہشتی سے پامال کرانے کی گنجائش ملی۔ اس ذکر اصحابنا کو کیوں نہ لیا کہ مسجدوں میں ہل چلانے گھوڑے یا گدھے باندھنے کی راہ چلتی۔

---

[1] دونوں حضرات۔ کے مزار فائض الانوار قرافہ میں یکجا ہیں۔ علماء فرماتے ہیں ان دونوں مزاروں کے بیچ میں دعا قبول ہوتی ہے۔

۱۲ منہ حفظ ربہ

بل هواشنع واخنع وهواتخاذموضع المسجد حشاوكنيفا لقوله و ذكر اصحابناان المسجد اذاخرب ودثر ولم يبق حوله جماعة والمقبرة اذاعفت ودثرت تعود ملكا لاربابها۔قال فاذاعادت ملكايجوزان يبنى موضع المسجد دارًا وموضع المقبرة مسجدا وغير ذٰلك لان الدار لابدّ لهامن تلك الاشياء۔

• بلکہ یہ زیادہ برا ہے، کہ مسجد کو اصطبل یا باڑہ بنالیا جائے کیونکہ انھوں نے کہا کہ ہمارے اصحاب نے ذکر کیا کہ مسجد جب ویران ہوجائے اور اس کے گرد کوئی جماعت نہ رہے، اور قبرستان جب مٹ جائے تو ان پران کے سابق مالک کی ملک لوٹ آتی ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ جب یہ چیزیں ملک میں آگئیں تو مسجد کی جگہ کو گھر اور قبرستان کی جگہ کو مسجد وغیرہ بنانا درست ہوا، کیونکہ گھر کے لئے ان چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔" مگر آپ نے ضرور ہوشیاری برتی۔

اولاً، جانتے تھے، کہ کتب معتمدۂ مذہب مشہورہ متداولہ میں اسے صراحتاً رد کیا۔ اور اس کے خلاف پر بشدّ ومدّ فتویٰ دیا ہے۔

تنویر الابصار و درمختار میں ہے:

ولوخرب ماحوله واستغنی عنه يبقی مسجد

اور اگر اس کا ارد گرد ویران ہوگیا اور اس کی ضرورت

عند الامام والثانی ابدًا الیٰ قیام الساعۃ وبہ یفتیٰ۔

نہ رہی تو مسجد باقی رہے گی امام کے نزدیک اور دوسرا ہمیشہ قیامت تک اور اسی پر فتویٰ ہے۔

حاوی القدسی وبحرالرائق ورد المحتار میں ہے:

"واکثر المشائخ علیہ مجتبی وھوالاوجہ فتح"

ثانیاً۔ یہ قول امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ جسے علامہ عینی نے اصحابنا کی طرف نسبت کیا، خاص اسی حالت میں ہے، جب وہ شئے موقوف اس غرض کی صلاحیت سے بالکل خارج ہوجائے جس کے لئے واقف نے وقف کی تھی۔ اصلاً کسی طرح، اس کے قابل نہ رہے۔

ردالمحتار میں ہے:

ذکر فی الفتح ما معناہ انہ یتفرع علی الخلاف المذکور ما اذا انہدم الوقف ولیس لہ من الغلۃ ما یعمر بہ فیرجع الی الباقی او ورثتہ عند محمد خلافا لابی یوسف لکن عند محمد انما یعود الی ملکہ ما خرج عن

فتح میں جو ذکر کیا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ خلاف مذکور پر یہ متفرع ہوتا ہے کہ اگر وقف عمارت منہدم ہوجائے، اور اس کی اتنی آمدنی نہیں ہے کہ اسے تعمیر کیا جائے تو وہ بنانے والے یا اس کے ورثار کی طرف لوٹ جائے گا۔ امام محمد کے نزدیک اس میں ابو یوسف کے

Marfat.com

الانتفاع المقصود بالواقف بالكلية ۔ خلاف ہے لیکن محمد کے نزدیک اس کی ملک میں صرف وہی لوٹے گا جس سے بالکل نفع ممکن نہ ہو۔

یہ بات مقبرۂ مذکورہ میں کیونکر متصور ہو کہ ہنوز تہائی میدان حسب بیان سائل بالکل خالی پڑا ہے۔ ثالثاً، شاید یہ بھی کچھ اندیشہ گذرا کہ اس مقبرے کے ساتھ مسجد کی بھی خیر نہیں۔ مبادا عوام بھڑک جائیں، ان وجوہ سے ذکر اصحابنا چھوڑ کر قال ابن القاسم کا یہ سرا پکڑا۔ مگر غافل کہ جن تین اندیشوں سے گریز فرمایا، وہی تینوں یہاں بھی آپ پر عائد بلکہ مع شے زائد۔

اوّل، تو وجہ سابع میں دیکھ چکے، کہ خلاف مفتی بہ ہونا تو درکنار وہ سرے سے مذہب کا کوئی قول ضعیف بھی نہیں اور ثانی یوں کہ کلام ابن القاسم میں عفت و درست ہے۔ عفا و درس نیست و نابود و ناپیدا و بے نشان ہونا ہے۔ یہ اس مقبرے پر کہاں صادق کہ سائل کہتا ہے، پرانی شکستہ قبریں پائی جاتی ہیں تو ابھی نیست و نابود و ناپدید نہ ہوا اور اس روایت خارجہ نے بھی آپ کو کام نہ دیا اور ثالث یوں کہ جب ان کی رائے میں مجرد وقفیت موجب اتحاد معنی و جواز اقامت بجائے یک دگر ہے تو جیسے مقبرے کو مسجد کرنا روا، یوں ہی مسجد کو مقبرہ۔ یوں ہی مسجد کو سرائے اور سرائے میں بیت الخلا۔ فان الکل وقف من اوقاف المسلمین لا یجوز تملیکہ لاحد فمعنی الکل علی ھذا واحد۔ پھر مفر کدھر۔

Marfat.com

تاسعاً ۔ ذرا براہ مہربانی تھوڑی دیر کو ہوش میں آکر فرمائیے، کہ ابن القاسم نے کہا ۔مقبرے کو بعد بے نشانی مسجد کر دینا روا اور ابوالقاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ مقابر پر مسجد بنانا حرام ۔ آپ کے نزدیک یہ دونوں حکم حالت واحد پر وارد جب تو آپ کا ایمان ہے ۔ کہ ابن القاسم کی بات کو حق جانیں، اور ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہ مانیں ۔ اور اگر حالت مختلف ہے تو پہلے وہ فرق معین کیجئے، جس پر ان دونوں احکام کا انقسام ہو گا، کیا فقط نو و کہن کا تفرقہ ہے کہ نئی قبروں پر مسجد بنانا حرام ۔ اور جہاں ذرا پرانی پڑیں اور اب ان پر نماز جائز ہو گئی ۔ یا فقط اوپر کا نشان مٹ جانا چاہیئے ۔ یا یہ ضرور ہے کہ لاشوں کے تمام اجزاء، ساری ہڈیاں بالکل خاک ہو جائیں ، مردے بجمیع اجزاء تراب خالص کی طرف استحالہ کریں، اس کے بعد روا ہے ۔

اوّل، تو بداہتہً باطل ۔ اور شاید بعلّت وہابیت آپ کے یہاں تو شرک ہو، اور ثانی بھی اسی کی مثل ہو، کہ نشان بالانہ قبر ہے، نہ قبر کے لئے رکن وشرط، تو اس کا عدم و وجود یکساں ۔ معہٰذا اس مقبرے میں یہ صورت بھی ہنوز متحقق نہ ہوئی کہ نشان قبر موجود ہیں اور آپ کا حکم بے تخصیص ثلث خالی صاف مطلق ہے کہ مدرسہ وقفی بنانا گورستان میں درست ہے ۔" اور آپ کے مقلد نے اس اطلاق کی صریح تصریح کر دی ۔ کہ "بنائے مدرسہ اس جگہ میں خصوصاً حصہ خالی میں درست ہے ۔" اس خصوص نے عموم کو واضح کر دیا، لاجرم ثالث لیجئے گا، اب یہ آپ پر لازم تھا، کہ دلیل شرعی

Marfat.com

سے اس مدت کی تعین کرتے، جس میں مردوں کی ہڈی پسلی کا اصلاً نام و
نشان نہیں رہتا۔ سب سے پچھلی جو میت دفن ہوئی اسے اتنی مدت
گذر چکی۔ ان دو مرحلوں کو بغیر طے کئے حکم جواز لگا دینا محض جہل تھا۔ اتنا یاد
رکھئے کہ مجرد شک یہاں کام نہ دے گا۔ کہ الیقین لایزول بالشک
عقل و نقل کا قاعدہ اجماعیہ ہے۔ وجود مانع یعنی بعض اجزائے موت پر
یقین نہ ہو، حکم حرمت و ممانعت ہی رہے گا اور آپ کے لیت و لعل سے
کام نہ چلے گا، تو ظاہر ہوا، کہ اس روایت خارجہ عن المذہب کا دامن پکڑنا
بھی محض سوء فہم و بندگی وہم تھا وباللہ العصمۃ۔

عاشراً:۔ لطف یہ ہے کہ اس روایت خارجہ میں شرط استغنا
عن الدفن لگائی گئی ہے، آیا اس سے مراد کہ اس کے سوا دوسری جگہ دفن
ہو سکتا ہو، جب تو یہ شرط محض لغو و عبث ہے۔ وہ کونسا گورستان ہے،
جس کی طرف احتیاج دفن بمعنی لولاہ لامتنع ہے۔ نہ ہرگز تعطل و ویرانی
اوقاف میں صرف اس قدر ملحوظ ہوتا ہے بلکہ یہاں مطمح النظر دو امر رہتے ہیں
ایک عدم محتاجین یعنی وہاں آبادی نہ رہے، لوگ متفرق ہو گئے۔ اب حاجت
کسے ہو، جیسے جواب دوم میں عالمگیری و محیط سے دربارۂ مسجد و حوض گذرا، کہ
خرب ولا یحتاج الیہ لتفرق الناس۔ دوسرے عدم حاجت بوجہ
عدم صلوح۔ یعنی وہ شے کسی مانع و قصور و نقص کے سبب اب اس کام
کی نہ رہی، مثلاً زمین پر پانی نے غلبہ کیا، کہ دفن کی گنجائش نہ رہی
فتاوے کبری و جامع المضمرات و ہندیہ و اسعاف وغیرہا میں ہے:

Marfat.com

امرأة جعلت قطعة
ارض لها مقبرة واخرجتها
من يدها ودفنت فيها ابنها
وتلك القطعة لا تصلح المقبرة
لغلبة الماء عندها فيها
فساد فارادت بيعها۔ ان
كانت الارض بحال لا يرغب
الناس عن دفن الموتى
لقلة الفساد ليس لها البيع
وان كانت يرغب الناس
عن دفن الموتى لكثرة الفساد
فلها البيع ؎

ایک عورت نے اپنی زمین کے
ایک ٹکڑے کو قبرستان بنادیا
اور اسے اپنے ہاتھ سے نکالا اور
اس میں اپنے بیٹے کو دفن بھی کردیا
مگر یہ ٹکڑا پانی کی وجہ سے قبرستان
کے لئے درست نہیں تو اس نے
اسے بیچنے کا ارادہ کیا۔ اگر زمین ایسی
ہے کہ لوگ اس میں اپنے مردوں
کو دفن کرنے سے پہلو تہی نہیں کرتے
ہیں کیونکہ فساد زائد نہ تھا تو وہ عورت
اس ٹکڑے کو بیچ نہیں سکتی اور اگر
لوگ اس میں زیادہ خرابی کی وجہ سے
مردے دفن نہیں کرتے ہیں تو وہ عورت بیچ سکتی ہے۔" پر ظاہر کہ صورت مستفسرہ میں ہرگز نہ عدم محتاجین ہے نہ عدم صلوح۔ پھر شرط استغنا کب متحقق ہوئی اور تغییرِ وقف کی اجازت کس کے گھر سے ملی، تو روشن ہوا کہ مجیب سوم کا اس روایت خارجہ سے تمسک محض تشبث الغریق بالحشیش تھا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۵ ھٰکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی بالتوفیق ۵

تنبیہ: یہ مجیب سوم پر تلک عشرہ کاملۃ ہیں اور ان کا رد

Marfat.com

ان کے سب اتباع واذناب کے رد سے مغنی ع

وکل الصید فی جوف الفراء

اور اذناب کے پاس ہے ہی کیا سوا امام زیلعی کی تحقیق کے۔

روایت امام زیلعی رحمۃ اللہ تعالیٰ جسے خود مولوی گنگوہی صاحب نے کچھ سوچ سمجھ کر چھوڑ دیا اور روایت فقہیہ نہ لکھنے کے لئے بے مہلتی کا بہانہ لیا۔ مجیب اول نے لکھی، مجیب دوم سلمہ نے جواب دیا۔ بعض اذناب سوم نے بے تعرض جواب، پھر اسی کا اعادہ کیا۔ مگر جناب گنگوہی صاحب چرچے۔ کہ یہاں مقبرۂ وقف میں کلام ہے۔ مجھے خاص دوسرے مکان وقفی کی اجازت نکالنی مشکل پڑی ہے، ہل چلانا، کھیتی کرنا، کہ اس روایت امام زیلعی میں جائز ہو رہا ہے۔ کس گھر سے جائز کرسکوں گا لہٰذا ہوشیارانہ اس سے عدول کیا جو اذناب کی سمجھ میں نہ آیا۔ غالباً اب تو ناظرین نے اس روایت کا محل و محصل سمجھ لئے ہوں گے۔

صاحبو! اس سے مقصود زمین مملوک ہے، یعنی اگر کسی کی ملک میں کوئی میت دفن کردی گئی ہو، تو جب وہ بالکل خاک ہو جائے، مالک کو روا ہے کہ وہاں کھیتی کرے، گھر بنائے، جو چاہے کرے۔

لان الملك مطلق	کیونکہ ملک مطلق ہے اور مانع
والمانع زال وهذا ايضاً	زائل ہوگیا اور یہ بھی اس صورت
اذا كان ذلك باذنه والا (فغی)	میں ہے جبکہ اس کی اجازت سے
الغصب له لغوا ج الميت	ہو، ورنہ غصب کی صورت میں

Marfat.com

وتسویۃ الارض کما ھی لحدیث لیس لعرق ظالم حق ؎

اسے حق ہے کہ میت کو نکالے اور زمین برابر کرے جیسے کہ تھی کیونکہ حدیث میں ہے کہ زمین پر ظالم کا حق نہیں۔

علامہ مدقق علائی قدس سرہٗ نے درمختار میں اسے ایسے نفیس سلسلے میں منسلک کیا جس نے معنی مراد کو کھول دیا۔ مجیب اول نے یہ روایت وہیں سے اخذ کی، مگر علامہ مدقق کے اشارات تک ہر فہم کی دسترس کہاں؟

درمختار میں فرمایا:

"لا یخرج منہ بعد اھالۃ التراب الا لحق آدمی کان تکون الارض مغصوبۃ او اخذت بشفعۃ ویخیر المالك بین اخراجہ ومساواتہ بالارض کما جاز زرعہٗ والبناءُ علیہ اذا بلی وصار ترابًا زیلعی" ؎

"مردے کو مٹی ڈالنے کے بعد صرف حقوق العباد کی وجہ سے نکالا جائے گا، جیسے زمین مغصوبہ ہو یا شفعہ سے لی گئی ہو، اور مالک کو اختیار ہوگا کہ اسے نکالے یا زمین برابر کردے، جیسے کہ اس پر عمارت بنانا اور کھیتی باڑی کرنا، مردوں کے گلنے سڑنے اور مٹی ہو جانے کے بعد درست ہے۔" ورنہ مقبرہ وقفی میں کھیتی کرنا کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

Marfat.com

هدایہ میں ہے

فی غایۃ الفتح ان یقبر فیہ الموتی سنۃ ویزرع سنۃ :

بات یہ ہے کہ وہابیہ کی نگاہ میں قبور مسلمین بلکہ خاص مزارات اولیائے کرام علیہم الرضوان ہی کی کچھ قدر نہیں، بلکہ حتی الوسع ان کی توہین چاہتے ہیں اور جس حیلے سے قابو چلے انھیں نیست ونابود و پامال کرانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ ان کے نزدیک انسان مرا اور پتھر ہوا، جیسے وہ خود اپنی حیات میں ہیں کہ لا یسمع ولا یبصر ولا عنك شیئًا۔ حالانکہ شرع مطہر میں مزارات اولیاء تو مزارات عالیہ عام قبور مسلمین مستحق تکریم وممتنع التوہین۔ یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں، "قبر پہ پاؤں رکھنا گناہ ہے" کہ سقف قبر بھی حق میت ہے۔

قنیہ میں امام علائے ترجانی سے ہے :

یاثم بوطء القبور لان سقف القبر حق المیت۔

حتی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جن کی نعلین پاک کی خاک اگر مسلمان کی قبر پہ پڑجائے تو تمام قبر جنت کے مشک وعنبر سے مہک اٹھے، اگر مسلمان کے سینے اور منہ اور سر اور آنکھوں پر اپنا قدم اکرم رکھیں۔ اس کی لذت ونعمت وراحت وبرکت میں ابد الآباد تک سرشار وسرفراز رہے، وہ فرماتے ہیں :

لان امشی علی جمرۃ او سیف احبّ الیّ من ان امشی

Marfat.com

علیٰ قبر مسلمٍ۔

بے شک چنگاری یا تلوار پر چلنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں کسی مسلمان کی قبر پر چلوں (رواہ ابن ماجۃ بسندٍ جیّدٍ عن عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اور وہابیہ کو اس کی فکر ہے کہ کسی طرح مسلمانوں کی قبروں پر مکان بنیں لوگ چلیں پھریں، قضائے حاجت کریں۔ بھنگی اپنے ٹوکرے لے کر چلیں۔ ع

اگر این ست پسندِ تو نصیبت بادا

ولاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیمۃ واذقد اخذت المسئلۃ حقہا من البیان ولنکف عنان القلم ہ حامدین للہ سبحٰنہ وتعالیٰ علیٰ ما علم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولٰنا محمد والہٖ واصحابہ وسلم واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہ اتم وحکمہ عزشانہ احکم۔

تمّت

کتبہ، عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ محمد المصطفیٰ النّبی الامّی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم

Marfat.com

ان ھذا الھو الحق والحق بالاتباع احق

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱
عبد المصطفیٰ احمد رضا خان

محمد
ب
سلطا

اس میں جو کچھ بیان ہے سب مطابق احکام شریعت و سلف صالحین ہے۔ مسلمان ان سب کو تمسک کریں۔ مؤلف علام کو خدائے برتر جزائے خیر دے اور مقبول خاص و عام کرے اور مجھ کو بھی ثواب سے محروم نہ فرمائے۔

والصلوٰۃ والسّلام علےٰ خیر الانام والہٖ واصحابہ الکرام

المذنب المدعو محمّد عبد اللہ عفی عنہ

مسائل بالاکہ علمائے دین متین وفضلائے امّت رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم) تحریر و تقریر فرمودند ہمہ حق و راست و درست اند۔ شاکی اینہا مردود و فاسق اند۔

Marfat.com

العبد الضّعیف الرّاجی الیٰ رحمۃ اللّٰہ اللطیف
محمد نعیم ، پشاوری عفی اللہ عنہ وعن والدیہ ،
والمومنین والمومنات ۔ امین ثم امین ہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

حامدًا وّمصلّیا ومسلمًا علےٰ رسولہٖ سیّدنا
محمّدٍ وّالہٖ واصحابہ واولیاءِ امتہ ومتّبعیھم
اجمعین ہ

جو کچھ مولانائے مجیب جامع المعقول والمنقول حلّال مہمات فروع واصول مولوی محمد عمر الدین صاحب الحنفی القادری جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء نے صورت مسئولہ میں تحریر فرمایا ہے ، وہ سب حق وصواب ہے ، جواب لاجواب ہے ، پسندیدہ اولی الالباب ہے . حنفی مذہب کے مطابق قبروں کو کھود کر صاف میدان کر دینا اور اس پر مکان وغیرہ بنانا ہرگز درست نہیں ، اس کی تحقیق مولائے مجیب نے عمدہ طور سے فرمائی ہے ، کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا . معترضوں کے کل اعتراض نہایت خوش اسلوبی سے اٹھا دیئے ہیں اور منکروں کے سب خدشات دفع کر دیئے ہیں پھر تحریر مہر تنویر فاضل کامل

Marfat.com

عالم عامل، محقق علوم عقلیہ مدقق فنون نقلیہ قالع اصول مبتدعین، قامع اوہام نجدیین، حامی سنن ماحی فتن. مجدد مائتہ حاضرہ حجت قاہرہ مولانا الحاج احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ تعالیٰ فیوضاتہم کی تو منکروں پر بجلی سی کڑک پڑی، رشید گنگوہی کی تحریر پر تزویر کے تو خوب پرخچے اڑ گئے. ایسا امر کوئی فروگذاشت نہ ہوا کہ جس کے لکھنے کی کسی کو تکلیف ہو. پس فقیر نے طول دینا مناسب نہ سمجھا، لہٰذا اختصار سے کام لیا گیا۔ ان فتووں کا انکار بجز گمراہ کے کوئی نہ کرے گا۔ اہلسنت وجماعت کو گمراہوں کی صحبت سے پرہیز کرنا لازم ہے اور سلام وکلام قطع کرنا واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب حررہ الراجی الی لطف ربہ القوی عبد النبی الامی السید حیدر شاہ القادری الحنفی تجاوز اللہ تعالیٰ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظ عن موحیاتہ الکی والغی بحرمۃ النبی الہاشمی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم متوطن کچھ بھوج المعروف بہ پیر بھڑالہ پریل بمبئی۔

عبد النبی الامی
الحنفی۔ سید
حیدر شاہ قادری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذی رزق الانسان علمًا وسمعًا وبصرًا فی الحیات وبعد الممات. فالموتی یعرفون الزوار ویسمعون الاصوات والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علی من ھدانا الی الصراط المستقیم وقانا بھا من نار الجحیم التی اعدت للکفرین والماردین من النیاشرۃ والمکذبین لرب العالمین والمفضلین للشیطان اللعین علی علم الاولین والاٰخرین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ وابنہٖ و حزبہٖ اجمعین وعلینا بھم یا ارحم الراحمین ۰ وبعد فلما رأیت جواب ناصر الدین المتین ومولٰنا المولوی محمد عمر الدین وجدتہ موافقًا للسنۃ دافعًا للفتنۃ ونظرت تحریر المولوی رشید احمد الگنگوھی فما ھو الا ضلال مبین وھتک لحرمۃ المؤمنین ومارد بہ علیہ خاتم المحققین عمدۃ المدققین عالم اھل السنۃ مجدد المائۃ الحاضرہ سیدی ومرشدی وکنزی و ذخری لیومی وغدی مولٰنا المولوی محمد احمد رضا خان ایدہ اللّٰہ لواھب بالفیض والمواھب فلا اجد لسانًا ثناءً علیہ غیر ان اقول لاشک انہ الصدق الصراح والحق القراح فجزاھم اللّٰہ خیر الجزاء عن الاسلام والمسلمین بحرمۃ

Marfat.com

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واللہ تعالیٰ اعلم بالصّواب وعندہٗ ام الکتاب قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ محمد المدعو بظفر الدین المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی الرّضوی المجددی البہاروی العظیم آبادی ؛

محمدی سنی حنفی قادری
ابوالبرکات محمد ظفر الدین

Marfat.com

مکتوبات امام ربانیؒ

(مترجمہ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی)

حصہ اوّل: مکتوبات امام ربانی دراصل کتاب ہدایت ہے جس میں شرافت انسانی کے تمام اصول آداب اور دستور حیات کے جزئیات وکلیات موجود ہیں۔ طبیعات و مابعد الطبیعیات پر مکمل بحث کی گئی ہے اسلامی وغیر اسلامی افکار وخیالات کا موازنہ کیا گیا ہے۔ ہر انسان کیلئے مساوی حیثیت سے رہنمائی کا کام دینے والی بہترین کتاب ہے۔ کتابت وطباعت عمدہ۔ سفید کاغذ۔ مجلد مع حسین سنہری ڈائی والا پلاسٹک کور۔ سائز ۲۰x۲۶، صفحات قیمت -/۱۸ روپے

حصہ دوم: تصوف وطریقت کی بہترین تشریح اور اقوال زریں کا انمول خزانہ ہے جس میں ریاضت ومجاہدہ کے اصول اور دنیا واہل دنیا کے حالات وحقائق واضح طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ عبادت واعمال صالحہ کی تفصیل اور محاسبہ نفس کا بیان ہے۔ مفید سوالات اور جوابات کا بہترین سلسلہ قائم کیا گیا ہے اور مختلف مکاتب فکر سے متعلق معاملات پر مدلل روشنی ڈالی گئی ہے۔ سائز ۲۰x۲۶، کاغذ سفید، عمدہ کتابت اور دیدہ زیب طباعت، صفحات ۶۰۵ قیمت -/۲۱ روپے

حصہ سوم: اس حصہ میں علم وعمل علماء وفقہا اور احکام شرعیہ کے متعلق مفصل اشارات ہیں، تناسخ، کشف اور دیگر اہم عقائد کے متعلق وضاحت کی گئی ہے۔ عقل ونقل اور اکابر صحابہ و اولیاء کے مراتب بیان کئے گئے ہیں۔ فقر وغنا اور وجود وشہود جیسے نکات کو حل کیا گیا ہے۔ ذات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق معلوماتی بیانات موجود ہیں، غرضیکہ معلومات شرعیہ کا ایک انسائیکلوپیڈیا ہے۔ آفسٹ طباعت اور خوبصورت کتابت، گلیز کاغذ، سائز ۲۰x۲۶ صفحات ۵۳۷، قیمت -/۲۱ روپے۔

Marfat.com

اِحکامِ شریعت

یہ کتاب دراصل اعلیحضرت کے دینی وشرعی فتاویٰ کا مجموعہ ہے جس میں مسائل شریعت کے احکام کی توجیہہ وتوضیح کے علاوہ اصلاح رسوم، آداب معاشرت تصوف کے حقائق اور بدعقیدہ لوگوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

عمدہ کتابت وطباعت۔ کاغذ سفید، دبیز سرورق
سائز ۲۳x۱۸ صفحات ۳۲۸، قیمت ۶/۷۵ روپے

فتاویٰ افریقہ

اس میں اعلیحضرتؒ نے افریقہ سے بھیجے ہوئے ایکسو گیارہ فتاویٰ کے مختلف موضوعات ومسائل پر مکمل ومدلل جوابات دیئے ہیں۔ اس کتاب کا اصل نام السنیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ ہے۔

طباعت آفسٹ، اعلیٰ کتابت، گلیز کاغذ مجلد مع رنگین گردپوش
سائز ۲۰x۳۰/۱۶، صفحات ۱۶۰ قیمت ۳/۷۵ روپے

Marfat.com

ملفوظاتِ اعلیٰحضرتؒ

فاضل بریلوی

عقلی و نقلی علوم و فنون اور مسائل و معاملات مذہبی و معاشرتی پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ دیگر امور کی فلسفیانہ اور منطقیانہ تشریح کی گئی ہے۔ اس میں اسلام کے احکام وارکان کی وضاحت کے علاوہ اولیائے کرام اور علمائے عظام کی صحیح علامات بیان کردی گئی ہیں۔ کتابت و طباعت دیدہ زیب۔ سائز ۲۳×۱۸/۸ صفحات حصہ اول ۱۳۲ حصہ دوم ۱۱۶ حصہ سوم ۸۸ حصہ چہارم ۹۶ کاغذ سفید مع گرد پوش۔ قیمت حصہ اول ۲/۰ دوم ۳/- سوم ۲/۵۰ چہارم ۲/۵۰

حدائقِ بخشش

فاضل بریلویؒ کا عارفانہ کلام جس میں محبت اور شان مصطفیٰ کا پرسوز شاعری میں اظہار کیا گیا ہے۔ اس کلام کو پڑھنے اور سننے والے یکساں لطف اندوز ہوتے ہیں۔ نفیس طباعت و کتابت۔ سفید کاغذ مجلد مع رنگین ٹائیٹل، سائز ۲۷×۱۷/۸ صفحات ۲۲۰ قیمت ۴/۵۰

(مطبوعہ: مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

Marfat.com

اعلیحضرت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی ؒ

کی چند ایمان افروز تصانیف

حدائقِ بخشش کامل ۲ دو حصے

جذبۂ عشق و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسان عصر حاضر کی زبان نے وہ سوز عطا کیا ہے جو پڑھنے اور سننے والے دونوں کے دلوں پر وجدانی کیفیت طاری کر دیتا ہے

قیمت ۳/۷۵

احکامِ شریعت

* آدابِ معاشرت اصلاحِ رسوم، تصوف کے اسرار و رموز، اور بدعقیدہ لوگوں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ مسائل شریعت کی وضاحت و توجیہہ جس میں فاضل مولف کے فتاوی اور فیصلے درج ہیں۔

قیمت ۶/-

ملفوظات اعلیحضرت بریلوی ؒ

کامل ۴ چار حصے

علوم و فنون الہیات، ارضیات و فلکیات، دینی و دنیاوی حقائق، فلسفہ، کلام اور منطق کی تشریح و توجیہہ، امور مذہبی، معاشی اور معاشرتی مسائل و معاملات، علمائے حق و اولیائے کرام کی علامات اور دیگر تمام ضروری معلومات اور تفصیلات کا سرچشمہ، جسکا ہر مومن کے پاس ہونا نہایت ضروری ہے

قیمت ۱۱/-

فتاوی افریقہ

ایک سو گیارہ استفتاء جو افریقہ سے بھیجے گئے تھے، ان سوالوں کے نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ جوابات جنمیں مختلف موضوعات و مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ طباعت آفسٹ کاغذ سفید قیمت ۳/۲۵

مدینہ پبلشنگ کمپنی

ایم۔ اے جناح روڈ، کراچی

Marfat.com